اعلام یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے اہل سنت

خلاصہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ

کنز مکتوم فی حل عقد امّ کلثومؑ

از رشحات قلم افادت شیم جناب محقق مدقق

سرکار حذاقت مدار مولوی حکیم سید علی اظہر

علامۃ الزمن جناب مولوی سید حسن زاد افاداتہ

رئیس کھجوہ بازار بندی ضلع سارن

مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی

[illegible]

[illegible]

والسلام

فہرست مطالب گوہرِ مکتوم فی حل عقد ام کلثوم علیہا السلام

الحمد للہ الملک الوہاب کہ درین ایام سعادت انتساب کتاب مستطاب عدیم النظیر ولاجواب متعلق بمبحث عقد حضرت ام کلثوم دختر جناب رسالتمآب صلوات اللہ وسلامہ علیہما افحاماً للاعداء والعترۃ الاطیاب وارغاماً لانانف المعرضین عن جادۃ الصواب الموسوم

بالکنز المکتوم فی حل عقد ام کلثوم

من مصنفات غرۃ محاسن الایام عمدۃ الافاضل الکرام النحریر المدقق المحقق جامع الکمالات الفائز بالمدائح العلیۃ قاطع اعناق الجاحدین قامع اساس المعتدین المنتخب لعقبی حمایۃ الدین ذی الشرف الازہر الحکیم المولوی السید علی اظہر عمت برکاتہ و زادت افاداتہ

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد بندہ افقر مولف
ذوالفقار حیدر علی اظہر بن المولی المومن السید حسن دام ظلہ العالی بخدمت برادران
ایمانی عرض پرداز ہے کہ گو مدت مدیدہ سے یہ مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام
درمیان علمای فریقین دایر و سایر ہی مگر نہ علمای اہلسنت نے اس مسئلہ کو باستقلال
تصنیف کر کے پیش کیا نہ علمای شیعہ ایدہم اللہ نے توجہ کامل فرمائی بلکہ جسطرح
مخالفین نے ضمناً و تطفلاً اسکا تذکرہ کیا علمای اہل حق نے بھی اوسیطرح رد و ابطال
اسکا فرمایا خواہ تحقیقاً بہ انکار کلی خواہ الزاماً بہ تسلیم فرضی اسلیے کہ یہ امر بفرض وقوع
بھی کسیطرح نہ مفید مخالفین ہی نہ مضر اہل حق لیکن چونکہ تا بحال کوئی کتاب بالاستقلال
اس مادہ مین علمای فریقین سے نہین لکھی گئی تو کچھ عرصے سے جب اہلسنت ہر مسئلہ مین عاجز آگئے
تو بعض مسایل فروعیہ مین گفتگو شروع کی بے سروپا رسایل چھاپنے لگے بالخصوص
اس مسئلہ مین زیادہ تر شور و غل مچایا اور عوام فریبی کا دام بچھایا علمای اعلام

ایدہم اللہ کی بے اعتنائی اور عدم توجہی نے اور بھی انہین سرچڑہایا یہانتک کہ
ابدالست خود علماے مذہب حق شیعہ اثناعشریہ کو اس مسئلہ مین بالکل لاجواب
اور مغلوب ٹھہرایا حتی کہ صاحب آیات بینات جنکی تحقیقات پر عوام اہلسنت
بہت نازان ہین فرماتے ہین کہ شیعہ کسی مسئلہ مین ایسے زچ اور دق نہین ہوے جیسا
اس مسئلہ مین دق اور زچ ہوے افسوس مقولہ صرف انہین بزرگ کا نہین ہے
جنکی لیاقت وحالت سے سارا عالم واقف ہے بلکہ خود مولوی حیدر علی فیض آبادی
جنکو اپنی رقاقلبیت و ہمہ دانی پر وہ ناز تہا کہ بمقابلہ اپنے اساتذہ کے کوس
لمن الملکی بجاتے تھے اور سواے اپنے سبکو نافہم بتاتے تھے اور اس زمانہ کے اہلسنت تو
اونکو اپنا امام ہی تصور کرتے ہین وہ حضرت بھی ازالۃ الغین مین ایسا ہی دعوے
فرماتے ہین پھر بیچارے جاہلون کا کیا قصور بہرکیف جب غوغاے بیجا انحضرات کا
اس تمام مین بڑہا اور قابل تحمل دا اعراض اہلحق نرہا ناچار کمترین نے بنابر
امر اربعض اعاظم دین ایدہم اللہ اسطرف توجہ کی اور بہت قلیل عرصہ مین
تفصیلا تحقیق اس مسئلہ کی کر کے ساتوین جلد ذوالفقار حیدری کی خاص اسی
باب مین قرار دی چونکہ اوسمین ہر روایت پر اہلسنت کی بحث کی گئی ہے اور
اختلافات اوسکے دکہائے گئے اور موضوع ہونا اون روایات کا اور کاذب
خائن و دجال ہونا اونکے راویونکا ثابت کیا گیا ہے علاوہ اسکے اہلحق کیطرف
سے جملہ اعتراضات بیجا و توہمات واہیہ مخالفین کا جواب شافی بہی دیا گیا ہے اور
جو کچھ اغلاط و تحریفات سکے کہولے گئے ہین اور روایات فریقین سے بحث
کامل کی گئی ہے لہذا حجم اوس کتاب کا بیجا اس ساٹھ جز سے زیادہ ہوگیا اور پوری

ایک جلد کامل اوسکی مرتب ہوئی چونکہ بوجہ ضخامت کتاب وکثرت مصارف
طبع ہونا اوسکا باعتبار استطاعت نحیف فی الحال ناممکن تھا اور بنظر زبان بندی مخالفین
واطمینان خاطر مومنین اشاعت اوسکی حد وجوب وفرض سے بھی متجاوز معلوم
ہوتی تھی لہذا بعض احباب اطیاب سلمہم اللہ نے بکمال الحاح واصرار فرمایا کہ اجمالاً
لب لباب اوس کتاب کا مع اصل جواب جو تحقیقات مفصلہ سے ثابت ہو
شایع کرنا چاہیئے اور اوس بحر زخار کو کسطرح کوزہ مین بند کرنا چاہیے لا اقل
بطور فہرست ہی سہی کہ شاید ان مضامین خوش آئین وتحقیقات حق آگین کے
مطالعہ سے مومنین ذو الاقتدار کے دلونمین شوق پیدا ہو اور جوش میں آکر اصل
کتاب کو جلد چھپوا ئین الغرض مین نے بھی اپنے احباب کی اس فرمائش کو بدل
قبول کیا اور بخیال بے اعتباری حیات ناپائیدار زیادہ تر مستعد ہوا کہ شاید
اجل موعود آجای تو دل کی حسرت دل ہی مین رہجای اور یہ جواہر تحقیقات گرانمایہ
نادر الوجود معرض شہود مین نہ آئین اور مومنین اس سے کچھ بہرہ مند نہون مخالفین
کی زبانین بند نہون ازین قبیل اور چند مصلحتون سے بکمال تعجیل یہ رسالہ بطور فہرست
کنز مکنوم پیشکش ارباب علوم کیا گیا وما توفیقی الا باللہ الحی القیوم
امید کہ جو حضرات اس رسالہ سے مستفیض ہون مولف کو دعای خیر سے فراموش نکرین
تمہید مفید جو لوگ اسلام کے دائرہ مین داخل اور لا اقل توحید ورسالت
ومعاد کے قایل ہین حسب حکم خدا ووصیت رسول اونپر واجب وفرض ہی
کہ تعظیم ومودت واحترام اہلبیت رسول انام مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کرین اور اونکے اعزاز واکرام کے جملہ مراتب کو ملحوظ رکھین

تمہید مفید در اثبات ... حضرت ...

میرا مطلب یہان یہ نہین ہے کہ اہلسنت خواہی نخواہی ونکی خلافت ہی کو مان لین کیونکہ جو ظلم ہونا تہا ہو چکا جسکو جو کچھ ملنا تہا مل چکا حریفان بادہا خوردند رفتند بلکہ لااقل اتنا ہی لحاظ رکہین کہ کسی قسم کی اہانت و ذلت حضرات کی نسبت گوارا نکرین اور اپنی زبان کو اونکی توہین و تحقیر سے بچاتے رہین اس سے یہ بھی میرا منشا نہین ہے کہ کسی صحیح واقعہ کا بلا سبب انکار کیا جائے اور کسی امر واقعی کا اخفا کر دیا جاوے فان اللہ لا یستحیی من الحق بلکہ صرف اسیقدر چاہتا ہون کہ جو واقعات انحضرات کے راست راست ہون اونہین کو ظاہر کرین اور بلا تحقیق کامل کوئی امر خلاف شان اونکی طرف منسوب نکرین نہ میری یہہ فرمائش ہے کہ جیسے خلفا و صحابہ کے معائب و الزامات مٹانیکے لئے یقینیات و متواترات و احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہین وہی سلوک یہان بھی کیا جاوے اور اسکی بھی امید نہین کر سکتا کہ جو کچھ فرضی و وہمی دختر حضرت خلیفہ اول کی تعظیم کیجاتی ہے بضعہ رسول کے حق مین اوسکی مراعات ہو جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے وابو المطرف فتوی کرد بتادیب شدید در حق کسیکہ راضی نشید کہ زنے را سوگند در شب دہد و بآن زن گفت اگر تو دختر ابو بکر باشی ترا در روز سوگند خواہم داد و فتوی بتادیب آنشخص بواسطہ آنچہ او کہ بے ادبی کردہ درین نوع قضیہ نام دختر ابو بکر بردہ بود دیا ہے یہ آرزو بھی نہین کر سکتا کہ اپنے خلیفہ ہارون رشید کی خواہر عباسہ کے برابر ہی اہلبیت رسول کی قدر دانی کرین کیونکہ اقتدار دینوی انکو کہان حاصل ہوا جو دنیا پرست لوگ انکو طرف داری بلکہ مین فقط اسیقدر چاہتا ہون کہ اس مسئلہ عقد دختر بضعۃ الرسول حضرت ام کلثوم

ص ۵۶ ورق قلمی ترجمہ صواعق محرقہ

تفصیل اسکی مابعد مذکور ہے

[illegible]

علیہا السلام کے بارہ مین صرف تعصب و جنبہ داری سے ہی دست بردار ہوکر
انصافانہ تحقیق کرین کہ آیا واقعی یہ عقد خلیفہ دوم کے ساتھ ہوا یا نہین ہوا
مجادلہ مکابرہ ہٹ دھرمی کو دخل نہ دین پھر دیکھین کہ عقلا و نقلا کسیطرح یہ امر
ممکن الوقوع ہی یا نہین کیونکہ مقصود راقم یہان صرف تحقیق امر واقعی ہی نہ اظہار معائبت
و مطاعن خلیفہ دوم یا اونکے اسلام و نفاق سے گفتگو کرنا اور حضرات اہل سنت
سے بھی ملتمس ہون کہ بالفرض اگر اہلبیت کو مستحق خلافت نہین جانتے اور نصوص
صریحہ وراثت و امامت کو انکی بارہ مین نہین مانتے کسی خیال سے ہو تو خیر نہ سہی
ابتو نہ طمع مال ہے نہ امید حصول سلطنت فکر نجات آخرت البتہ لاحق ہی پھر کیون
کردار آبائی کے نباہ کے لیئے انصاف و ایمان کے پہلو کو چھوڑ دین اور ترک مودت
ذو القربے سے اجر رسالت فخر المرسلین کو رائگان کرین بنظر افزائش قدر و جنبہ داری
صحابہ (جنسے فلاح اخروی کا حصول محال ہی) اہل قرابت کی پایہ منزلت کو جو
عقلا و نقلا بعد رسول سب سے اعلی اور سب پر مقدم ہی ناحق بغرض اعلائے مراتب
خلیفہ ثانی بلا تحقیق و بلا ضرورت گھٹائین کیونکہ یہ امر نہ مثبت حقیت خلافت ہی
نہ مفید ایمان و فضیلت نہ دافع الزام و معائب خواہی نخواہی تہمت لگائی
جائین اور خدا اور رسول سے بھی نہ شرمائین نہ عقل و نقل سے کام لین نہ تحقیق امر واقعی
فرمائین یہ بری نافہمی ہی اونلوگونکی جو اس مسئلہ کو موجب ندامت و عاجزی
مذہب شیعہ جانتے ہین جس سے بڑھ کر کوئی غلط فہمی نہوگی کیونکہ اولا توقیر
و تعظیم اہلبیت طاہرین تو تمامی اہل اسلام پر عموما فرض ہی سنی ہو خواہ شیعہ ثانیا
درصورت تخصیص شیعونکی بہی اہلبیت طاہرین کے ساتھہ اس مسئلہ مین کوئی الزام نہین ہے

اسواسطے کہ دو حال سے خالی نہین یا عقد نہین ہوا یا ہوا پہلی صورت یعنی
درصورت عدم وقوع عقد تو کوئی بات ہی نہین ہے جیسا کہ فی الواقع یہی ہے
نہ عقد ہوا نہ خطبہ نہ دوسرا کوئی امر چنانچہ بہت سے اکابر اہل حق اس قصہ کے بالمرہ
منکر ہین خود جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ استاد جناب سید مرتضی علم الہدےٰ
اعلی اللہ مقامہما جنسے جناب سیدۃ نساء العالمین نے اپنی اولاد کے تعلیم کی فرمائش
کی اور جناب امیر نے بخلعت فاخرہ انت شیخی ومعتمدی مخلع فرمایا اور
دیگر حضرات باوصف قرب عہد ائمہ معصومین علیہم السلام اس واقعہ سے بالکلیہ
انکار کرتے ہین چنانچہ کلام انکا بعد اسکے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی حتے کہ
خود علماے اہلسنت بھی اس انکار کے مقر ہین گو وہ اسپر معترض بھی ہون چنانچہ
ترجمہ صواعق محرقہ مین ہے (ص ۱۵۹) زیادہ شد تعجب من از اہلبیت زمان ما کہ انکار تزویج
عمر با ام کلثوم میکنند ولیکن عجبی نیست از ایشان چرا کہ اینجماعت با علما اختلاط
نکردہ اند و معہذالک جہل روافض بر عقول ایشان استیلا یافتہ و در رفض ایشان را
مقلد خود ساختہ در خاطر شان در آوردہ اند کہ حکایت این تزویج دروغ است
بلکہ خود مولوی حیدر علی صاحب ازالۃ العین مین فرماتے ہین (ص ۹۵۹) نور الدین حسینی میگوید کہ عجب دارم
از روافض خذلہم اللہ کہ روایات اہلبیت وافادات شان کہ عقل و نقل از امور بدیہیہ است
و قرآن و حدیث تاسیس آن میکنند ہرگز بگوش جا نمیدہند و نقد دین و ایمان
خود را بر روایات چندے از ابا السمہ و دجاجلہ کہ نقص این احادیث است
حوالہ میکنند الخ ان عبارات کا جواب شافی بلکہ بعین ہونا انکا اس کلام سے
اصل کتاب ذوالفقار حیدری جلد مفصم مین بخوبی مذکور ہے [illegible]

کہ شیعون کو اس حکایت سے بالمرہ انکار ہے اہلبیت رسول بہی بالمرہ منکر ہین اور روایات اہلبیت طاہرین مین نقیض ان روایات اہلسنت کی یقینا موجود ہین خواہ مولویصاحب اون رواۃ کو ابلیس لعین فرمائین یا دجال بتائین اسکا اونکو اختیار ہے مگر اصل مطلب ہمارا یعنی انکار اہلحق اس واقعہ سے بلکہ انکار اہلبیت رسول ور روایات اہلبیت رسول کا مناقض روایات اہلسنت وارد ہونا بخوبی ثابت ہوا باقی رہا امر واقعی کا دریافت کہ نکاح ہوا یا نہین پس انشاءاللہ تحقیقات اسکی مابعد اسکے کیجاویگی لیکن یہان سے لغوبیانی اون علمای اہلسنت کی بخوبی ظاہر ہوئی جو اسکے مدعی ہین کہ کل علماے شیعہ وقوع عقد کے مقر ہین پھر کیف بلالحاظ دیگر ادلہ قویہ کی جو مابعد مذکور ہونگے خود اہلبیت رسول ور اکابر اہلحق کا انکار کرنا اس واقعہ سے اور اوسکو دروغ جاننا بنفسہ دلیل بطلان واقعہ مذکورہ ہے چہ جائیکہ اور دلیلین بہی ہون کیونکہ شیعہ منکر ہین اور انکار کے لئے خاص دلیل نہین اور اہلسنت مدعی والبینۃ علے المدعی پس بار ثبوت اونپر ہے اور شیعہ مانع ہین مانع کے بارہ مین خود اہلسنت کا قول ہے مانع کو ضرورت دلیل نہین شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین بر عاقل پوشیدہ نیست کہ اقوال و افعال شخص بفرزندان و برادران و اقارب و عشایر او قسمیکہ مکشوف میباشد بر دیگری کہ گاہ گاہ بصحبت او رسد چرا خواہد بود پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا اور اصلیت اوسکی ہوتی تو اہلبیت طاہرین کیون انکار کرتے اور روایات اونکی نقیض روایات اہلسنت کیون وارد ہوتی جنکا خود اہلسنت بہی اقرار کرتے ہین پس بقول شاہصاحب ان اہلبیت رسول پر جو اقارب و عشایر سے تھے

انشاء اللہ الستعان دجال

حضرت ... ابلیس و دجال

...

کی بعد اسکے ... تحقیقات

و انا معکم من المنتظرین

انکار علماے شیعہ دلیل بطلان واقعہ

اور بدانست اہلسنت محب شیخین سے تھے یہہ حال کیونکر مخفی ہوا اور کیونکر روایات
اونکی نقیض روایات اہلسنت واقع ہوے پس نکار اہلبیت طاہرین دلیل قطعے
بطلان واقعہ مذکورہ ہے علاوہ اسکے جو جس مذہب کا ہوتا ہے باقرار فاضل
رشیدہ وہ شخص اپنے یہانکے واقعات کو خوب جانتا ہے جیسا کہ انتساب جواز متعہ
مین طرف امام مالک کے جو اقوال علماے اعلام حنفیہ سے بخوبی ثابت ہے
یہی عذر پیش کیا کہ اہل البیت البصر بما فی البیت قول مالکیہ نقل مذہب امام مالک مین
بہ نسبت نقل حنفیہ زیادہ قابل قبول ہے بلکہ برخلاف اوسکے نسبت کرنا صاف
ستم بر جان انصاف ست انتہی ملخصا اور خاتم علماے فرنگی محل مولوی عبد الحی
لکھنوی اپنی سعی مشکور مین کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ اصحاب مذہب جسقدر اپنے
مذہب سے واقف ہوتے ہین دوسرے مذہب سے واقفیت نہین رکھتے پس مالکیہ
کا اور اونکے کتب کا انکار امر مذکور سے مقدم کیا جاویگا اور نسبت کرنا ابن تیمیہ
یا ابن عبد الہادی وغیرہ کا امام مالک کیطرف کب مسموع ہوگا انتہی اور خود مولوی
حیدر علی فرماتے ہین وقوع ظلم بر اہلبیت بقصد احراق خانہ ایشان بجناب
فاروق نسبت کردن حالانکہ اہل حق ازان انکار می نمایند چنانکہ دانستی عنقریب
خواہی دانست انشاء اللہ از غرائب فادات و دعوی قصد احراق از اکثر کتب
اہلسنت از عجائب ترہات جس سے معلوم ہوا کہ صاحب مذہب کا قول اپنے
مذہبی امور مین بہ نسبت دوسرون کے زیادہ معتمد ہے اور باوصف اوسکے
انکار کی نسبت کرنا ستم بر جان انصاف اور غرائب فادات سے ہے گو وہ امور
اعاظم علما کے اقوال اور روایات متکاثرہ سے ثابت ہون پس یہی تقریر شیعونکی

طرفسے دربارہ دروغ ہونے حکایت عقد کے بوجہ انکار کرنے علماے کبار شیعہ کے کیونکر یہ مقبول ہوگی جنکے ناقل ہی خود یہی حضرات ہین کہ بذریعہ روایات اہلبیت طاہرین شیعہ اور اہلبیت اس واقعہ کو دروغ جانتے ہین حالانکہ خود اسکے بہی معترف ہین کہ شیعہ مذہب علی سے زیادہ واقف ہین جیسا کہ ملا تفتازانی وغیرہ نے تصریح کی اور شاہ عبدالعزیز نے بہی شیعون کی محب اہلبیت طاہرین ہونیکا اقرار کیا بلکہ مولوی عبدالحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبدالحی لکہنوے فرنگی محلی نے تو اس اقرار بمتابعت وولاے شیعہ کے ساتھہ چارہ ونا چار حقیت مذہب شیعہ کا بہی اظہار کیا چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العقاید مین جہان ملا جلال الدین دوانی نے حقیت مذہب اشاعرہ اور بطلان سایر مذہب کا دعوی کیا اور تمثیل مین کہا ہے مثل شیعہ کہ وہ تمسک کرتے ہین اوس چیز سے جو مروی ہے اونکے امہ سے بسبب اعتقاد کرنے اونہین شیعون کے عصمت کو اونہین ائمہ مین فرماتے ہین ہر چند اختلاج الخ یعنی اس کلام مین اختلاج ہے کیونکہ اگر مقصود دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی متابعت شیعہ اسوجہ سے کرتے ہین کہ اون ائمہ ع کو مجددین (یعنی نیا دین بنانے والے جانتے ہین) اور اونکو ناقلین دین (یعنے ختم المرسلین صلعم کا ناقل) نہین جانتے تو ایسا دعوی شیعون پر محض افترا و بہتان ہے اور اگر مقصود اوسکا یہ ہے کہ شیعہ اسوجہ سے ائمہ اہلبیت کی متابعت کرتے ہین کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب صلعم سے احکام دین کے ناقل ہین اور عادل ترین امت ہین یہانتک کہ اونکو معصوم جانتے ہین تو اب شیعون پر طعن یا اس بنیاد پر ہے معاذاللہ کہ ائمہ اہلبیت عادل نہین ہین اور اونکی

ص ۲۰
حل المعاقد فی شرح العقاید مطبوع مطبع علوی ۱۲۸۸؁

ف بہت خوب شیعہ کا اقرار مولوی عبدالحلیم صاحب

عدالت اور عصمت کا دعوی غلط ہے پس ایسا دعوی کرنا موجب تزلزل ایمان ہے
یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہین کہ ائمہ اہلبیت کی متابعت جایز نہین ہے گو وہ
لوگ عدول امت سے ہون پس ایسا دعوی محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ
اشاعرہ جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہین تو اسیوجہ سے کہ اونکو عادل اور
ناقل دین جانتے ہین پس اب کوئی فرق نرہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے
انتہی کلامہ جزاہ اللہ خیرا پس اس تقریر سے علاوہ احقیت شیعہ و متابعت
ائمہ ہدی علیہم الصلوۃ والسلام کی کمال حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی بہت کیفیت
بتصریحات شاہ صاحب و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و مولوی عبد اسلمے
اہلبیت طاہرین اور شیعونکا انکار کرنا وقوع عقد مذکور سے باقرار اہلسنت
مقدم کیا جاویگا اور ان اہلسنت کا افترا و بہتان کب مسموع ہوگا حالانکہ
شاہ ولی اسد صاحب تو اون روایات کو جو بطور اہلسنت اہلبیت طاہرین سے
سے منقول ہین صرف اسوجہ سے کہ شیعہ اہلبیت اونکو نہین ملتے یا نہین پہچانتے
غلط بتاتے ہین جیسا کہ قرۃ العینین مین فرماتے ہین پس اگر از حضرت مرتضی و
ذوریت او این معانی منقول میبود لا اقل امامیہ و زیدیہ میشناختند و بہ آن
قایل میبودند ولیس فلیس پس جب شیعہ و زیدیہ کی نہ ماننے اور نہ قایل ہونے سے
شاہ صاحب بعض مسائل تصوف کو باطل کرتے ہین حالانکہ روایات اہلسنت
مین وہ معانی اہلبیت کیطرف منسوب ہین تو روایات عقد باوصف انکار اہلبیت
و شیعہ و ورود روایات مخالفہ روایات سنیہ کیونکر مردود و باطل نہوگی چہ
جائیکہ خود در روایات اہلسنت سے بہی عدم وقوع اس عقد کا ثابت ہوا اور

ثبوت حقیت مذہب شیعہ

صفحہ ۲۳ مطبوعہ دہلی
قرۃ العینین

جملہ روایات عقد اونہیں کے قواعد و اصول کے مطابق موضوع و غلط ثابت
پائیں جیسا کہ عنقریب مذکور ہوتا ہے انشاء اللہ تعالےٰ باقی رہی دوسری
صورت کہ عقد ہوا کسیطرح ہو پس بنا بر اصول اہلسنت اسقدر محالات اور
مفاسدات و الزامات عاید ہوتے ہین کہ دفعیہ اونکا ممکن نہین بجز انکار از وقوع
عقد کوئی چارہ نہین بخلاف شیعون سے کہ بنا بر اونکے اصول سے کے درصورت
تسلیم و قوع عقد بھی کوئی امر قابل الزام نہین کیونکہ بظاہر مفید اہلسنت و
مضر شیعہ اس عقد مین یہی باتین ظاہر کیجاتی ہین کہ خلیفہ دوم اور جناب امیر
مین اتحاد و اتفاق اسدرجہ تہا کہ ایسی مواصلت ہوئی تو دعوی شیعہ دربارہ
عداوت غلط ہوا دوسرے یہ کہ خلیفہ دوم کا ایمان اور فضیلت ثابت ہوئی
کہ ایسے نہوتے تو یہ عقد کیونکر ہوتا پس دعوی شیعہ دربارہ کفر و نفاق انکے
غلط ہوا اور ظاہرا انہین اغراض سے اہلسنت نے اس غلط قصہ کو مشتہر کیا ہے
اب ان دونون امر و نکو دیکھنا چاہیئے کہ کہانتک اسکی اصلیت ہے اور اصول
شیعہ کے بنا بر یہ الزام عاید ہوتا ہے یا نہین افسوس کہ اس بحث کو مین
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین جہان صاحب آیات بینات کی تمامی تقریر کا جواب لکہا
بشرح و بسط سے لکہ چکا ہون یہان پر اوسکا تذکرہ بخوف طوالت ممکن نہین مگر کچہہ مختصر طور پر گذارش کرتا ہون امر اول
یعنی اسکا دلیل اتحاد و موافقت و عدم عداوت ہونا او سیوقت راست
ہو سکتا ہے کہ جب فرقہ شیعہ اسکا قایل ہو کہ کسیطرح نکاح بدون اتحاد کلی
و موافقت ممکن نہین حالانکہ کسیکا یہ مقولہ نہین ہے نہ کسی عاقل ہی کا قول ہے
کہ کسیطرح نکاح ہو جبرا یا قہرا صرف نکاح سے اتحاد و اتفاق ثابت ہو جاتا ہے

بلکہ خود اہلسنت بہی عام طور پر یہ دعوی نہین کرسکتے کیونکہ جن لوگون سے
جناب رسولخداؐ کی بیٹیان (حسب بیان اہلسنت) بیاہی گئین نہ عموماً
اونکے ایمان کے قایل ہین نہ اتحاد نہ اتفاق کے مقر بلکہ صاف صاف
طور پر اونکو کافر کہتے ہین مثل عتبہ لعنہ و عتیبہ پسران ابولہب شوہر سابق حضرت
رقیہؑ و ام کلثومہم و ابوالعاص شوہر حضرت زینبؑ جنکے بارمین تنقیص جناب
سیدة النساء العالمین صلوات اللہ علیہا کے لئے حدیث خیر بناتی زینب
یعنی بہترین دخترون سے میری زینب ہے روایت کرتے ہین پس جب السبی
سنا کحت و مواصلت ہین جو بلا جبر و اکراہ تھا با انیمہ قرابت قریبہ فریقین قایل
اتحاد و اتفاق ہین نہ مدعی ایمان و فضیلت (حالانکہ اثبات فضیلت خلیفہ
ثالث کے لیے مثل کلیہ الصحابة کلهم عدول یہہ کلیہ بنایا کہ داماد نبی نشود مگر کسیکہ
عاقبت او محمود شود کما فی ازالة الخفا با انیمہ جن لوگون کو داماد نبی بیان کرتے ہین
اونہین کافر بہی کہتے ہین) تو پہر اس صورت خاص مین کہ حسب روایات خود
اہلسنت اگر ہوا تو جبراً ہوا کیونکر ان امور کا اثبات ہو سکتا ہے حضرت نوح
اور حضرت لوط پیغمبر کے ازواج جنکا کفر قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ خود خدا نے
سورہ تحریم مین بغرض تمثیل بی بی عایشہ و حفصہ کے فرمایا ضرب اللہ مثلاً
للذین کفروا امرأة نوح و امرأة لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا
صالحین فخانتاهما فلم یغنیا عنهما من اللہ شیئا و قیل ادخلا النار
مع الداخلین و ضرب اللہ مثلاً للذین آمنوا امرأة فرعون اذ قالت
رب ابن لی عندک بیتا فی الجنة و نجنی من فرعون و عمله و نجنی من القوم الظالمین

یعنی خدا نے مثال دی اونکی جو کافر ہوگئیں زن نوح اور زن لوط کی کہ تھیں
دو نیک بندون کی بی بیان تھین اون دونون نے خیانت کی پس پیغمبرو
نزدیکی سے اونکو کچھ نفع نہ ملا اور حکم دیا گیا کہ جاؤ جہنم مین جانیوالون کے ساتھ
اور ایمان لانیوالون کی مثال دی خدا نے زن فرعون سے جسنے یہ دعا کی کہ الٰہی
گھر بنا میرے لئے اپنے پاس بہشت مین اور نجات دے مجکو فرعون سے اور
اوسکے عمل سے اور نجات دے مجھے قوم ظالمین سے الایہ پس ان دو نو
انبیاء کرام اور اونکی دونو بیبیون مین کہان اتحاد و نفاق تھا اور کہان اس
مواصلت و مناکحت سے ایمان پایا گیا انہین حضرت لوط نے اون کفار سے
جو بطلب ملائکہ آئے تھے کہا ہؤلاء بناتی ہن اطہر لکم ان کنتم فاعلین کہ یہ میری
بیٹیان پاکیزہ ہین تمھارے لئے اگر ہو کرنیوالے یعنی انسے نکاح کر لیس
کیا حضرت لوط مین اور اون کفار مین اتحاد و اتفاق تھا یا وہ مومن تھے
جو یہ فرمائش کیگئی حضرت آسیہ جو حسب روایات اہلسنت پھوپھی حضرت
موسی کلیم اللہ علی نبینا و علیہ السلام کے تھین زوجیت فرعون مین آئین
پس کہان اتحاد و اتفاق و ایمان پایا گیا کذلک بہت سی مثالین ہین جنکا
احصا نہین ہو سکتا پس جب ان مواصلت و مناکحت سے نہ اتحاد حاصل ہوا
نہ اتفاق جیسا کہ دونون صورتون کا فیصلہ خود احکم الحاکمین نے کردیا تو
اس مسئلہ خاص مین کیونکر صرف نکاح ہوجانے سے اتحاد و اتفاق و ایمان کا
ثبوت ہوگا خصوصًا درصورتیکہ روایات اہلسنت سے ثابت و متحقق ہو کہ یہ نکاح
اگر ہوا ہے تو ایکطرف سے نہایت جبر و تشدد کے ساتھ اور دوسری طرف سے

نہایت مجبوری کے ساتھہ کہ کئی عذر کئے گئے تمامی خاندان نے ناراضی
ظاہر کی پس با اینہمہ کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ ایسا نکاح دلیل کمال اتحاد
و اتفاق ہے یہہ امر تو نہایت درجہ بدیہی ہے کہ جو لڑکی ایسے خاندان
عالی سے ہو جسکے برابر کوئی خاندان شریف دنیا مین نہو اور اوسکی نسبت
حسب حکم رسول اپنے حقیقی چچا کی بیٹی سے بچپنے سے مقرر ہو جو ہمسن اور ہمعمر اور ہمسر ہو
اور اوس خاندان مین یہ رسم بھی نہایت مضبوطی کے ساتھہ بحکم رسول مقبول
جاری ہو کہ اپنے ہی کنبہ مین بیٹی بیاہی جائے اور تمامی خاندان از جد تا
پدر و از عم تا برادر یہی چاہتا ہو کہ یہ رشتہ اسیطرح قایم ہو اور نہایت صغر سن
بھی ہو کہ کسیطرح قابل شادی نہو کیونکہ ابھی بالکل تین چار برس کی بیان
کیجاتی ہے با اینہمہ وہ لڑکی ایسی کارہ و متنفر ہو کہ آنکھہ ناک توڑنے پر
مستعد ہو پس ایسی شریف لڑکی سے اگر وہ بادشاہ جابر عقد کرنا چاہے
جسنے اوس لڑکی کے تمامی خاندان پر انتہا کے ظلم اور ستم کئے ہون اور
اور ساٹھہ پینسٹھہ برسکا اوسکا سن ہو جو اوس لڑکی کے نانا کا ہمسر ہو
اور نہایت ذلیل اور رذیل خاندان سے ہو اور ایسا بدخلق و بدخو ہو کہ اوسکے
جلیس و انیس لوگ اوس سے کارہ رہین وہ لڑکیان جو ہمسر کے بادشاہ
بیٹی ہو جنکے مان باپ بہن کی تعظیم و توقیر یہ بادشاہ سب سے زیادہ کرے
اور صلہ و انعام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اوس سے کارہ ہون
بلکہ وہ لڑکیان بھی اوس بادشاہ سے متنفر ہون جو اوس بادشاہ کی رعایا
سے ہون اور اوس بادشاہ کے احباب و وزرا و ارکین دولت جتنے

حتی کہ رہا یاہی معترض ہون پس با اینہمہ اگر بفرض محال خلاف عقل و نقل نکاح ہو جاوے تو کسی عاقل کے نزدیک ایسی مواصلت و مناکحت کسیطرح دلیل اتحاد و اتفاق ہو سکتی ہے ہرگز نہین ہرگز نہین ران کل امرون کا ثبوت خود اہلسنت کی روایات مین موجود ہے جو اصل کتاب مین بشرح تمام مذکور ہے بہرکیف امر اول غلط ہوا اور دعوے اتحاد و اتفاق کا بخوبی بطلان ہوا حالانکہ یہ امر یعنی بغض و عداوت خلیفہ دوم جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ اون دلائل قطعیہ و براہین یقینیہ سے ثابت ہے کہ اگر اسکے خلاف کا کوئی دعوے کرے تو خود مذہب اوسکا اور ساری کتابین جنکی صحت قرآن کے برابر یا زیادہ سمجھی گئی ہے باطل ہوتے ہین حتے کہ خود خلیفہ دوم نے جیسا اپنے منافق اور کافر ہونیکا اقرار کیا بلکہ اپنے نفاق پر قسم کھائی ویسا ہی جناب امیرؑ کے اولے و احق ہونیکا بخلافت اور اپنے ظلم و ستم کا اقرار کیا جیسا کہ کتاب مستطاب استقصاء الافحام مین محاضرات امام راغب اصفہانی و موفقیات زبیر بن بکار و نظم درر السمطین محمد بن یوسف زرندی سے منقول ہے ماں اگر اہلسنت کوئی ایسی روایت وضع کرتے کہ اولاد جناب امیر علیہ السلام اور اولاد خلیفہ دوم مین باہم وصل و پیوند ہوا اور بخوشی جناب امیر علیہ السلام نے ایسی مواصلت جاری کی تو البتہ کیطرح اتحاد و اتفاق کا دعوے کرنا ممکن ہوتا اس صورت خاص کو کہ چار پانچ برس کی لڑکی ساٹھ پینسٹھ برس کے بڈہے سے بیاہی اصرار و اجبار سے بیاہی جائے کوئی عاقل دلیل اتحاد و اتفاق

صفحہ ۱۵۲ ورق قلمی جلد اول میزان الاعتدال علامہ ذہبی ذکر زید بن وہب

استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۶۱۹ لغایت ص ۶۲۶

ص ۲۴۷ ازالۃ الخفا مقصد ۲

نہین کہہ سکتا ازینجا ست کہ شاہ ولی اللہ نے دعوی اتحاد و اتفاق سے صاف صاف فاش غلطی دیدی کہ ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین گو یہ صحابہ اعنی خوفان و ہمسران خلیفہ سے تھے ببرکت صحبت نبوی برخلاف عادت مستمرہ بنی آدم ایذا و فک خلافت مین مرتکب کسی امر محرّم کی نہوئی معہذا از انقباض خاطر خالی نبودند در بسیاری از احادیث خواہی گذشت برانچہ دلالت میکند بر انقباض خواطر و عدم اہتمام نصرت انتہی مختصراً یس با وصفیکہ اس انقباض خاطر کے مقر ہین معہذا لک اس نکاح جبری سے اثبات اتفاق و اتحاد سراسر حیرت خیز بلکہ سفاحت امیز باقی رہا **امر دوم** یعنی ثبوت ایمان و فضیلت صرف اس مناکحت سے پس یہ امر بہے امر اول مین ثابت ہوچکا کہ صرف مناکحت یا فرزندیت سے ایمان کا اثبات نہین ہوسکتا اگر ایسا ہو تو پھر کسی کافر کو کافر نہین کہہ سکتے کیونکہ سب حضرت آدم صفی اللہ کی اولاد سے ہین انکے سوا نہ معلوم کتنی پشتین انبیا اور اوصیا کی گذری ہین اور جب خاتم المرسلین اپنی پیاری دختر نیک اختر جناب سیدۃ نساء العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہا سے فرماتے ہین کہ تم اسکا بھروسا نہ کرنا کہ میری بیٹی ہو عمل نیک کرو تب رستگاری ہو گی پھر کس منہ سے کوئی ایسا غلط دعوی کر سکتا ہے (بوجہ کمال شہرت ان امور کے ہمنے اس مختصر تقریر پر قناعت کی ورنہ ہزارون دلیلین کتب کلامیہ مین موجود ہین) بہرکیف اصول شیعہ پر بھی دو اعتراض وارد کیے جاتے ہین جنکی رد نہایت آسانی سے ہوتی ہے کوئی محنت مشقت بھی نہین کرنی پڑتی ہی یا عمداً کہ بعض علمائے شیعہ نے بعد انکار یا بلا انکار اس نکاح کو مانکر جواب دیا اور

امر دوم مناکحت
ثبوت ایمان

۹ بچہ بیٹی کا امر حیرت بس ... (handwritten marginal note, largely illegible)

اور بطور فرض محال تسلیم کر کے اون نتائج کو باطل کر دیا کہ اب علمائے اہلسنت وہنین اقوال و روایات کو جو بطور فرض و تسلیم تھے نہ بربنائے تحقیق و واقعیت ہمارے سامنے پیش کر کے وقوع عقد کا اثبات چاہتے ہین حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ تمامی عقلا اس طریقہ کے پابند ہین کہ تقریر مخالف کو قبول کر کے پھر نتیجہ غلط ٹھہراتے ہین اور کوئی اوس امر تسلیمی کو امر تحقیقی نہین جانتا خود خداوند عالم اپنے کلام مجید مین فرماتا ہے کہ اگر آسمان و زمین مین متعدد خدا ہوتے تو دونون فاسد ہو جاوینگے پس تعدد اِلٰہ کو قبول کر کے نتیجہ برعکس مخالف نکالا کیونکہ مخالفین متعدد خدا کے ضرورت نظام عالم کے لیے بیان کرتے تھے **اسیطرح** علمائے اعلام شیعہ نے بعد تسلیم جواب دیا کہ اگر یہ نکاح ہوا تو اور بھی عداوت و نفاق خلیفہ دوم ثابت ہوا نہ اتحاد و ایمان پس اگر مشرکین آیۂ قرآنی سے دو خدا کا وجود ثابت کر سکین تو اہلسنت بھی ان اقوال سے وقوع نکاح ثابت کر سکتے ہین ودونہ خرط القتاد دیکھیے شاہ عبد العزیز صاحب اس قول کے بارے مین کہ جب رسول خدا نے قریب وفات لشکر اسامہ کے جانیکا حکم دیا اور خلفائے ثلثہ وغیرہ کو نامزد کیا نہ جانے والون کی بہ نسبت لعن اللہ من تخلف عنہا فرمایا تحفہ مین فرماتے ہین اینجملہ ہرگز در کتب اہلسنت و الجماعت نیست جناب علامہ مفتی محمد قلیخان مرحوم نے جواب اسکے تشیید المطاعن مین فرمایا کہ یہ جملہ ملل و نحل علامہ شہرستانی اور شرح مواقف مین بنقل آمدی بھی موجود ہے اور ابوبکر جوہری نے اسکی روایت کی اور ملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نے بھی

وجہ جواب تسلیمی

جواب تسلیمی کا مقصد یہ ہے کہ امر تحقیقی ہین

ص ۷۹ تشیید المطاعن

رسالہ عقائد مین تصریح کی ہے بورود لعن بر تخلف از جیش اسامہ مولوی حیدر علی نے ازالۃ الغین مین اولا نقل کلام علامہ مین یہ تحریف کی کہ اصل کلام (وملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نیز در رسالہ عقاید تصریح بورود لعن بر تخلف از جیش اسامہ نمودہ) کو یون لکھا و در رسالہ عقاید ملا یعقوب بنیانی بر سبیل تسلیم الخ بعد اسکے کہتے ہین دوم آنکہ چون باعتراف کنتوری کلام ملا یعقوب بر سبیل تسلیم است پس صحت واقعی جملہ معلوم کہ کلام در آنست کجا لازم آید یا در کلام صاحب تحفہ جواب تسلیمی مذکور نیست جس سے معلوم ہوا کہ جواب تسلیمی سے صحت کسی واقعہ کی یا اس جواب کا تحقیقی ہونا نہین لازم آتا پس علماے اہلحق شیعہ کی جواب تسلیمی سے کیونکر وقوع عقد حقیقۃ ثابت ہو سکتا ہے اور از انجا کہ مولوی صاحب نے اس معرکہ مین جہان اس امر کو ثابت کرنا چاہا کہ صاحب ملل ونحل نے تصریح کی کہ یہہ جملہ لعن موضوع ہے حالانکہ نسخہ قلمی و چھاپہ مین انکا وجود نہین ہے خواجہ نصر اللہ کابلی ونصیر الدین و فرزند خواجہ کابلی و شاہ عبد العزیز کو ذکر کیا جو متاخرین سے ہین لہذا ہم بھی یہان اونہین متاخرین کا نام لیتے ہین جنہون نے بعد انکار بطور فرض و تسلیم جواب دیا پس منجملہ اونکے ہین علامہ دہلوی صاحب تحفہ کہ فرماتے ہین وجہ اول آنکہ بر تقدیر تسلیم صحت روایت و محفوظ بودن ان اینجا الخ جس سے صاف معلوم ہوا کہ پہلے صحت روایت کا انکار کیا بعد اوسکے بطور تسلیم جواب دیا صاحب تشئید المبانی فرماتے ہین وانتساب تزوج حضرت ام کلثوم بہ ابن الخطاب بہ ثبوت نرسیدہ ہم کہ او بر تقدیر تسلیم رائید بر تزویج حضرت

ص ۳۲۷ ازالۃ الغین

ص ۳۲۸ ازالۃ الغین مطبوعہ تمر ہندی

اصل مطلب سے اس سوال سے

ص ۸۳ تشئید المبانی

رسالت پناہ باکفار نیست الخ یہ اقوال علماے متاخرین ہین جنہون نے بعد انکار

واقعی برسبیل فرض و تسلیم جواب دیا اور سابقا انکار علماے امامیہ

اصل واقعہ سے بحوالہ اقرار ابن حجر و نورالدین و حیدر علی ثابت کرچکا ہون اور

تقریر جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ جو متقدمین اہل حق سے ہین بعد اسکے مذکور

ہو گی پس معلوم ہوا کہ اولا علماے امامیہ بنا بر تحقیق منکر اصلیت واقعہ ہین

ثانیا بعد تسلیم اہلسنت کے اعتراضونکا جواب دیتے ہین خواہ اوسکے ساتھ

تصریح بالانکار والتسلیم کرین یا نہ کرین پس اس جواب تسلیمی سے صحت واقعے

اوسکی ہنین لازم آتی جیساکہ مولویصاحب نے بھی تصریح کی منتہی الکلام مین

روایت احراق خانہ جناب سیدہ کے بارمین لکھتے ہین انیہمہ کہ شنیدی

مبنی برآن بود کہ روایت احراق سالم عن المعارض باشد وہو فی حیز المنع

وازمجرد توجیہ و ذکر آن صحت و اعتبار آن لازم نمی آید پس جب یہ روایات

احراق جوکیسی قطعی و یقینی ہین کیحالت اونکی تشنید المطاعن مین قابل

ملاحظہ ہے مولویصاحب کی نزدیک باوصف ذکر توجیہ مستلزم صحت

و اعتبار نہون تو علماے شیعہ کے فرض و تسلیم کرنے سے اور اوسکی توجیہات بیان

کرنیسے صحت و اعتبار واقعی قضیہ عقد کیونکر سمجھا سکتا ہے سبحان اللہ فاضل رشید

بجواب اس عبارت کے کہ صاحب بارقہ ضیغمیہ نے علامہ قوشجی و علامہ

تفتازانی کے کلام سے نقل کیا کہ عمر نے بالائے منبر جاکر کہا ایہا الناس

تین امر عہد رسول مین تھی جس سی ہم منع کرتے ہین اور ہم اونکو حرام کرتے ہین

اور جو مرتکب اونکا ہو گا عقاب کرینگے ایک متعۃ النساء دوسری متعۃ الحج

تعداد علماے متاخرین شیعہ

ص ۸۱ منتہی الکلام

صعہ ۳۵ شوکت عمریہ قلمی

تیسرے حی علے خیر العمل شوکت عمریہ مین فرماتے ہین آرے در شرح تجرید علامہ قوشجی موجود ست باین طریق کہ محقق طوسی جاییکہ در مطاعن حضرت عمر گفتہ ومنہا انہ منع المتعتین علامہ مذکور در شرح آن فرمود فانہ صعد المنابر وقال الخ وازین کلام علامہ قوشجی لازم می آید کہ این روایت بجمیع الفاظہا در کتب اہلسنت بطریقی مرویست کہ احتجاج بآن بر اہلسنت بوقوع نسخ متعہ از طرف حضرت عمر نہ از جانب خدا و رسول صحیح باشد کما لا یخفے حسب تحریر معلوم ہوا کہ باوصفیکہ علامہ قوشجی نے بطور حتم وجزم بیان کیا کہ عمر نے بالائے منبر جاکر متعہ کو حرام کیا اور اوس سے لوگونکو منع کیا مگر فاضل رشید اوسکو قابل احتجاج نہین جانتے اور اوسکے بجمیع الفاظہا کے منقول ہونے کو کتب اہلسنت مین منع کرتے ہین پس علماے اہلحق کا قول جو بطور فرض تسلیم قول مخالف ہے کہ اگر نکاح ہوا تو اوس سے خلیفہ کو کیا نفع ہوا یا اگر نکاح کیا تو بمجبوری کیا وغیرہ وغیرہ جو اقوال علما مین مذکور ہے کیونکر معرض استدلال واحتجاج مین لایا جاسکتا ہے اس سے بھی بازہ اعجب یہ ہے کہ صاحب بارقہ تفسیر کبیر فخر الدین رازی ومسند احمد بن حنبل وعلامہ زمخشری وقاضی بیضاوی وصاحب مدارک وامام زاہدی وعلامہ سیوطی وثعلبی وحاکم وغیرہ سے ناقل ہین کہ آیہ فما استمتعتم بہ منہن

صہ ۱۶ ورق قلمی شوکت عمریہ

در بارہ متعہ نازل ہوا فاضل رشید بجواب اسکی فرماتے ہین کہ این اقوال مرجوح وشاذ وقول اقل بمقابلہ اکثر اند واقوالیکہ چنین باشند باعتراف علماے فریقین صلاحیت استدلال مخالف ولیاقت انتجاہ اعتراض

با آن ہر صاحب مذہب ندار ند جس سے معلوم ہوا کہ فاضل رشید نے
ان اقوال کو جو مستند بروایات صحابہ وتابعین ہین اور اضعاف مضاعف
انکی موید ات سے موجود ہین چنانچہ صراحت حیدریہ مین مختصراً منقول ہوے باینہمہ
بمقابلہ اپنے مذہب حرمت متعہ کی اسکو قول شاذ ومرجوح قرار دیکر
صلاحیت استدلال واحتجاج سے ساقط کردیا ہین پس اقوال علماے شیعہ
جو محض بطور فرض وتسلیم قول مخالف ہے زیادہ تر صلاحیت استدلال
سے خارج ہونگے اور اوس سے بھی زیادہ عجیب یہ ہے کہ جہان صاحب
تشئید آلمبانی نے معارج النبوۃ سیر ملا معین سے یہ روایت نقل کی کہ
جناب سیدہ کو جناب امیر سے چند اولاد خدا نے کرامت فرمائی حسن ع
حسین ع زینب وام کلثوم رقیہ محسن جنکا اسقاط ہوا اور ایسی مرض سے
اوس معصومہ نے چھ مہینے بعد وفات رسول انتقال کیا اور قبر اونکی بتحقیق
معلوم نہین مولوی حیدر علی بجواب اسکی ازالۃ الغین مین لکھتے ہین
کہ کتاب ملا معین ہرگاہ خلاف تصریحات جہابذہ محدثین افتد ومضاے
تحقیقات ثقات ومعتمدین کردد چگونہ موثر اعتبار تواند بود پس اسیطرح
بالفرض اگر کسی نے علماے امامیہ سے وقوع نکاح کو تسلیم کیا تو باوصف
مخالفت اکابر اعاظم کے وہ قول کیونکر لائق اعتبار ہو سکتا ہے **تنبیہ**
واضح ہو کہ واضعین روایات عقد نے بڑی کیادی وشیطنت وتزویر سے
کام لیا ہے جو بطور میراث مادری مصداق ان کیدکن عظیم وقائلین
ان ہی شیطانا ہے جو بطور میراث مادری مصداق ان کیدکن عظیم وقائلین

حاشیہ:
نقل واضعین مسیر کبیر بجو ملا معین
جو کہ واجب نہونا چاہیے سے اسطرح جو عقد
عقد قیمہ جو صحیحیت ابن الکسیہ کی تمر
ہے مقررہ رابیست ثابت روایات سے ہے ۱۲ منہ
انشاء اللہ تعالیٰ اسانا
کتاب لعات سیر ومیوہ وشیطان ان
مرگیا ہے نکاح ثابت ۲۲۰ روپیہ معارج النبوۃ
ودیارہ جناب عائشہ و حفصہ حضرت فرود
ابن صاحب ہیں عقیدہ شیخ ان کی بین
ابن صواحب معارج النبوۃ ج
انکی جمیرہ ہ معارج ابن عمر قال
حدیث مسلم مین بی سی عزیز رشیدہ
رسول اللہ مین بیہ عنی تثبیت
فقال ان ویدن من الکفر من ابھلطان ۱۲
یطلع قرن الشیطان عن مسلم ج
تصدیق اسکی تشیید المطاعن سے
نقل مقوا میں دین وتزویر سو
شوہر کو جانتا ہے وہی بحث
حاشیہ: صح مرتضیٰ مین مرقوم ہے جلد اول
صح مرتضیٰ دیکھ لو ابن القیم

فریب دینا چاہا اسلئے کہ جب اہلسنت ان روایات کو دیکھینگے جس سے بدالنسبت ونکی فضیلت
خلیفہ دوم ثابت ہوتی ہے تو بسر و چشم قبول کر لینگے او رکیسطرح کا عذر
نہ کرینگے کیونکہ ہمہ تن ہمت آن لوگون کے اسمین مصروف ہی کہ کسیطرح
فضیلت خلفاے ثلثہ زیادہ تر فضیلت خلیفہ دوم اور محبت وولا انکا
اہلبیت طاہرین کے ساتھہ ثابت کرین یہانتک کہ اسیکے واسطے کتاب
الموافقہ تصنیف ہوئی اور کیا کیا افترا نہ کیئے گئے پس ایسے امر کو بلا غور
و تامل قبول کر لینگے اور ذرا بھی چون و چرا نہ کرینگے چنانچہ یہ فریب انکا
بخوبی کارگر ہوگیا کہ کسیطرح ان روایات کے فسادات بلکہ لزوم محالات
و مخالفت واقعات غلطی رواۃ وضعیت روایات مین متنبہ بھی نہین ہوتے
حالانکہ اس سے ادنے ادنے خرابی و فساد کی بدولت اپنی روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ کو باطل کردیتے ہین مگر اس بارہ مین کیسطرح عقل رزین
سے کام ہی نہین لیتے ناحق کی ہوا خواہی خلیفہ پر جان دیتے ہین
حالانکہ خود خداوند عالم نے ایسی قرابتون کو بشرط وقوع غیر موثر قرار دیا
رسول مقبول نے متعدد احادیث مین پکار پکار کر سنا دیا کہ محض قرابت سے
کچھہ شدنی نہین جبتک ایمان و صلاح و سداد نہو خود خلیفہ دوم نے اسی
عالم البشارت من قال لا الہ الا اللہ وجبت لہ الجنۃ کے بدولت ابوہریرہ کو مارکر گرا دیا
جو بیچارہ حسب الحکم نبوی یہ حکم سنایا چاہتا تھا اور انحضرت کی نعلین مبارک اپنی تصدیق کیلیے
رکھتا تھا پس کیا خلیفہ دوم کو اتنی عقل نہ تھی کہ اگر ارشاد انحضرت کہ ہر سبب و نسب و داماد
بروز قیامت منقطع ہوگی الا میری دامادی و سبب و نسب بطور عام ہی تو اس سے نجات

ودخول جنت کفار ومشرکین لازم آتی ہے کیونکہ نسب آنحضرت مین ہزارون
کفار شریک تھے سبب مین بھی مثل شیخین کے اور بہت سے سسرے تھے
جو یقینی کافر ہے اسیطرح دامادی رسول خود اہلسنت کی روایات کے
مطابق عتبہ عتیبہ و ابو العاص کافرونکو حاصل تھی پس اگر وہ بشارت
نبوی عام ہے تو انکا جنتی و ناجی ہونا لازم آتا ہے اور اگر خاص ہے
کسی شرط کے ساتھہ تو وہ امور حاصل کرنا چاہیئے بہرکیف اہلسنت کو
تو اس پردہ مین ثبوت موافقت وحصول ایمان کے فریب دیا جو ایسی
روایات وضعیہ کو انہونے بسر وچشم قبول کرلیا اور فسادات وتنازعات
پراوسکے **مطلقا** غور نہ کیا باقی رہے شیعہ پس انکے لیے سبسے زیادہ اسباب
مکر وتزویر کو ان روایات مین مہیا کیا کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اولا شیعہ
عداوت وبغض وحسد وظلم وتشدد خلیفہ دوم کو بخوبی ثابت کرتے ہین
اور جو روایتین اہلسنت کی اسماده مین ملتی ہین اونکے سامنے پیش کرتے ہین
لہذا اون واضعین کاذبین نے روایات عقد مین بھی وہین مضامین
ظلم وتشدد خلیفہ دوم کو درج کیا تاکہ شیعہ فریب مین آکر اسکو قبول کرلین
اور رد بر اہلسنت پیش کرین کہ دیکھو خود انہین روایات عقد سے ظلم و
تشدد خلیفہ دوم بخوبی ثابت ہوتا ہے ثانیا چونکہ شیعہ مطلق قرابت و رشتہ داری کو
مفید نہین سمجھتے ہین جبتک شرائط ایمان و اعمال صالحہ نہون لہذا اوسی قرابت
و رشتہ داری کے مفید ہونیکو اس روایت مین بہی درج کیا کہ خلیفہ نے اسی بنیاد پر
عقد کا قصد کیا تاکہ شیعہ اوسکے تردید مین مشغول ہون اصل روایت کیطرف

التفات نکرین وہ مسلم ہوجائے اور عوام الناس کے اغوا اور تضلیل کا
آلہ ہاتھ لگے کہ دیکھو صاحبو وقوع عقد کو مانتے ہین اوسپر بہی خلیفہ کو
مومن نہین جانتے اور اونکے کفر و نفاق کے قایل ہین بہلا اگر خلیفہ دوم
مومن عارف کامل الایمان نہوتے تو جناب امیرؑ ام کلثوم کا نکاح
انکے ساتھہ کسی حالت مین نہوتے دیتے جیسا کہ تقریر صاحب آیات
بنیات سے ظاہر ہے بہرکیف اس شطرنجی چال سے مکر و تزویر کا جال
بچھایا اور اس قصہ کو وضع کیا کہ خواہی نخواہی لوگ انکے فریب مین
آجائین ادہر ظلم و تشدد خلیفہ دوم نہین روایتون سے ثابت کرنے لگین
ادہر قرابت کے غیر مفید ہونیمین اوجہین اصل روایت مین چون و چرا نہو
مسلم ہوجائے از ینجاست کہ زیادہ چھیڑ چھاڑ اسکی نہ کی موقع پر چھیڑ کر خاموش
ہوگئے کہ جب پورے طور سے علماے شیعہ اسکو تسلیم کرلین تب اسکی چٹہی
نکالیجائے کیونکہ بخوبی جانتے تھے شیعہ جسقدر بساط مین خلفا مین گفتگو کرتے ہین
اہلسنت کی مستند کتابون سے اوسی بنیاد پر اسماد ہ مین بہی اہلسنت کے کتابون سے بحث کرینگے
اور عداوت خلیفہ دوم اور قرابت کے غیر موثر ہونیکو انہین کتب سے ثابت کرینگے پس روایت مسلم
ہوجائیگی چنانچہ یہ ودایع مستودعہ و وصایای محفوظہ زبیر بن بکار ناصبی دغا
سے شروع ہوئی اور مولوی حیدر علی پر ختم ہوئی دیگر حضرات اب
انہین موضوعات پر زاد نغمة علی الطنبور کے مطابق بمضمون اے ہر کہ آمد
عمارتے نو ساخت مضامین جدیدہ اسپر اضافہ کرنے لگے مگر الحمد للہ کہ بمضمون
لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا یہ تدبیر پر تزویر ادنکے الٹی پر کچھ موثر ہوئی

حاشیہ:

یعنی زبیر بن بکار نے
خبر اوہ فضل بن حسن
زبی الطال ابن ابطال عکرمہ عبداللہ
اپنے ابن شہاب سے
حبیب ابوبکر ابن حزم
تحریر کہ ابن حزم نے
اپنے حبیب بن عبد اللہ کو
یعنی حبیب بن ابی النصر
یعنی علی ابن ابی طالب
یعنی نقل ہیں
کرتے ہیں
اہلسنت کے علما نے
یعنی شیعہ
بیان کی
روایت کی
اقصاروا الانحا
(احمد)

انہوں نے اوسے عاقلانہ طریقہ انکار و تسلیم سے کام لیا گا ہے انکار کلی کیا اور موضوعیت روایات ثابت کی جسکی تصدیق خود علماے اہلسنت کی زبانی مینے ثابت کی اور ما بعد اسکے بہی بعض اقوال مذکور ہونگے گا ہے بطور تسلیم و فرض محال اون مقاصد کو باطل کیا ہے جنکی لیئے یہ موضوعات بنائے ؛ انیجا کہ تحقیق کامل اسکا حصہ مین اس قاصر کے پڑے وکم ترک الاوائل الاواخر حتے کہ بعض اکابر نے اس قاصر کے تو مین شعر بنا انی وانکنت الاخیر زمانہ لات بالو تستطعہ الاوائل اسلیئے کہ مشتی از خروار اند کے از بسیار یہی عجالہ میری تصدیق کرتا ہی چونکہ نواب محمد علیخان بہادر نے آیات بینات مین تمام تر ایسے ہی اقوال و روایات شیعہ کو جو بطور فرض و تسلیم ہین ثبوت واقع ہین پیش کیا ہے اور عوام الناس کے کانون مین پہونک دیا کہ علماے شیعہ کو تو اس کلام سے قرار ہے لہذا کچھہ فہمائش انکی اونہین کے مذاق مین ضرور ہے (افسوس کہ اصل کتاب ذو الفقار حیدر جلد سیوم جہان اس بحث کی آیات بینات کی تردید کی ہے بکمال شرح و بسیط ان مطالب کو لکہا ہے اور بخوبی انکے مہر بہر ثبوت کی تردید کی ہے دیکہیئے پروردکار عالم کب او سکے چھپنے کا سامان کرتا ہے اللہم عجل بحق محمد و آلہ الامجاد پس وہی تہا مطلب میرا زیادہ تر انہین کیطرف ہے اگر اور مرید لوگ انکی سماعت اسکی کرین تو خیر ورنہ اونکے لیئے قول مولوی حیدر علی کافی ہے جو سابقا مذکور ہوا باقی رہے نواب صاحب پس اونکی لیے کلام جناب سید احمد خان بہادر بالقابہ کافی ہے جو اپنی تفسیر بیان کی ہے

صـ ۱۳۵ تفسیر سید احمد مطبوعہ علیگڈھ

ان سب سی زیادہ ایک اور امر ہے جسپر شارح مواقف اور صاحب مواقف بلکہ اور کسی نے بھی غور نہین کیا اور وہ کلام غیر مقصود ہے مثلاً ایک شخص یہ بات کہے کہ جب آفتاب مغرب سے نکلیگا یا اونٹ سوئی کے ناکے مین سے نکلجاوے تب یہ امر واقع ہوگا اور مخاطب اوسکو یہ جواب دے کہ آفتاب کے مغرب سے نکلنے اور اونٹ کے سوئی کے ناکے مین سے نکلجانے پر بھی یہہ امر واقع نہ ہوگا۔ اس کلام مین آفتاب کا مغرب سے نکلنا اور اونٹ کا سوئی کے ناکے مین سے نکل جانا کلام مقصود نہین ہے بلکہ عدم وقوع اس امر کا جسکے وقوع کا قایل مدعی تھا مقصود ہے اور اس کلام سے تسلیم اوس بات کی کہ در حقیقت کبھی آفتاب مغرب سے نکلیگا یا اونٹ سوئی کے ناکے مین سے نکلجاویگا لازم نہین آتی پس دلیل نقلی مین اس باتکا علم بھی کہ وہ کلام غیر مقصود نہین ہے اشد ضروریات مین سے ہے اور بغیر اسکی کوئی نقلی دلیل مفید یقین نہین ہوسکتی قرآن مجید مین اس قسم کا کلام غیر مقصود نہایت کثرت سے ہے مشرکین و اہل کتاب کے عندیہ مین بہت سی ایسی باتین سمائی ہوئی تھین جنکا دراصل کچھہ وجود نہ تھا یا وجود تھا مگر اسکی جو حقیقت کہ وہ سمجھے ہوئے تھے دراصل وہ نہ تھی یا وہ بات ظاہر مین دکھائی دیتی تھی اور بطور غلط العام باعتبار مشاہدہ اوسکو حقیقی سمجھے تھے حالانکہ حقیقت اور ذات و صفت برخلاف اوسکے تھی اور قرآن مجید کو اوس سے بحث مقصود نہ تھی اسلئے اوسکو اوسیطرح بیان کیا۔

جسطرح مشرکین و اہل کتاب خیال کرتے تھے اور کبھی اسی کو بطور حجت الزامی کلام مقصود کی بنا قایم کی اور کبھی بطور مشاہدہ ظاہری کے اوسکو بیان کیا اور کلام مقصود سمجھا گیا پس کلام مقصود کے سمجھنے کو جسقدر کلام غیر

کلام غیر مقصود ہے اور اوس سے کوئی ثبوت کسی کی واقعیت کا حاصل
نہین ہوتا اور نہ وہ کسی امر کے لئے مفید یقین ہوتا ہے اور اس سے
دلیل نقلی کے مفید بالیقین ہونیکو قطع نظران تمام باتون کے جو شارح
مواقف اور صاحب مواقف نے بیان کی ہون ہس بات کا علم کہ وہ
کلام غیر مقصود نہین ہے واجب و ضرور ہے یہ امر جو ہمنے بیان کیا اسکو
کچھ کلام اللہ ہی سے خصوصیت نہین ہے بلکہ علم کلام کا اور خود ہمارے
روزمرہ گفتگو کا بلکہ تمام دنیا اور تمام قومون کی باہمی گفتگو و کلام کا یہی
طریقہ ہے کہ جو امر بحث سے اور مقصود سے خارج ہے اوسکے صحیح یا غیر
صحیح ہونے سے قطع نظر کر کے کہین بطور حکایت اور کبھی بطور تسلیم فرضی
اور کبھی بغیر کسی خیال کے اسکا ذکر اور بیان آجاتا ہے اور اوس سے بجز
اسکے کہ اسکے بعد کا کلام مقصود بیان کیا جاویگا اور کچھ مقصد نہین ہوتا
یہی سبب ہی کہ بعض اشخاص غلطی سے سمجھتے ہین کہ قرآن مین بعض ایسی باتین
بیان ہوئی ہین جو حقائق موجودہ کے برخلاف ہین اور بعض اس سے زیادہ
غلطی یہ کرتے ہین کہ اسکو کلام مقصود سمجھکر اوس بات پر اصرار کرتے ہین کہ
وہی دراصل حقایق موجودہ ہین اور دراصل دونو غلطی پر ہین انتھے
بقدر الحاجۃ اقول انہین اشخاص سے جنکو ایسی غلطیون پر اصرار ہے صاحب
آیات بینات اور اونکے پیشوا اور تابعین ہین کہ کلام مقصود و غیر مقصود
مین تمیز نہین کرتے اور اپنے غلط خیال پر اڑے رہتے ہین کیونکہ کلام مقصود
اہلسنت اثبات ایمان و حقیت و فضیلت خلیفہ دوم ہے جسکے منجملہ دلائل

دلایل سے اس نکاح موہوم کو بھی لیل قرار دیتے ہین شیعونکا کلام
مقصود اثبات نفاق و عدم حقیت خلیفہ دوم وغیرہ سے نہ وقوع نکاح
پس جہان کل دلایل اہلسنت کو بذریعہ انکار وتسلیم باطل کرتے ہین ہان
اس دلیل کو بھی اوسی طریقہ سے باطل کرتے ہین اور بعد فرض وتسلیم ثابت
کر دیتے ہین کہ اگر یہ نکاح ہوا بھی تو خلیفہ دوم کا نہ ایمان ثابت ہوا نہ کوئی
فضیلت نکلی جب اہلسنت نے اس نکاح کو دلیل اتحاد و موافقت باخود ہا
قایم کیا شیعون نے خود اس نکاح کو دلیل عداوت وبغض وجور وتشدد
خلیفہ ثابت کر دیا پس کلام مقصود ثبوت عدم اتحاد و موافقت ہوا نہ واقعیت
نکاح اور جب اہلسنت نے اس نکاح کو دلیل ایمان وفضیلت خلیفہ قرار دیا
شیعون نے اس نکاح کے دلیل ایمان ہونیکو باطل کر و فرعون عتبہ عتیبہ
ابو العاص زوجہ حضرت نوح و حضرت لوط و عایشہ وحفصہ کو نظیر مین
پیش کیا اب ایسے کلام غیر مقصود کو جو بطور فرض وتسلیم یا حجت الزامی یا
بربنا و غلط العام یا غلط واقعات مشہورہ پر ہے دلیل تحقیقی اور کلام مقصود
سمجھنا اور دلایل تحقیقی مفید علم ویقین مین پیش کرنا موجب تشحد ہے نہ لایق
توجہ دانشمند اب مین صاحب آیات بینات سے بکمال ادب ملتجی
ہون کہ اپنے کل ثبوتون پر غور فرماوین کہ وہ کل روایات واقوال و حکایات
ایسی ہے فرضی وتسلیمی و الزامی ہین یا نہین بہ ادو سکے اگر کچھ حوصلہ ہو
تو بسم اللہ ہمین چوگان ہمین میدان اور اگر حضرات اہلسنت اس سید بزرگ کا
قول نہ مانین تو اپنے مولوی حیدر علی صاحب کی تحریر دیکھین کہ اسی عبارات

ص ۹۵۹ ازالۃ الغین

نہ آنی ہے کے مطلب کو ان الفاظ سے بیان کرتے ہین و بساست کے علما بعضے از
چیز ہا را ہمراہ تعلق دہ بالذات می آرند برے مزید فواید جس سے معلوم ہوا کہ
کیا ام نمیر مقصود سے استدلال درست نہین ہے بہرکیف چونکہ نہایت متانت و استحکام سے
اصل کتاب ذو الفقار حیدری مین انکی تقریرونکا جواب لکھ چکا ہون لہذا
یہان اسے کلام مختصر پر ایک امر در متعلق اس جواب تسلیمی کے
باقی ہے اوسکو لکھکر اصل تحقیق پر رجوع کرتا ہون انشاء اللہ تعالے

ہان اس تقریر پر کہ مومنات کا عقد کفار کے ساتھ اور کافرہ کا عقد مومن
کے ساتھ پہلے بھی ہوا ہے خدا کے رسولون نے بھی کیا ہے اہلسنت
یہ عذر کرتے ہین کہ انبیاے سابقین نے یا آنحضرت نے جو اپنی بیٹیان کفار
سے بیاہین تو اوسوقت نکاح با مشرکین جایز تھا آیہ لا تنکحوا المشرکین حتے یومنوا
یعنی مشرکین سے مت بیاہو جب تک ایمان نہ لائین اوسوقت تک
نازل نہین ہوا تھا پس فعل آنحضرتؐ قبل از تحریم ہے اور فعل جناب امیر بعد از
تحریم لیس کو یہ تقریر خارج از بحث ہے کیونکہ منشاء بحث یہان اسیقدر ہے
کہ مطلق وقوع نکاح سے اتحاد و اتفاق و ایمان ثابت ہوتا ہے
یا نہین جسکو خود آیات قرآنی سے مینے ثابت کر دیا کہ نہین ہوتا مگر بہرکیف
پہلے جواب اسکا یہی ہے کہ خلیفہ دوم کا مشرک ہونا تصریحات صریحہ
علماے شیعہ سے ثابت کرلو تب یہ تقریر پیش کرو کیونکہ قرآن مین ممانعت
نکاح از مشرکین مذکور ہے نہ ممانعت نکاح از منافقین جو حسب شرع
حکم مسلم مین داخل ہین دوسرے عموماً جواز نکاح مومنات با مشرکین

گو شرایع سابقہ مین ہو بنا بر اصول خود اہلسنت غیر ثابت ہی اسلیئے کہ حضرت
لوط کے اوس کلام مین جو کفار سے کہا یہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین تمہارے
لیے اہلسنت بھی تاویل کرتے ہین کہ مقصود حضرت لوط یہ تھا
کہ بشرط قبول اسلام عقد کرلو جس سے معلوم ہوا کہ عموماً
کفار کے ساتھ نکاح نہین جایز تھا تسلیم سے
ہمنے مانلیا عموماً نکاح اوسوقت کفار کے ساتھ جایز تہا اور بنا بر اوسی
جواز کے نکاح حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم عتبہ و عتیبہ و ابو العاص
کے ساتھ ہوا مگر بعد تحریم بھی تو باوصف تفریق اسلام حضرت رسول دونون
کو جدا نہ کرسکے جیسا کہ تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفۃ
الصحابۃ مین ابن حجر عسقلانی نے ام المومنین بی بی عایشہ سے ناقل ہین
کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینب اور ابو العاص کے
مگر رسولخدا اوسپر قادر نہوے کہ دونون مین جدائی کردین کیونکہ وہ حضرت
مکہ مین مغلوب تھے اور حلال و حرام نہ کرسکتے تھے پس جب رسول مقبول نے ہجرت فرمائی تو
کہ خود لشکر اسلام نے اسی ابو العاص کو گرفتار کیا اور حضرت زینب نے رہا بھی
فرمایا مگر اس تفریق پر قادر نہوے (جیسا کہ خوف قوم بی بی عایشہ
جو حضرت کے وقت وفات تک قریب العہد بکفر و جاہلیت تھے
کسطرح انحضرت تعمیر خانہ کعبہ پر قادر نہوے) خواہ وہ تفریق و تعمیر
رسول پر واجب ہو یا مستحب تو جناب امیر ہونے اگر ایسی مجبوری بلکہ
اوس سے بدرجہا زیادہ مجبوری کے عالم مین بغرض محال بھی نکاح کردیا

جواز اس حکم لاتنکحوا المشرکین مین بھی داخل ہنین ہے اور جواز مین و
خصوصًا درحالیکہ جناب امیر علیہ السلام کیطرف اسکی نسبت ہو اور
کسیکو کوی عذر بھی ہنین ہے تو کیونکر محل طعن و تشنیع ہو سکتا ہے
خصوصًا جبکہ باتفاق فریقین ثابت ہے کہ بہت سے امور محرمات
عالم اضطرار و مجبوری مین حلال و مباح ہو جاتے ہین جیسا کہ
فعل رسول مین بھی مشاہدہ ہوا اور جناب امیر علیہ السلام کی مجبوری
و ناچاری کا حالت حصول خلافت و فرمانروائی مین بھی خود شاہ صاحب
کو اقرار ہے چہ جائے ایام حکمرانی افظ اغلظ حضرت خلیفہ دوم
جنکے تشددات خصوصًا بہ نسبت خانوادہ رسالت طشت از بام
ہین اور حضرت لوط کے بارہ مین تو خود قرآنسی ظاہر ہے کہ باوجودیکہ
حضرت لوط نے قوت و طاقت جبرئیل امین کو ملاحظہ کیا تھا اوسپر
بھی تسلط و غلبہ کفار سے اس قلق و اضطراب مین تھے او اوی
الی رکن شدید کہا اور اوسی عالم قلق مین کفار سے فرمایا کہ یہہ میری بیٹیان
پاکیزہ ہین اگر ہو کرنیوالے جسکی بہ نسبت امام فخر رازی لکھتے ہین
اپنی بیٹیون کو فجار و اوباش پر عرض کرنا اہل مروت سے
نہایت بعید ہے چہ جائیکہ اکابر انبیا سے یہہ امر سرزد ہونا چنانچہ
امام صاحب نے اسی وجہ سے اون دختران حضرت لوط کو فرزندت
حضرت لوط سے نکالکر امت کی بیٹیان قرار دین اور یہہ بھی نہ خیال
کیا کہ یہہ بر خود نپسندی بہ دیگرے مپسند کے خلاف انبیائے کرام

کیونکر کرسکتی ہین جنکی بعثت بالخصوص تعلیم مکارم اخلاق کے لیئے
ہوئی اور اونکی بدولت ایذاے امت تمام سہنا شب و روز حفاے
کفار مین مبتلا رہنا اونکی شان سے ہے مگر علامہ ابی سعود نے اس عرض
دختران کو فجار و کفار پر کرم حضرت لوط مین شمار کیاہے کہ مہمان کے
بچاوکے لیئے از راہ غایت کرم یہہ فرمایا حالانکہ وہ سب بسبب کفر
و فسوق و خباثت و عدم کفاءت کے باوصف استدعا نہ لائق عقد تہی
نہ حضرت لوط اونسے نکاح کرنا قبول فرماتے تھے بہرکیف یہہ جواب
اجمالی بطور فرض و تسلیم وقوع عقد ہے کہ شیعیان اہلبیت اس
حالت مین بھی چیرہ دست ہین اور اہلسنت کے الزامون سے پاک و
صاف ورنہ عنقریب معلوم ہوگا کہ عند التحقیق یہہ قصے تمامتر غلط و بے
بنیاد محض افترا و بہتان ہین اب یہہ دیکہنا چاہیئے کہ درصورت تسلیم
وقوع عقد بنابر اصول اہلسنت کیاکیا خرابیان لازم آتی ہین اور اونکا
دفعیہ ہوسکتاہے یا نہین خرابیان تو بہت ہین دفعیہ کی کوئی صورت
نہین کیونکہ اوسپر دو طرح کی خرابیان لازم آتی ہین ایک وہ جو خاص
خلیفہ دوم اور صحابہ مقبولین اہلسنت پر وارد ہوتی ہین دوسرے وہ جو بنابر اصول
اہلسنت جناب امیر اور سایر بنی ہاشم پر عاید ہوتی ہین چنانچہ ہر ایک کو علیحدہ
بیان کرتاہون قسم اول یعنی وہ خرابیان جو بنابر اصول اہلسنت خلیفہ دوم و صحابہ
پر عاید ہوتی ہین سب کئی پہلی یہ کہ اگر اس عقد کو مانین تو ضرور ہی اہلسنت اسکے
قایل ہوتے ہین کہ خلیفہ دوم نے دیدہ و دانستہ بالقصد اپنے حق تلفی رسول کا ارتکاب کیا ہو نکہ

فائدہ درخرابیان وارد است در صورت
تسلیم عقد بنابر اصول اہلسنت

...تاب کامل کا ابن اثیر جزری نے جب عمر نے

دختر ابو بکر سے عقد کرنا چاہا عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم بنت ابو بکر نے

انکار کیا کہا مجھکو ایسے شخص کی حاجت نہین جو خشن العیش ہے عورتونپر

شدت کرتا ہی مگر بی بی عایشہ بہت گھبرائین یہانتک متردد ہوئین کہ عمرو عاص حیلہ ور سے

ملتجی ہوئین کہ کوئی ایسی تدبیر نکالے جس سے یہ بلا ٹلے تو عمرو عاص نے کہا مین تمہاری کفایت کرونگا

بعد اسکے جاکر عمر سے کہا مین تمہارے ایک ایسے خبر دیکر مین تملو اوہی خدا کی پناہ مین دیتا ہون

عمر نے متحیر ہوکر پوچھا وہ کیا ہے عمرو عاص نے کہا کہ مینے سنا ہے تم ابو بکر

کی بیٹی ام کلثوم سے عقد کرنا چاہتے ہو عمر نے برافروختہ ہوکر کہا پھر اسمین

مضائقہ کیا ہے مجھ مین عیب ہے یا اوسمین عمرو عاص نے کہا کہ عیب نہین کر

مگر بات یہ ہی کہ ام کلثوم دختر ابو بکر بکمال رفق ولینت عایشہ کی صحبت مین پلی ہی

ور شدت وخشونت تمہاری سد رجہ ہی کہ ہم لوگ خوف کہاتے ہین اور تمہارے کسی خلق بد کو

کو بدل نہین سکتے پس اگر تمنے اوس سے نکاح کیا اور اوس سے کوئی قصور تمہاری

خدمت مین سرزد ہوا تمنے اوسکی کچھہ تنبیہ و تادیب کی تو اوس سے حق تلفی جناب

حق برابو بکر لازم آویگی عمر فوراً متنبہ ہوکر باز آئے بلکہ یہانتک پریشان ہوے

کہ عمرو عاص سے کہا پھر عایشہ سے کیا کیا جاے کہ مین اون سے

کہہ چکا ہون عمرو عاص نے کہا کہ مین بندوبست کرونگا انتہی پس اگر ام کلثوم بنت

جناب سیدہ علیہا السلام سے خلیفہ نے عقد کیا تو حق تلفی و حقابر رسول بہی و بشہ اون

ہوئی بلکہ صورت اوسے کہین زیادہ حق تلفی وایذاے رسول مین مبتلا

ٹھہرے کیونکہ ایک تو تفاوت سن کے سبب سے صحبت ناجنس کا سابقہ ہے

جسکو صحبت ناجنس عذاب الیم کہتے ہین وہ دوسرے یہ عمر وہی ہین
کہ جنہونے والدہ ماجدہ جناب ام کلثوم سیدہ نساء العالمین پر کیا کیا ظلم
وستم کئے جنکو حضرت ام کلثوم نے اپنے نانا رسولخداص کی وقت وفات
سے اوسوقت تک بچشم خود دیکہا مثل قسم عمر بخانہ سوزی اور آگ لکڑی
لیجانے گھر جلانے کے لئے لااقل یہ تو یقینی ہے کہ حضرت ام کلثوم یقینا
جانتی ہتین کہ جناب سیدہ شیخین سے ناراض تشریف لیگیئن اور اسیوجہ سے
جنازہ پر اوس معصومہ کے نہ آنے پائے تیسرے کمسنی ایسی جس سے
صدور بواعث منازعت ومخاصمت گویا لوازمہ سے ہے خصوصًا اوس
کمسن لڑکی سے جو بکمال ناز ونعم پرورش پائی ہو جسکا نمونہ طمانچہ مارنیوالی
روایت سے ظاہر ہے یہ چوتہے غیر کفو غیر قبیلہ کی ایک بڈہی بدخود
بدخلق سے سابقہ ہے کہ بہر طور اسباب رنج وکدورت موجود ہین جس سے
پیدا ہونا بواعث مذکورہ کا ضروری ہے لااقل جسطرح کی وہی حق تلفی
عقد دختر ابوبکر مین ممکن الوقوع تہی اوس سے تو بدارج بڑہ کر یہان
یقینی الوقوع ہے وہان اگر حق تلفی ابوبکر صرف تہی تو یہان حق تلفی
وایذاے رسول وبضعۃ الرسول دونو ہی بلکہ جناب امیر اور حسنین ع اور
سایر اہلبیت کی ایذا رسانی ہی تو اب حق تلفی ابوبکر کا لحاظ کرنا اور حق تلفی
رسول واہلبیت کا بالکل لحاظ نکرنا جس درجہ کی خرابی ہے اوسکو اہلسنت
ہی خوب جانتے ہین پس اگر اقرار بوقوع عقد کیا جاے تو اوسکے ساتہ
اوسکا بہی اقرار کرنا ضروری ہوگا کہ عمر نے دیدہ ودانستہ رسول کا خیال

ترک کیا اور اونکے حقوق کا اوتنا بھی لحاظ نہ کیا جتنا ابو بکر کے حقوق کا لحاظ کیا بلکہ وہان اگر حق ملفی ابو بکر لازم آتی تھی تو بلا قصد اور یہان حق رسول کا ارتکاب بالقصد دیدہ و دانستہ ہوتا ہے پس نہ معلوم ایسے شخص کو اہلسنت کیونکر مسلمان و مومن کہ سکتی ہین حالانکہ خود صحیح بخاری مین ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کبھی کوی مومن نہین ہوسکتا جبتک ہماری محبت اوسکے دلمین باپ بیٹی تمام آدمیون سے زیادہ نہو اور اہلبیت طاہرین کے بارہمین جو کچھ وصیت فرماگئے محتاج شرح نہین ہے کہ خود علماے اہلسنت نے تصریح کی اگر علوی را علویک گوید کافر گردد وایذاء عام است سواء کان اور اکشد فرزند و بد گوید بجد یکہ اگر از مجلس برخیزد وجامہ بیفشاند چنانکہ خاک باہل مجلس رسد ایذا بود ونیز اگر فرزند و یار غلام و متعلق او را آزار دواز آزار بود ونیز روے ترش کردن آزار است وایذاے اہلبیت ایذاء رسول است بتصریح نص و ہو الحدیث الاول فے الکتاب وشرف النبوۃ رواہ علی حرمت الجنۃ علی من ظلم اہلبیتی واذانی فی عترتی ثم قال ودر ایذاء علویہ ایذاء رسول است صلی اللہ علیہ وسلم و درین بیان احادیث کثیر است بسبب اختصار مذکور نشد انتہی (مناقب السادات ملک العلماء دولت آبادی) پس ہم نہین سمجھتے کہ بغیر انکار وقوع عقد اہلسنت کیونکر اپنے خلیفہ دوم کو اس الزام سے بری کرسکتے ہین کہ ابو بکر کے حقوق کے برابر بھی فوق رسول کا خیال نہ کیا جس سے اصل ایمان خلیفہ دوم دغیرہ مخدوش ہوتا ہے حالانکہ بالخصوص اس مادہ مین نص صریح صحیح بخاری میں دیا

صحیح بخاری ص ۵

صحیح ۳ ورق قلمی مناقب السادات

موجود ہے کہ جناب رسالت مآب نے اسد علے اولاد ہشام پر دوبارہ عقد جناب امیر ع ناراضی ظاہر فرمائی اور سوت ہونیکو موجب ایذاے معصومہ مظلومہ فرمایا جو موجب ایذاے خدا و رسول ہے دوسرے خرابی یہ ہے کہ یہی کل الزام عمرو عاص پر بہی عاید ہوتے ہین جسنے عمر کو حق تلفی ابو بکر کا خیال دلاکے ام کلثوم دختر ابو بکر سے عقد کرنے کو رد کا اور ام کلثوم بنت جناب امیر ع سے عقد کرنے کی راے دی حالانکہ یہ عمرو عاص وہ ہین کہ معاذ اللہ جناب رسالت مآب ص اللہم صلعلے عمرو بن العاص سے فرمایا بلکہ خلفاے ثلثہ و کل صحابہ پر آنحضرت نے (معاذ اللہ) اسے تفضیل دیا کہ فرمایا ہر شخص اسلام لایا عمرو عاص ایمان لایا (کما فی اسماء الرجال للشیخ عبد الحق محدث) ظاہر ہے کہ یہہ شخص تیسرا سر حد دار اہلسنت والجماعت ہے جیسا کہ تکمیل الایمان مین ہے تیسرے خرابی یہ ہے کہ یہی کل الزام بعینہ اور اوسکے ساتھہ مزید عداوت با جناب امیر ع اکثر صحابہ پر عاید ہوتے ہین کیونکہ جب جناب امیر ع نے عذر صغر سنی کیا تھا تو عمر باز آئے پھر لوگون نے بہکایا کہ علی نے تمکو ذلیل جانا اسوجہ سے عقد کرنا تمہارے ساتہہ منظور نہ کیا کہ پھر خلیفہ کا اصرار بڑہا حالانکہ اہلسنت کو رفع عداوت صحابہ و خلفا مین با جناب امیر علیہ السلام جو کد و کاوش ہے معلوم ہے چوتھے خرابی یہہ ہے کہ اگر عمر نے ایسا قصد کیا اور عقد ہوا تو لازم آتا ہے کہ انہون نے احکام خدا و رسول کو باطل کر دیا کیونکہ خود انکے یہان ثابت ہے کہ بنی ہاشم کا کفو سوائے بنی ہاشم کے غیر بنی ہاشم نہین ہوسکتا

ص ۱۲۱

۵۱
ازالۃ الغین
صفحہ ۹۲۵

ص ۱۲۰
صواعق محرقہ

پس انہونے ابطال احکام خدا ورسول کیا بلکہ خود اپنے مذہب کے
بھی خلاف کیا کیونکہ صاحبان حسب ونسب مین کفو کا خیال انکے
نزدیک ضروری تھا نہ کہ مہاجرہ سے غیر مہاجر کے عقد کو منع کیا بلکہ
عربیہ سے غلام آزاد کردہ کے نکاح کرنے کی بھی ممانعت کی چنانچہ
یہین خیالات اہلسنت قایل ہوئے کہ نکاح معتزلہ اور شافعیہ کے ساتھ
حرام ہے جیسا کہ جامع الرموز شمس الدین قہستانی مین ہے **پانچوین**
خرابی یہ ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے عذر تقرری نسبت
بفرزند جعفر پیش کیا اوسپر بھی خلیفہ نے اصرار کیا تو مخالفت اوس
حکم نبوی کی لازم آتی ہے جو حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی برادر
مسلمان کسی سے خواستگاری کرے تو پھر دوسرا خواستگاری
نہ کرے الخ چہ جائیکہ اسپر اصرار کیا جائے اور تشدد عمل مین لایا
جاوے **چھٹین** خرابی یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے چند عذر کیے
ایک کمسنی دوسرے تقرری نسبت بفرزند جعفر تیسرے مشورہ لینا
چوتھے اذن لینا امرا سے مگر خلیفہ نے قبول نہ کیا بلکہ اسدرجہ
جبر واصرار کیا کہ جناب امیرؑ نے گاہے عقیلؓ و گاہے حسنین علیہم السلام
سے مشورہ کیا سب مانع ہوئے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ
کسطرح جناب امیرؑ اسکو گوارا نہ فرماتے تھے خلیفہ دوم کے تشدد وجبر نے
ایسا مجبور کیا کہ خود و بزرگ سے مشورہ لیا **ساتوین** خرابی یہ ہے کہ خلیفہ دوم نے
جب نہایت اصرار و مبالغہ کیا اور حضرت نے باہم اعزا و اقارب مشورہ لیا اونکی بھی یہی تھی کہ خلیفہ

صفحہ ۱۱ ازالۃ الخفا

حرمت نکاح معتزلہ و شافعیہ با اہلسنت

صہ ۲۰ صحیح بخاری جلد ۲

دوم نے جبر مین اتشدد شروع کیا یہانتک تشدد کیا کہ حضرت عباس علیہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ اب نکاح کر دینا مناسب ہے کہ مجھے عمر سے ایک کلام پہونچا ہے یعنی کلام متضمن تخویف و تہدید اسپر بھی حضرت راضی نہ ہوئے تو حضرت عباس علیہ السلام نے سمجھا بوجھا کر خود نکاح کر دیا پس اس سے سراسر ظلم و تشدد خلیفہ دوم ثابت ہوا بلکہ خروج اونکا اسلام و ایمان سے کیونکہ یہہ کہنا حضرت عباس عم اشرف الناس کا فقد بلغنی عنہ کلام صاف دلالت کرتا ہے اسپر کہ خلیفہ کیطرف سے کوئی سخت دہمکی دیگئی اور نہایت درجہ کی تخویف و تہدید عمل مین آئے حالانکہ عموم ناس کے لیئے بھی ایسی دہمکی جائز نہین چہ جائیکہ بہ نسبت اہلبیت طاہرین ہو چنانچہ سابقاً کلام ملک العلماء دولت آبادی مذکور ہوا اور اونہین کے مناقب السادات کے باب دہم مین ہے و نیز روے ترش کردن آزار رست زیرا کہ چون عباس بر انصار آمد ایشان روے ترش کردند مصطفےٰ بعد غضب شد و گفت نباشد ایمان کسے را کہ عم مرا آزارد تا بحدیکہ سیر کہ پیامبر خورد و در مجلس در آید کہ مردمان از بوے وے آزردہ شوند آزار باشد بلکہ خود صحیح بخاری مین ہے اسلام وہ ہے جس سے لوگ سلامتی پائین اور اکثر احادیث مین تخویف و تحذیر عامہ مسلمان سے ممانعت صریح وارد ہے پس جب اس قدر عقد سے کفر و ظلم خلیفہ دوم ثابت ہوا نہ اتحاد و اتفاق جسکے اثبات کے لیے جہد و سعایت

فقد بلغنی عنہ کلام من التخویف و التہدید کذا فی المصابیح و غیرہ

ص ۳۸ ورق قلمی مناقب السادات باب دہم

بنائی گئی تو اب کیا ضرور ہے کہ ایسے موضوعات سے خدا و رسول کے
ایذا دہی کیجائے اور کوئی کام بھی نہ نکلے بلکہ بعوض نفع نقصان
حاصل ہوا آٹھوین خرابی یہہ ہے کہ خلیفہ دوم نے معاذ اللہ جناب امیر
کی تکذیب کی اور حضرت کے عذرونکو لغو تصور کیا یہانتک مجبور کیا
کہ ہمارے پاس بھیجدو دیکھین کم سن ہین یا نہین اور جب بھیجدی گئین
تو عمر نے کہلا بھیجا کہ ہرگز یہہ کم سن نہین ہین جیسا کہ تم بیان کرتے تھے کما فی ازالۃ
الخفا حالانکہ تکذیب جناب امیر علیہ السلام وہ خرابی ہے کہ بدولت
اسکے صحیح مسلم کے روایت بنص فاضل رشید و قاضی عیاض و مازری غلط
و باطل کردی گئی کما سیجیئ انشاء اللہ مگر اعجب امور سے یہہ ہے کہ اہلسنت کے
یہان باپ کا قول و فعل اپنی اولاد کے بارے مین اور اوسکے مصالح مین
زیادہ معتبر ہے حتے کہ معاویہ غاویہ کو الزام ولیعہدی یزید پلید سے
جس سے وہ افعال سرزد ہوئے کہ مستحق لعنت ابدی قرار پایا اسی تقریر سے
بچاتے ہین مگر ان اہلسنت کے امام خلیفہ دوم جناب امیر کے بارے مین اس
کلیہ کو بھی مسلم نہین رہنے دیتے جو اس جبر شدید کے مرتکب ہوئے مگر
عجب ہے **نوین** خرابی یہ ہے اللھم اغفر لنا ذنوبنا و ثبت اقدامنا
علی الحق وانصرنا علی القوم الظالمین ہم نہایت مجبوری سے اس دفعہ کو بیان کرتے
ہین جس سے قلب و جگر مین رعشہ ہے کہ جب جناب امیر نے حسب الحکم خلیفہ حضرت ام کلثوم کو
بھیجا تو عمر نے بازو تھاما چادر کھینچی بوسہ لیا سینے سے چمٹایا ساق پا کھولا اسپر حضرت
ام کلثوم نے غضبناک ہوکر کہا کہ اگر خلیفہ نہوتا تو مین تیری ناک توڑ دیتی اور آنکھین پھوڑ دیتی

مجھو میرے گھر بھیجدے اوسپہ عمر نے حضرت کو بھیجدیا ردا اسپہ ڈالکر

گھر چلی گئیں (یہہ مضمون بہت سی رداتون مین اہلسنت کے مذکور ہے

چنانچہ استیعاب و اصابہ سے خود مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین

ناقل ہین جسکو بڑے بسط سے ہمنے جلد ہفتم ذو الفقار حیدریہ مین لکھا ہے

ان روایات سے جو جو خرابیان خلیفہ دوم پر لازم آتی ہین اگر شیعہ

بیان کرین تو اہلسنت پر نہایت ہی گران گذریگا لہذا ہم اونہین کے

ایک بڑے عالم محقق کا قول بیان کرتے ہین یعنی علامہ سبط ابن جوزی

کہ وہ ان روایات واہیہ کو لیتے ہین کہ خواص الامۃ مین اپنے جد امجد

کی کتاب منتظم سے بالاجمال نقل کرکے بقسم شرعی فرماتے ہین قلت

وهذا قبیح والله لو کانت امۃ الخ واللہ یہ امر نہایت ہی قبیح ہی کیونکہ لونڈیونکی نسبت

بھی خلیفہ دوم ایسا نہ کرتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھ

اسلیئے کہ عورت اجنبیہ کا بدن چھونا باجماع تمامی مسلمانان حرام ہے

پس کیونکر اسے امر کی نسبت کیجا سکتی ہے طرف خلیفہ دوم کے

انتہی علامہ مذکور ان روایات مس و کشف ساق یا وغیرہ کو بلا جرح و

قدح رواۃ صرف اسی خیال سے کہ ایسا امر عظیم کیونکر ہوگا غلط بتاتے ہین

اور کہتے ہین کہ صحیح اسیقدر ہے کہ جب ام کلثوم عمر کے پاس تشریف

لائین تو عمر نے بھر نظر گھورا دسپر حضرت ام کلثوم کو نہایت غصہ آیا

اور باپ سی جاکر شکایت کی کہ لقد ارسلتنی الی شیخ سوء یعنی تمنے

مجکو ایک بدے خبیث کے پاس بھیجا انتہے قابل غور ہے کہ جسکو

نہایت درجہ اسیان سمجھا ہے اوسکی کیا کیفیت سب ایاکسی عقل آدمی
سے یہہ افعال ہوسکتے ہین کیون صاحبو نظر برنا محرم کسکے نزدیک جایز ہے
مولوی حیدر علی بھی باوصفیکہ مجادرہ ومکابرہ پر جیسے کمرہمت چست
باندہے رہتے ہین ظاہر ہے روایت کشف ساق یعنی پنڈلی کہولنے مین
کچھ ایسے دست پاچہ ہوسے کہ باوصف تاویلات بسیار آخر اسکے
قباحت وفسادات پر متنبہ ہوکر اسکے قایل ہوسے کہ یہہ عبارت الحاقی
یعنی لوگون نے بڑہا دیا بلکہ معاذاللہ شیعو نپر اسکا الزام لگایا کہ
کشف راضیمہ روایت فرمودند تا بزعم خود محمدت ر ابمنقصت
بدل کنند خیر اسکا بدلہ تو اونکو خدا دیگا جو شیعو نپر تہمت کی ...
خود بدولت اصابہ سے اس روایت کے ناقل ہین جسکی تعریف
مین یہ الفاظ فرماتے بلکہ انچہ در آن مستطاب یعنی اصابہ فی معرفۃ الصحابہ
ابن حجر عسقلانے در بارہ مابہ النزاع مرقوم ست بلا اختلاف نسخ
وبے کم وکاست بگوش صغا باید شنید جس سے معلوم ہوا کہ عبارت
اصابہ جسمین روایت کشف ساق مرقوم ہے بلا اختلاف نسخ وبے
کم وکاست ہی پھر شیعو نپر یہہ افترا کہ انہو نے اس لفظ کو اضافہ کردیا کیونکر
راست ہوگا بلکہ اوسی ورق کے پچھلے صفحہ مین مضمون کشف ساق
وتقبیل یعنی بوسلینے کو استیعاب سے بھی نقل کیا ہے مگر یہہ بات اس سے
بخوبی ظاہر ہوئی کہ کشف ساق کا مضمون ایسی خرابیو نسے مملو ہے
جسکی کچھ اصلاح نہین ہوسکتی نہ کوئی تاویل اوسمین چل سکتی ہے سوا اسکے

ازالۃ الغین صفحہ ۹۲۷

صفحہ ۹۲۶ ازالۃ الغین

الحاق شیعہ کے قایل ہوں جیسا کہ در بارۂ قصہ فدک و قرطاس کے بحسب افادۂ شاہ صاحب
و مولوی حیدر علی صاحب مبطل مذہب اہلسنت ہی یہی ترکیب نکالی بہرکیف بقول سبط
ابن جوزی و مولوی حیدر علی یہ روایات غلط ٹھہری فرق یہ ہی کہ سبط ابن جوزی نے ان
روایات کی قباحت پر متنبہ ہوکر اوسکو خود غلط کر دیا اور انہے ہی راویوں پر اسکی
وضع و افترا کا بار رکھا اور مولوی صاحب نے بھی اس روایت کو غلط کیا مگر اوسکے ساتھ
شیعوں پر بھی ایک تہمت دہر دی خیر این ہمہ بالاے علم دسوین خرابی یہ ہی کہ یہ کل
افعال خلاف انسانیت خلیفہ صاحب سے سرزد ہوی اور صحابہ رسول بیٹھے دیکھا کیے
نہ اونہوں نے اسکی حرمت بیان کی نہ رسول کی حق تلفی کا خیال دلایا ایک عالم اہلسنت
کا بیان ہی کہ خلیفہ ثانی نے مہاجرین اولین سے فرمائش کی کہ (عیاذاً باللہ) جماع
کرا دو اوسکے بعد معذرت کرتا ہی کہ حرمت اس مسئلہ کی نہ خلیفہ دوم کو معلوم تہے
نہ دیگر صحابہ کو جو اس فرمائش پر اعتراض کرتے (سیرۂ حلبیہ) ان روایات کی تحریر سے
جو خون کو جوش ہوتا ہی منتقم حقیقی کی حوالہ کرتی ہین لیکن یہان سے معلوم ہوا کہ ان اہلسنت کے
نزدیک خلفا و صحابہ بہایم و حیوانات سی تہے نہ از قسم انسان کیونکہ بجز نامردگان کے
کوی فرد بشر ایسا نہو گا جسے اسکی حرمت نہ معلوم ہو بہر حال ہمنی نہایت اختصار کے
ساتہ قسم اول کی بعض خرابیونکو اہلسنت کی روایات سی منتخب کرکے یہان لکہا تفصیل
ان کل امور کی اصل کتاب ذوالفقار حیدری پر محول ہی باقی رہین خرابیان قسم دوم کی
یعنی وہ الزام جو بنا بر اصول اہلسنت جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرین پر وارد ہوتی ہی
پس پہلی خرابی یہ ہی کہ ہرگاہ خلیفہ دوم (عیاذاً باللہ) با اینہمہ فضیلت مظہر اہلسنت
لایق تزویج و مناکحت تہی تو جناب امیرؑ نے انکار کیوں فرمایا اسد رجعہ عذر خواہی

کیون پیش کئے اور با اینہمہ عدالت خلیفہ دوم جناب امیرؑ کو بعد انکار ایسا تردد و
انتشار کیون پیدا ہوا کہ گاہے حسنینؑ سے مشورہ لیا گاہی حضرت عباسؓ اور عقیل سے
جسپر سب نے اپنی ناراضی و نارضامندی ظاہر کی پھر بعد مشورہ کے خلاف رائے جمہور
عقد کیون کردیا دوسری خرابی یہ ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام اور حضرت
عقیل جو انساب قریش و عرب سی نہایت درجہ واقف تھے کیون اس عقد سی مانع
ہوی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک عمر لائق مناکحت نہ تھی تو جناب امیرؑ کے
نزدیک کیونکر لائق ہوی اور اگر اہلسنت کو اوس روایت کا خیال ہو کہ جیسا
جناب امام حسنؑ نے ابوبکر کو منبر رسول سے اوترنے کا حکم دیا اور امام حسین علیہ السلام
نے عمر کو منبر رسول سے اوترنیکا ارشاد کیا اور حسنینؑ نے شہادت بر عدالت
خلیفہ دوم مین سکوت کیا تہا تو اوس زمانہ مین عذر صغر سنی کا بھی موقع نہین ہے
کیونکہ اب وہ حضرت جوان تھے بلکہ اس لایق کہ جناب امیرؑ اون سے
استشارہ فرماوین اور اونکو امیر قرار دین تیسرے خرابی یہ ہے کہ جو اختیارات
قانون عقل و شرع سے عورتونکو ملے ہین وہ اختیارات یہان جناب امیرؑ
نے حضرت ام کلثوم سے کیون سلب کئی یعنی اذن لینا کیونکہ کسی روایت سے
اہلسنت کے یہ نہین ثابت ہوتا کہ حضرت ام کلثوم سے اجازت لیگئی ہو
حالانکہ ام کلثوم بنت ابوبکر سے جو بوقت خطبہ چار سالہ تھے اجازت
لیگئی جسپر اسنے انکار کیا اور کہا کہ اگر ایسا ہوا تو قبر رسول سے فریاد
کرونگی جسپر بی بی عائشہ عمرو عاص سے خواہان حیلہ ہوئین پس
جناب ام کلثوم علیہا السلام سے اذن نہ لینا جو یقینًا ام کلثوم بنت

ابو بکر سے بری تھین مسلہ برخلاف عقل ہے چہ جائیکہ برعکس اون
نارضامندی اونکی اون شکایات سے جو اپنے باپ سی بنسبت
عمر بیان کین ظاہر ہوتی ہے بلکہ بروایات صاحب صواعق محرقہ کہ
جناب امیر نے حسنینؑ سے فرمایا عمر سے انکا عقد کردو حسنین علیہما السلام
نے عرض کیا او زنے از زنان ہست ازجہت خود ہر کس کہ خواہد اختیار
کند آنگاہ علے غضب فرمود از پیش حسین علیہ السلام
برخاست حسن علیہ السلام چون غضب پدر را ملاحظہ نمود دامنش
بگرفت و بگفت اے پدر ما را طاقت ہجران تو نیست آنچہ فرمائی بر آن
عمل نمائیم آنگاہ عقد تزویج بوقوع آمد معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ نے حضرت
ام کلثوم سے اسدرجہ اختیارات مقررہ عقل و شرع کو سلب کر کہ اجازت
لینا کیسا اونکے بہائی جناب امام حسین ؑ نے جو اپنی خواہر کو اختیارات
کو ظاہر کئے او سپر جناب امیرؑ ایسا غضبناک ہوے کہ اون فرزندان
رسول کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا واہ ام کلثوم بنت ابو بکر تو باوصف
چار سالگی کے اس عقد عمر پر قبر رسول سے فریاد کرینکی عایشہ کو ہمکی دی
اور حضرت ام کلثوم ایسی مجبور ہوجائین کہ نہ اوسنے اذن لیا جاوے
نہ اجازت طلب ہو نہ شکایت کی سماعت ہو نہ اونکی فریاد دوراتکا
خیال ہو کہ نواسی جناب رسول خدا تھین اور یون جبراً عقد کردیا جاے
سبحان اللہ کہان تو خود جناب امیرؑ کو اسدرجہ استکراہ تھا کہ بیاہ
انکار کلی کیا ہر چند عذر کئے بعد اسکے اپنے بزرگون سی مشورہ

ترجمہ صواعق محرقہ صد ۱۵۹

کیا بعد اسکے ضرور ون سے صلاح لی کہ بالاتفاق انھوں نے بیزار خاطر
ظاہر کی اب کہانسے ایسی رضامندی ہو گئی کہ سب کے برخلاف
بلا اذن بلکہ خلاف مرضی اوس سیدہ پاک کے عقد کر دینے پر طیار
ہو گئے وہ بھی اس جبر شدید کے ساتھہ جو سراسر خلاف عقل و شرع ہی
ایسی افترائو نکا کیا جواب ہے ہاے ان اہلسنت نے اس بضعۃ الرسول
کی نسبت کچھہ ایسی بے اختیاری ظاہر کی ہے کہ عقد ثانی و ثالث
مین بھی (جو مثل اس غلط قصہ کے محض دروغ ہے) انکو وہی مجبوری
رہی کہ جناب امیرؑ نے اس دفعہ بھی مجبور کیا اور اوسی جبر شدید سے
کام لیا جو بہ نسبت جبر اولے زیادہ تر خلاف عقل و شرع ہے چنانچہ
ازالۃ الخفا مین ہے بعد از وفات فاروق امام حسنؑ و امام حسینؑ
نزد ام کلثوم آمدند و گفتند کہ اگر اختیار خود را بدست حضرت امیرؑ خواہی سپرد
بہ یکے از فرزندان جعفر طیار ترا تزویج خواہند نمود و اگر تو مال و دولت
و آسودگی دنیا میخواہی آنہم ... بدست بعد ازین امیر المومنین داخل شد
و بخدا احد و ثنا گفت و فرمود اے دختر اختیار تو بدست تست من با
آن می بینم کہ مرا از طرف خود مختار گنی جواب داد کہ من مثل دیگر زنان
رغبت با سودگی دنیا دارم ... حسنین است کہ تو چنین اراده
داری باز بخدا ... است و فرمود قسم بکبریائے الٰہی کہ ہرگز با یکے
ازینہا کلام نخواہم کرد مگر آنکہ تو اختیار مہر دہی ایشان ... ام کلثوم
گفتند والحاح نمودند پس ام کلثوم باختیار علی ... راضی شد حضرت

ص ۹۲۸ ازالۃ الخفا

زنمود من ترا بعون فرزند جعفر تزویج کردم راوی گوید کہ عون نیز در
درگذشت پس بار دیگر حضرت امیر آمد و درخواست کہ اختیار بدست
مبارکش سپارد و بارے ام کلثوم بے قیل و قال حضرت را مختار کرد
پس بنکاح محمد برادر عون اورا تفویض کردند چون بعد مدتے او داعی
اجل را لبیک گفت او را بہ برادرش عبداللہ نکاح کردند ام کلثوم
درخانہ او وفات یافت و عبداللہ بن عمر برا و نماز گذارد و چار تکبیر گفت
و فرزندے از وے جز زید و رقیہ فرزندان فاروق بوجود نیامدند
انتہی **اقول** منصف مزاج لوگ برائے خدا ذرا غور کریں کہ یہ اہلسنت
جناب امیرؑ پر کیا کیا اتہام لگاتے ہیں معاذاللہ ذریہ رسول بلکہ خود
اپنی اولاد سے جناب امیرؑ کو کیا کد پڑی تھی کہ ایک دفعہ باین جبر شدید
اپنے پارہ جگر کو شیخ سو، فانی خلیفہ ثانی سے بیاہا جس سے رعایا
اور برآیا کی لڑکیاں بھی عقد کرنا منظور نہیں کرتی تھیں وہ بھی بلا اذن بلکہ
باوصف انکار کیا حضرت کو اپنی بیٹی کی اتنی بھی محبت نہ تھی جتنی عائشہ
کو اپنی سوتیلی بہن ام کلثوم سے محبت تھی کیا کوئی صحابی رسول جناب امیرؑ
و اہلبیت طاہرین کا اتنا بھی طرفدار ہوا جتنا عمرو عاص نے عائشہ
اور ابوبکر کی طرفداری کی بھلا کوئی عاقل اسکو باور کرسکتا ہے کہ حضرت
اس غرض سے کہ خلیفہ دوم ایسے عالی نسب کو شرافت قرابت حاصل ہو
جناب امیرؑ خود ایسا جبر سہیں اور تمامی کنبہ قبیلہ پر جبر کریں بضعۃ الرسول
کو مجبور کریں کہ خواہی نخواہی اس مصیبت کو گوارا کریں الحمدللہ ہرگز کوئی

ہوشمند اسکو قبول نہ کرے گا خیر اگر یہان کوئے بات بنائے
بھی جائے تو بات دوم کیون ایسا جبر دیا گیا کہ باوصف انکار اوس
سیدہ پاک کو فقر و فاقہ کی مصیبت مین مبتلا کیا وہ بھی اس جبر شدید
کے ساتھ اگر کوئی کہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے بلحاظ و پاس کنبہ
اور خیال کفایت یہ جبر کیا کیونکہ روایت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت ام کلثوم غیر کنبہ مین عقد کرنا اپنا چاہتی تھین اسوجہ سے
حضرت نے یہہ جبر کیا تو کیا انکو اتنی بھی عقل نہ تھی جو کہتا کہ یا حضرت
جب آپنے بار اول اسکو جائز کہا اور گوارا فرمایا تو اب کیا مضائقہ
ہے جو آپ یہ جبر کرتے ہین اور ہر دفعہ اپنی بیٹی کو تازہ مصیبت مین
گرفتار فرماتے ہین بیٹی کو کوئین مین جھونکنا اسیکو کہتے ہین افسوس کہ
حضرات اہلسنت ذرا غور نہین فرماتے اپنے موضوعات کے
بیان مین ذرا نہین شرماتے چوتھے خرابی یہہ ہے کہ جناب امیر
علیہ السلام اسد اللہ الغالب کل غالب مصداق لافتے الا علی لاسیف
الا ذوالفقار باوصف حمایت تمام بنی ہاشم جو مانع تھے اس
عقد سے کیونکر ایسے مجبور ہوے کہ باوصف عدم رضاے
کنبہ و قبیلہ بلکہ اکراہ خود مختلوبہ عقد کرنے پر طیار ہو گئے کیا انکو عایشہ
کے برابر بھی قدرت نہ تھا جو ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد عمر کو
رد کا کیا جناب امیر علیہ السلام ام ابان کے برابر بھی قوت
نہ تھے جنے عقد عمر سے صاف انکار کیا اونکی مذمت کی

خلیفہ سے کچھہ ہو سکا پانچوین خرابی یہہ ہے کہ علاوہ اون امور کے
جو خلیفہ دوم کی عالی نسبی پر دال ہین (کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر
مین بخوبی مرقوم ہے) صرف اوصاف بدخلقی و بدخوئی مسلمہ مانع عقد
تھے پہر جناب امیر عم نے عقد کرنا کیونکر قبول کیا حالانکہ ام کلثوم بنت
ابو بکر اور ام ابان نے صرف اسی عیب کی بدولت نکاح عمر سے
انکار کیا تہا اور حدیث نبوی سے بہی ممانعت مناکحت ایسے شخص سے
معلوم ہوتی ہے جسکا اقل مرتبہ کراہت ہوگا جیساکہ شرح مشکوۃ مین ہے
کہ فاطمہ بنت قیس نے جناب رسالتمآب سے کہا ابو جہم اور معاویہ
نے خطبہ کیا ہے کس سے عقد کرین حضرت نے ابو جہم کے عقد سے
بوجہ بدخوئی منع فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ بدخوئی مانع عقد ہے
اگرچہ بر سبیل کراہت ہو تو جناب امیر عم نے کیونکر ایسے بدخو سے
خلاف حکم نبوی (عقد کرنا پسند کیا) جسکے گہر مین آئی تک بیبیان راضی
نہ تہین اور ازواج نبی نے اونکا نام ہی افظ اغلظ رکہہ لیا تہا اور صحابہ
رسول بہی ہمیشہ انکی بدمزاجی و شدت و خشونت پر معترض رہے
حتے کہ صحابہ نے خلیفہ اول پر مرتے وقت اونکے خلیفہ مقرر کرنے کی
بدولت سخت اعتراض کیا اور خدا سے ڈرایا کہ تم خدا کو کیا جواب دوگے
جو ایسے بدمزاج کو خلیفہ مقرر کرتے ہو چھٹی خرابی یہ ہے کہ صحیح
بخاری مین جناب رسالتمآب نے فرمایا اور راوی ہشام بن مغیرہ
بچہ سے مستدعی ہین کہ اگر آپ اذن دین تو اپنی لڑکی کا عقد جناب امیر سے کر دین

ص ۹۵ شرح مشکوۃ ج ۲ بمبئی

ص ۲۷ مقصد ۲ فارسی ... ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

ص صحیح بخاری

ص ۹۷ ورق قلمی صواعق محرقہ

ص ۱۵ صحیح بخاری ج ۲ بمبئی

پس ہرگز مین اذن ندونگا یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا مگر یہ کہ علی بن ابیطالب
میری بیٹی کو طلاق دین تب اوس لڑکی سے عقد کرین کیونکہ وہ
جناب سیدہ پارہ جگر میری ہے جو امر اوسکی خوشی و ایذا کا باعث
ہوتا ہے وہ امر میری خوشی و ایذا کا باعث ہے انتہی پس تعجب ہے
کہ جناب سالتمآب صلعم نے صرف اس خیال سے کہ میرے پارہ جگر کو سوت
کے ساتھہ ایذا ہوگی باوصف جواز تعدد نکاح ایسے امر ابغض مباحات
یعنی طلاق کو جس سے زیادہ کوی چیز خدا کے نزدیک مبغوض نہین گوارا
فرمایا مگر یہ نہ گوارا کیا کہ جناب سیدہ کو سوت کا سامنا ہو تو جناب امیر نے
باوصف اوس تاسی رسول کے جسکے سامنے جان دینا گوارا کیا مگر
ترک تاسی نہ قبول کیا اس باب مین کیون تاسی کو ترک کیا اور عیاذاً باللہ
اپنے پارہ جگر کو جو ودایع رسول سے تھے اوسی سوت کے عذاب مین
دیدہ و دانستہ مبتلا کیا جس کو سو عذاب کہنا بجا ہے وہ بھی
کون سی سوت ام کلثوم زوجہ سابقہ حضرت خلیفہ دوم جو ہمیشہ
خلیفہ سے تکرار کرتے تھی ہاے اس بضعہ رسولؐ ذریہ بتول سے
عیاذاً باللہ حسب روایات اہلسنت جناب امیرؑ کو کیا ایسی عداوت تھی
کہ برخلاف سیرت رسول بلکہ خلاف وصیت رسول اوس اپنے پارہ جگر
کو آن چیر شدید انواع و اقسام کے مصائب و شداید مین گرفتار کیا
کہ ایکطرف خلیفہ کی تند مزاجی و بدخوئی دوسریطرف سوت کا عذاب
تیسریطرف اوس سوت کی بدمزاجی چوتھی طرف خلیفہ صاحب کی بیٹی

ازالۃ الخفا ص ۱۹۲

بی بی حفصہ کی بدمزاجی نسبت آفات مین جناب امیر ع دیدہ و دانستہ اپنے
پارہ جگر کو مبتلا کرین اور باپ بھائی چچا دادا کسیکو رحم نہ آئے بلکہ
اگر بھائیکو کچھ ترس آتی ہو تو بھی تو جناب امیر ع او سپر آزردہ ہوں لا واللہ
لا واللہ کوی عاقل دیندار صاحب ولادا سکو قبول نہ کرے گا کہ جناب امیر
بخوشی خاطر اپنی بیٹی کو ایسے عذاب شدید مین مبتلا کرینگے او عیاذاً باللہ
ایذاے خدا و رسول کا بھی خیال نہوگا **ساتوین** خرابی یہہ ہے
کہ جناب امیر ع اور سایر بنی ہاشم نے کیونکر گوارا کیا کہ اپنی بیٹی کو نامحرم کے
پاس بلا عقد و بلا نکاح بھیجدیا جس سے یہہ بے ادبیان واقع ہوئین کہ
چہار و پنجسالہ خردسال غیر ممیز نے بھی ایسی گستاخی و بے ادبی کی تمیز کے
اور کہدیا کہ اگر تو امیر المومنین نہوتا تو وہ طمانچہ تجھپر پڑتا کہ ناک ٹوٹ جاتی
آنکھہ پھوٹ جاتی اور اوسی غصہ مین وہ گھر چلی آئی اور باپ سے شکایت کی
کہ تمنے ہمکو ایک بڈھے خبیث کے پاس بھیجدیا مگر اسپر بھی باپ بھائی
چچا دادا کو جو بنی ہاشم تھے چین برجبین بھی نہوا حالانکہ خاندان رسالت
مین جسقدر غیرت و حمیت تھی روے زمین پر کسیکو کبھی نصیب بھی نہوئی
چنانچہ خود جناب رسالت مآب صلعم نے اس غیرت پر فخر کیا اور جناب امام حسین
علیہ السلام کا یہہ شعر اکثر زبانہا مشہورات سنی سے ہے **شعر** الموت اولی من رکوب العار
والعار اولی من دخول النار یعنے عار و ننگ گوارا کرنے سے موت بہتر ہے
اور جہنم مین جانے سے ننگ و عار قبول کرنا اولے ہے حتے کہ خود فاضل
رشید نے ایضاح لطافۃ المقال مین اقرار کیا ہے کہ بنی ہاشم مین جیسی غیرت

صفحہ ۹۱ شرح مشکوۃ جلد ۲

صفحہ ۱۳ ورق قلمی

وحمیت تھی دوسرے مین نہ تھی چنانچہ لکھتے ہین وہ بحنین ور بعضی حمیت
وغیرت فراوان کما قال صاحب النواقض وفی الہاشمیۃ تجد اشد الحمیۃ والغیرۃ یعنی بنی ہاشم
مین سبسی زیادہ حمیت وغیرت پائی جاتی ہے پس کسیکو غیرت ہو تو تعجب
غیر ہو از ینجاست کہ سبط ابن جوزی سنے اون روایات کو جنمین یہہ مضامین
واہیہ درج ہین غلط و بے بنیاد قرار دیا اور مولوی حیدر علی نے بھی
اوسکے الحاق کا دعوی کیا جیسا کہ سابقا مذکور ہوا علے ہذا القیاس
سوا انکے اور بھی بہت سی خرابیان ہین جنکو ہمنے اصل کتاب مین ہر
روایت کی ذیل مین لکھا ہے بہرکیف بنا بر اصول اہلسنت یہہ کل
خرابیان عاید ہوتی ہین جنکا دفعیہ کسیطرح ممکن نہین ہے از انجا کہ
جناب امیر ع اور اہلبیت طاہرین ع کی محبت و ولا و حفظ و عصمت کا
دعوی اہلسنت کو بھی ہے اگر زبانی ہی سہی تو وہ ان الزامات سے
بھی ملزم ہین جو بنا بر اونکی روایات کے جناب امیر ع اور اہلبیت طاہرین
پر عاید ہوتی ہین نہ صرف شیعہ بلکہ شیعہ کسیطرح ان الزامات سے ملزم
ہو ہی نہین سکتے کیونکہ یہہ لوگ سرے سے اصل وقوع نکاح ہی کے
منکر ہین چہ جائیکہ یہہ امور قبیحہ اونکی روایات سے ثابت ہون کہ مثل شریک
باری محال اور ممتنع ہے پس جب بنا بر اصول اہلسنت اسقدر شناعت
صحابہ و خلیفہ دوم و اہلبیت طاہرین پر عاید ہوتے ہین علاوہ ان فسادات
و لزوم محالات کے جو مابعد مذکور ہونگے انشاء اللہ تو ضروری ہوا کہ اہلسنت
صرف انہین شناعتون کی بدولت اصل روایات کو باطل و بے بنیاد

انہدام مقدمہ و تمہید اہلسنت باطلان

قرار دیکر تکذیب واقعہ کرین گو یہ روایتین ایسی صحیح ہوُن کہ اونکی صحت قرآن
کے برابر یا زیادہ اوس سے باجماع اہلسنت مانی گئی ہون مثل روایات
صحیح بخاری و صحیح مسلم کے کیونکہ ایسی حالتوں مین عموماً اہلسنت کا یہی حکم ہے
اور اسی پر عمل درآمد بنظر مزید تسکین قلوب مخالفین دو چار احکام اور برتاو
امے انکے یہان بھی مذکور ہوتے ہین ناظرین با تمکین اندک تطویل سے ملول
نہون کہ اصل تحقیقات سے بھی انکو ازحد تعلق ہے گو یہ بحث نہایت بسط طلب
ہے کہ احصا اونکا چند مجلد مین بھی ممکن نہین لگر نہایت اختصار کے
ساتھہ صرف تین طبقوں کے انکارات اور حکمت عملیاں انکی مذکور ہوتی ہین

حکم اول جلد اول و دویم ذوالفقار حیدر مین مفصل لکھہ آیا ہون کہ امام
فخرالدین رازی نے بیان کیا کہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور
قل اعوذ برب الناس کو داخل قرآن نہ جانتے تھے یہ امر اکثر روایات
اہلسنت مین منقول ہے درجہ تواتر کے قریب قریب الخ امام صاحب فرماتے ہین
کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانے مین متواتر نہو یا ان
صحابیونکو کافر قرار دین کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا کفر ہے چونکہ دونون
صورتون مین بدیہی فساد لازم آتا ہے لہذا ضرور ہوا کہ اصل ان روایتونکو
غلط و باطل قرار دین جسمین ایسی نسبت ابن مسعود کیطرف ہے (انتہی کلام
رازی بنقل سیوطی) پس اس حکم سے معلوم ہوا کہ ایسی خرابی کی حالت مین
اصل روایت کو بلا جرح و قدح رواۃ باطل کرنا ضرور ہے حکم ثانی
فاضل رشید اپنی کتاب شوکت عمریہ مین درباب ۲۵ ویں حدیث صحیح مسلم کے

ص ۱۰۷ ذوالفقار حیدر جلد اول

جسمین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام
کو کاذب غادر خاین آثم کہنا اور جناب امیر علیہ السلام و عباس کا شیخین
کو کاذب غادر خاین آثم جاننا مذکور ہے فرماتے ہین چون ظاہر حدیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ بطرف چہار یار عظیم المقدار اعنی شیخین و
حضرت امیر علیہ السلام و حضرت عباس رضی اللہ عنہم ست و آن نزد اہلسنت
مخالف ما استقر فی شریعۃ الاسلام ست و خبریکہ باین صفت باشد
باتفاق شیعہ و سنی یا محکوم علیہ ببطلان ست یا بجہت وہم راوی
یا ماول ست و چون حکم ببطلان یا تاویل آن واجب گشت لہذا بعضے
علمائے اہلسنت نسبت وہم بطرف رواۃ آن نمودہ روایت حدیث
کردہ اند چنانچہ امام نووی در شرح صحیح مسلم در شرح آن حدیث
نقلا عن القاضی عیاض عن المازری میفرماید جسکا محصل یہ ہے
کہ چونکہ تاویل کی راہین اس حدیث مین مسدود ہین ہم نے
کذب کی نسبت طرف رواۃ کے کی اور اسیوجہ سے بعض لوگون نے
ان الفاظ کاذب غادر خاین آثم کو اپنے نسخہ صحیح مسلم سے
از راہ کمال احتیاط نکال ڈالا تھا انتہے اقول یہان انحضرات اہلسنت
کے علما کے امانت و دیانت کی خوب داد دینا چاہیے کہ
جب خود صحیح مسلم مین یہہ ترکیبین کی گئین جسکے ہزارون نسخہ
مشتہر ہو چکے ہین تو اسپر حال دیگر کتب اور یہین سے اون امانات
کو بھی اہلسنت کے سمجھ لینا چاہیے جو شیعون نے دربارہ تحریف والحاق مزعوم

وارد کرتے ہین پھر کیف جب روایات متواترہ صحاح بلکہ صحیح مسلم جسکو
اصح الکتب عند اہل السنۃ شاہ صاحب فرماتے ہین بوجہ استلزام شناعت
صحابہ محکوم ببطلان ہوتے ہین تو یہ روایتین عقد کی کیون اس حکم
سے مستثنے ہونگی جو نہ صحاح ستہ مین داخل ہے نہ کسی روایت
صحیح خالی از معائب جرح و قدح کا کہین وجود ہے جیسا کہ مابعد
مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے پس بفرض محال اگر فریقین کی روایتون سے
ایسے فسادات اور شناعات لازم آئین تو حسب قول رشیدی باتفاق
فریقین واجب الرد والابطال ہین چہ جائیکہ ایک ہی فریق کی روایت
ہو اور سپر بھی غیر صحیح کیونکہ تعظیم و توقیر اہلبیت طاہرین اور بچانا اونکا تحقیر و
توہین سے فریقین پر لازم ہے بخلاف حفظ عرض شیخین کہ فی الواقع
کسی پر لازم نہین بلکہ اظہار اونکے کفر و نفاق کا ہر مسلمان پر فرض عینی ہے
جیسا کہ ضربت حیدریہ و شوکت عمریہ مین مفصلاً مرقوم ہے پس جب اونکی
باب مین اہلسنت کا یہ برتاو ہے تو اہلبیت طاہرین کے بارہ مین کیونکر
اس حکم سے عدول کر سکتے ہین واضح رہے کہ یہ ترکیب یعنی الفاظ
نکال ڈالنا لیتا کے اسی روایت کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ صحیح بخاری
کی حدیث ال ابیطالب لیسوا لی باولیاء مین بھی بجنسہ کاذبا غادرا غنا
اتنا والی ترکیب استعمال ہوی کہ صحیح بخاری سے لفظ ابیطالب کو نکالا
بعد ان آل ابی لیسوا لی باولیاء رہنے دیا چنانچہ فتح الباری مین ہے
کہ کنیتی عن ابی فلان لکھا گیا نے لفظ ابی کی بعد جگہ خالی رہنے دی اوسکو

کسینی بایض سے تعبیر کیا اور آل بنی بیاض پڑہنا کسینے آل بیاضہ پڑہا
آخر مین ابن حجر نے تصریح کی کہ اصل عبارت آل ابی طالب ہے اسیطرح
صحیح بخاری مین ہے بذیل تفسیر آیہ نساء کو حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم
عن ابن عمر فاتوا حرثکم انی شئتم قال یاتیہا فی اسکے بعد والی لفظ کو کہ الدبر ہی کالا کسینے
کذا و کذا لکہا کسینے وہان سفیدی کاغذ چھوڑ دی کسیینے لفظ فرج لکہا
بالاخر ابن عسقلانی نے تصریح کی کہ کذا کذا والی روایت کی یہ عبارت ہے
نزلت فی اتیان النساء فی ادبارہن اور اوسکے بعد والی روایت مین یاتیہا
فی الدبر لکہا یعنے کہا ابن حجر نے کہ اصل روایت یہہ ہے کہ کہا عبد اللہ بن
عمر نے یہ آیہ اس بارہ مین نازل ہوا کہ عورتون کے ساتھہ وطے فی الدبر جایز ہے
چنانچہ تفصیل اسکی کلام ابن حجر عسقلانی سے ضربت حیدریہ جلد اول
مین بخوبی مرقوم ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ اہلسنت کی اس تحریف نے
جو صحیح بخاری مین دربارہ وطی فے الدبر کیگئی کوئی فائدہ نہ بخشا اور
سبحانات اونکی اس عیب سے نہوئی کیونکہ انکے علما نے صاف صاف
لکہدیا کہ یہہ امر تمامی اہل مدینہ کا فتوی ہے چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے جو شخص اہل مدینہ
کے حکم کے مطابق استماع غنا اور اتیان فے الدبر کا عامل ہو الخ بعض
یہ دو مثالین تو متعلق بقول نووی تہین جسنے یہہ بیان کیا کہ بعضون نے
نسخہ صحیح مسلم سے الفاظ کا ذہاغا دراغا تنا انکو نکالڈالا اب اس سے
بہی زیادہ تعجب خیز لطیفہ سنتے کہ جس امر پر فریقین ابتدا سے متفق ہین یعنی
قصہ فدک کہ خلیفہ اول سے جناب سیدہ ع نے طلب کیا اور خلیفہ نے

ضربت حیدریہ جلد اول ص ۱۵۰

ازالۃ الغین مقصد اول ص ۱۲۰

بذریعہ حدیث موضوع لا نورث محروم کیا اور جناب سیدۃ النساء
غضبناک رہین اور جناب امیر علیہ نے تا حیات جناب سیدہ کہ چھ مہینہ رہے بیعت
ابو بکر نہ کی اسکی بھی وہی گت بنائی گئی کہ موضوع قرار پائی چنانچہ
مولوی حیدر علی با وصفیکہ منتہی الکلام مین مقر ہین کہ بلی ازظاہر روایت
صحیحین در قصہ فدک بروایت ام المومنین صدیقہ میتوان دریافت کہ در
بیعت صدیق تا زندگی فاطمہ زہرا مکث نمود مگر بعد اوسکے درپے
تضعیف روایت ہوئے کہ بدالنست اپنی اوسکے راوی کو ابو سعید قرار دیا
اور بوجہ عدم سنا د زہری اوسکو ضعیف و غیر مقبول بنایا اور بیہقی
وغیرہ کی روایت کو موصول قرار دیا حالانکہ اس تضعیف روایت صحیحین
مین مرتکب کذب صریح و افتراے فضیح ہوئے کیونکہ یہ روایت تین
مقام پر صحیح بخاری مین اور ایک جگہ صحیح مسلم مین موجود ہے بیچ مین ابو سعید
کوئی واسطہ نہین بلکہ ابن شہاب یعنی زہری عروہ سے اور عروہ بی بی
عایشہ سے ناقل ہین پھر دعوے عدم اتصال کیونکر درست ہوسکتا ہے
خیر یہانتک تو غنیمت تھا کہ ضعیف ہی کہا مگر ازالۃ الغین مین صاف صاف
موضوع بنا دیا چنانچہ کہتے ہین از کتب محدثین چنان بوضوح می انجامد
کہ بعد از تنقید و تحقیق در صحت بعضی از روایات صحیح بخاری کلام ست
وہمچنین در بعضی از روایات صحیح مسلم وقیل از ین گذشتہ کہ ان روایات
کہ اہل حدیث در صحت آن قیل و قال دارند ہر چند اقل قلیل ست اگر
...ی زیادہ تر از ان ست ہمین قدر اکتفا نمیتوان کرد زیرا کہ

صـ ۹۳ منتہی الکلام

صـ ۱۵ منتہی الکلام

صـ ۵۸۲ ازالۃ الغین مطبوعہ دہلی

افاده ابن اثیر رحمة الله علیه در صدر جامع الاصول جائیکه فرع ثالث در
طبقات مجروحین قرار داده هست دلالت بران دارد که بعض از وضاعین
خود اقرار کرده اند که حدیث فدک را ساخته بر مشایخ بغداد خواندیم همه
قبول کردند مگر ابن ابی شیبه علوی که او بعلت جعل دا فترا پی برد
و هرگز قبول نکرد و از کتب کلامیه و احادیث اهل حق امامیه بعد از تتبع بسیار
میتوان دانست که اهل تشیع در مطاعن خلفاے راشدین خصوصاً
احادیثیکه تعلق بقصه فدک دارد چه افتراها که در لباس تسنن و اقوال ائمه بگردید
و قبل ازین گذشت که تمییز و اخراج ایشان از زمره اهلسنت خیلی مشکل افتاد
مگر بعضے از اهل کشف و عرفان این امر عظیم که مشکل ترین جمله مشکلها
توان گفت بعنایت ایزدی آسان گشته چنانچه بعد چند ورق گزارش یابد
اهل انصاف خواهند که انصاف نمایند که غضب آن حقوق زهرا و هجران [illegible]
از ابوبکر صدیق امت محمدی که از وجوه اصحاب رسالت مآب بود چنانچه
عالم مخالفین در مجلد امامت عماد الاسلام از اکابر خویش نقل میکند
در اسلام قدامت و انواع فضایل از وے صدور یافت چنانچه
از تفسیر مجمع البیان و منهج الصادقین و خلاصة المنهج معلوم توان کرد
با وجود حقیت خلافتش نتواند شد با وصف اینکه نماز جنازه خلیفه سلطان
و خلیفه بود چنانچه علماے شیعه اعتراف بورود روایات درین خصوص
دارند کما یظهر من الکتاب المسمی بجلاء العیون للعلامه المجلسی علام داینان ابوبکر
براے نماز جنازه وقت غسل و دفن نمودن آنجناب بود و حصلی

بحقیت صدیق از مثل نفس رسول مقبول ممکن ہست لا واللہ ثم لا واللہ
پس معلوم شد کہ ہر چند این روایت در صحیح بخاری باشد مگر چون مخالف
روایات و درایات است اعتمادے بر آن نمیتوان کرد آیا عاقلی و فہمیدہ تجویز
تواند کرد کہ جناب امیر کل امیر مصداق علی مع الحق والحق مع علی تا عرصہ
شش ماہ بیعت امام بحق نہ نماید خود را معاذ اللہ داخل من مات بغیر امام زمانہ مات میتۃ
جاہلیۃ علیہا مستحق انشاء اللہ سازد و بعد عرصہ شش ماہ وقت استنکار دجوہ ناس
التماس بیعت از امام بحق فرماید ہیہات ہیہات از مد تعصب و عناد لبصیرت
اہل تشیع را محیط گشتہ کہ درین مقامات بلکہ دیگر امور متنازع فیہ لنیز دست
از انصاف برداشتہ و بنیاد اعتراضات را بر معانی مخترعہ روایات
گذاشتہ اند کہ خلاف روایت و درایت است انتہی **قول** ع ہمارا خیال
جنگ و سرکار زار نیست۔ کیونکہ تمامی کتب احادیث اہلسنّت چہ صحاح
ستہ و دیگر صحاح و چہ سنن و مسانید و چہ سیر و تواریخ و چہ کتب فقہ و اصول فقہ
و علم کلام مین یہ قصہ موجود ہے اہلسنّت کو دلو نیر جو اس قضیہ سے گذرتا ہے
وہی خوب جانتے ہین ہے کہ مولوی عبد العلی بحر العلوم اہلسنت نے
از راہ کمال ناصبیت خاک بدہانش ع اسی روایت کی بدولت جناب سیدہ ع
کو خاطی قرار دیا اور اجماع اہلبیت طاہرین کو درجہ حجیت سے ساقط کیا
کتب کلامیہ امامیہ مین بھی بخوبے بحث ہو چکی ہے مینے بہی ذو الفقار حیدری
جلد چہارم مین بخوبی انکی تفضیح کی مگر یہان پر بمقابلہ مولویصاحب مین بھی بطور
حاتمی کہتا ہون نہ بطور مجادلہ کہ اہل انصاف ذرا انصاف فرمائین کہ کوئی

کہ کوئی عاقل اسکو قبول کرسکتا ہی کہ جناب امیرؑ اپنی پارہ جگر حضرت ام کلثوم بنت سیدۃ نساء العالمین
کا عقد عمر بن خطاب سے گوارا کرینگے جو از دل تا بس داخل بطون سے تھے جیسا کہ جناب حبیب
معارف و مثالب شاہ عبد الحق وغیرہ کی کتابوں سے ہویدا ہے اور انواع کفر و نفاق
اوس سے سرزد ہوے جیسا کہ صحاح ستہ وغیرہ سے پیدا ہی حتی کہ خود اپنی نفاق کا بحلف اقرار کیا او
اپنی کفر کا اظہار کیا جناب رسالت مآب صلعم نے بوقت وفات اپنی دولتسرا سے نکالدیا اور جناب سیدۃ ع
تا حیات رنجیدہ رہیں کہ ترک سلام و کلام کیا اور اونکی جنازہ پر حاضر ہونیکی اجازت نہ ملی ور
جناب امیرؑ جب مضطر بہ بیعت ابوبکر ہوئی تو ابوبکر کو تنہا بلایا اور عمر کے آنے کی روادار نہوے
پس کیونکر ممکن ہی کہ ایسے شخص سے جناب امیرؑ اپنی دختر نیک اختر ام کلثومؑ کا عقد کریں باوصف یکہ
نسبت اونکی حسب وصیت رسول مقبولؐ محمد بن جعفر سے مقرر ہوا اور احادیث نبویہ میں
تصریح ہو کہ بنی ہاشم کا کفو و ہمسر غیر بنی ہاشم نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ جو سابقاً مذکور ہوا
لا واللہ لا واللہ ممکن نہیں کہ ایسے شخص سے باوصف عدم رضامندی تمامی خاندان بنی ہاشم
بطیب خاطر ایسی نسبت واقع ہو پس معلوم ہو کہ یہ قصہ محض غلط ہی از ینجا است کہ صحیح بخاری
و دیگر صحاح ستہ میں یہ قصہ نہیں ہی اور کوئی روایت صحیح قطعی سے یہ امر ثابت نہیں ہو سکتا
حالانکہ اگر صحیح بخاری میں بھی ہوتی تو باوصف مخالفت قطعیات عقلیہ و درایات جلیہ اسپر اعتماد
نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اوسمیں بھی نہیں آیا کوئی عاقل تجویز کرسکتا ہی کہ جس شخص بد خلق و بدکردار سے
خود اوسکی رعایا کی لڑکیاں متنفر و کارہ ہوں خلاف رای تمامی خاندان جناب امیرؑ کل اسکو
اپنی بیٹی کی شادی کردیں لا واللہ لا واللہ ہیہات ہیہات رہ تعصب و عناد کہ بصارت
بصیرت اہلسنت کو ایسا ضائع و برباد کیا کہ کسیطرح کسی امر حق کو قبول نہیں کرتے قطعیات
یقینیات سے تعجب ہوتا ہی کیونکہ جناب سیدہ ع ابوبکر سے باوصف [illegible]

ہوئیں اور جناب امیر کا بھی باوصف حرمان حق خلافت کیونکر چھ مہینہ تک بیعت نہ کی اور ایسے
امر صریح البطلان پر مطلقاً تعجب نہیں ہوتا جسکی بنیاد اون روایات واہیہ موضوعہ پر قرار دیگئی ہیں
جو عقلاً و نقلاً روایۃً و درایۃً صحیح نہیں بلکہ سراسر غلط و تہمت و افترا و جعل و بہتان ہے جیسا عنقریب
مابعد اسکے معلوم ہوگا اب سنئے کہ اہلسنت نے فقط انہیں روایات مذکورہ کے انکار پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ
قصہ قرطاس کے بارے میں جو سات مقام پر صحیح بخاری میں اور تین جگہ صحیح مسلم میں موجود ہے مولوی
حیدر علی صاحب ازالۃ الغین میں فرماتے ہیں بدانکہ فقیر را بعد از تتبع کتب قدمای این فرقہ و تصفح مضمرات و مکنونات
ایشان کہ در تالیفات خویش بمقتضای حدیث تضوعی ما اضمر احد شیئاً الا وقد ظہر فی فلتات لسانہ نیز
گاہ گاہ ازان خبر میدہند چنان مبرہن شد کہ این حدیث مثل حدیث ردت جمیع اصحاب الا شاذے
لا یعبأ بہ از خصائص مذہب امامیہ بودہ اکابر این مسلک باین اسرار و دقائق آگہی داشتند و این قصہ را
حلق بعض کمان میبردند و بکتمانش ہمہ گروہ وصایا می نمودند بعد اہل کمعیت بدا مصلحت در آن
دیدند کہ در لباس تشنیع این روایت را کہ منتہا رسے از روی بہتان بقول مجلسی در بحار و حیات القلوب
ست در عہد سہ ایشان معتقدین خویش از زمرہ اہل حق روایت نمودند تا آنکہ رفتہ رفتہ در کتب
محدثین حتی ملحدین صحت مندرج شد و پر ظاہرست کہ اگر این حدیث در صدر اول طبقہ
تابعین تا بتابعین مشہور میبود کتمان لختصا و آنہم بدین تاکیدات بلیغ انتہا کی یارہ ازان بگوشت ستم
صورت بمنید اشت و ہر یکی از دیگری عہود مواثیق چرا میگرفت و ہر یکے میگفت کہ این خبر را نباید بہ چنان
نشنود کہ اہل خلافت بر صحبت تشنیع برخود را فدا امیکنند بر ہمعنی مطلع نشوند چنانچہ نسخہ سلیم بن قیس کہ
کہ اقدم تصنیف بجمیع کتب احادیث امامیہ تو ان گفت کما اعترف المجلسی فی مجلد الفتن من البحار
بر قوم الصدور دلالت میکند و انچہ از اشارات عبارتش ہویدا است بعضی از آنہم
مثل ظلم فاروق از شقیان ہم صریح میکردند کتب رجال و رسائل تحریر میکردند مگر

صفحہ ۹۹ ازالۃ الغین

اول دلیل است که مقصود ایشان از اختفا و استتار همین بود که آینده علمای
اهلسنت فریب خورند و سهام تدبیر بر نشانه نشیند و برای مناظره خصوصا
متاخرین را بکار آید و در صورت ظهور این کید پیش نخواهد رفت فی جمهور محدثین
سنیان خواهند گفت که این روایت از خصائص شیعه است و موید
این مدعا که در اینجا یاد کردم آنست که بعضی از علمای ما باین مکاید پی بردند
و حقیقت امر را دانستند چنانچه ناصبین هفوات منتهدی از امدی
نقل میکند و میگوید که او در مسند خویش میفرماید که قصه ائتونی بقرطاس
بی ثبوت و بی اساس است و از شیوخ محدثین نقل مینماید که بعد از تصحیح
بطور رسمی انجامد که در صحیحین دو صد و ده حدیث ضعیف است تفرد بخاری
بهشتاد و تفرد مسلم بیکصد میرسد و در سی روایت هر دو بزرگ شریک شده اند
انتهی پس حال حدیث قرطاس نزد احقر الناس همرنگ حدیث فدک
مینماید که شیخ مبارک جزری ابو السعادات در تصانیف خویش آورده
و گفته که بعضی از اهل اختلاق بعد از آنکه اقرار بجعل و افترا کردند و گفتند که ما حدیث
فدک را موضوع ساخته بر محدثین بغداد عرض کردیم و نزد آنها معنعن بروایات
نمودیم پس تمامی جماعت مذکور قبول کردند و بدام فریب واقع شدند مگر
همین شیخ علوی که بوضع و اختلاق پی برده و دانست که حدیث از موضوعات
است و انشاء الله تعالی عبارت جزری بعد ازین خواهد آمد بالجمله از
تقاریر کید اهل جفا جان بسلامت بردن سخت دشوار است ع
[illegible]

اس کلام سراپا اتہام سے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ اس قصۂ قرطاس سے اہلسنت کی ہوش و حواس کیسے مختل ہوتے ہین بہرکیف ہمکو انکی تقریر دلپذیر کے جواب سے یہان مطلب نہین ہے جو اسطرف متوجہ ہون لیکن یہان سے معروضات عقیر کے بخوبی تصدیق ہوے جو سابق مین گذارش ہوے کہ وضاعین اہلسنت نے قصہ عقد حضرت ام کلثوم کو وضع کرکے بکمال حزم احتیاط اپنی فرقہ مین بہلو مشہور کیا بالاخر شیعو نپر اوس سے استدلال کرنے لگے مگر ناقدین اہلحق نے ظاہر کردیا کہ یہہ بالکل بے اصل ہے اور اگر کسیکو یہہ خیال ہو کہ یہہ ترکیبین اہلسنت کی اپنے خلفاء صحابہ کی حفاظت مین غرض بمقابلہ شیعہ ہین کہ اپنی صحیحین کو غلط کر دیتے ہین اور روایات صحیحہ قطعیہ یقینیہ متواترہ بین الفریقین کو باطل کر دیتے ہین کیونکہ بمقابلہ شیعہ سوا اسکے کوئی چارہ نہین پس یہہ خیال صحیح نہین کیونکہ دوسرے مقامو نمین بہی اسی رد و انکار کے مرتکب ہوتے ہین یا حدیثین نکالدیتے ہین یا وہ تاویلین بناتے ہین جنپر خود سے قہقہے لگاتے ہین دیکہو صحیح بخاری کی اس روایت مین کہ نعیم بن حماد نے ہشیم سے حصین سے وہ عمرو بن میمون سے ناقل ہے کہ مین نے زمانہ جاہلیت مین دیکہا کہ ایک بندریا پر چند بندر مجتمع ہوے اور اوسکے ساتھہ زنا کیا لوگون نے اوسپر رجم کیا یعنے سنگسار کیا مین نے بہی اون لوگون کے ساتھہ اوسکو سنگسار کیا اسکے علامہ ابن حجر عسقلانی نے شرح اسکی فتح الباری مین فرماتے ہین کہ ابن عبدالبر نے اس قصہ عمرو بن میمون پر سخت اعتراض کیا ہے کیونکہ اسمین [illegible]

زنا ہے طرف غیر مکلف کے (یعنی جانورونکی طرف) دوسری بیان ہی
کہ حد شرعی جاری ہوسی بہایم وحیوانات پر حالانکہ یہہ امور اہل علم کے نزدیک
نہایت ہی منکر وقبیح ہین اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اگر طرق اس روایت کے
صحیح ہون تو شاید یہہ بندر او بندریا از قسم جنات ہون جو مکلفین سے ہین

ف تاویل اسکے کہ بندر و بندریا شاید جنات سے ہون

ابن حجر کہتے ہین کہ قول ابن عبدالبر در بارہ عدم صحت روایت صرف بر
بنیاد طریق اسمعیلی ہے اور اعتراضونکا یہہ جواب ہے کہ اوس واقعہ کی بصورت زنا
واقع ہونے اور رجم ہونے سے یہی نہین مراد ہے کہ حقیقۃً زنا اور رجم ہو
بلکہ ممکن ہے کہ چونکہ وہ واقعہ صورت زنا ورجم مین تھا اسوجہ سے زنا ورجم
کا اطلاق اسپر ہوا پس وہ اعتراض دفع ہوگیا کہ اس سے لازم آتا ہے
احکام شرعی حیوانات پر جاری ہون اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین
اس روایت کو نہایت غریب جانا ہے بلکہ گمان کیا کہ یہہ حدیث شاید بعض
نسخہاے بخاری مین وارد ہوئی ہے اور صرف ابو مسعود نے اسکو اطراف
مین ذکر کیا ہے اسی گمان پر حمیدی نے دعوے کیا کہ کسی نسخہ صحیح بخاری مین
یہہ روایت نہین ہے شاید کسی نے کتاب بخاری مین بڑھا دی ہو مگر یہہ قول
مردود ہے کیونکہ جن جن نسخونپر صحیح بخاری کے ہم مطلع ہوے سبھون مین
یہہ روایت موجود ہے اور کافی ہے اسکی صحت مین یہہ امر کہ ابی ذر حافظ
نے اپنے شیوخ ثلثہ سے جو ائمہ متقنین سے تھے یہہ روایت فربری سے
نقل کی ہے اسیطرح اسمعیلی اور ابی نعیم اور ابو مسعود کا اطراف مین نقل
کرنا اسکی صحت کی دلیل کافی ہے ہان روایت نسفی سے یہہ حدیث

ف انکار حمیدی از وجود روایت و گمان الحاق

اوبراسکے مابعد والی حدیث ساقط ہے مگر اس سے یہہ نہین لازم آتا
کہ روایت فربری مین بہہ روایت نہیں کیونکہ فربری کی روایت مین بہت سی
روایتین زاید ہین بہ نسبت روایت نسفی کی جسپر ہمنے تنبیہ کیا ہے اور
کرینگے انشاء اللہ باقی رہا یہہ امر جو اسمعیلے نے تجویز کیا ہے کہ صحیح بخاری مین
یہہ روایت زیادہ ہو گئی ہے پس یہہ قول اجماع علماء کے خلاف ہے
کیونکہ وہ لوگ بالاتفاق قایل ہین کہ جتنی روایتین صحیح بخاری مین ہین وہ سب
صحیح ہین اور نسبت اونکی بخاری کیطرف قطعی و یقینی ہے پس قول
اسمعیلے تخیل فاسد ہے جس سے لازم آتا ہے کہ صحیح بخاری کی کسی روایت
پر وثوق و اعتماد نہ رہے کیونکہ جب ایک حدیث مین یہہ امر جائز ہوا
تو ہر حدیث مین یہہ احتمال ہو سکتا ہے پس کسیکو وثوق نہ رہیگا اور
اتفاق علماء اوسکی صحت پر ہے اور جس طریق سے بخاری نے روایت
نقل کی اوسپر وہ اعتراض ابن عبد البر جو سند پر طریق اسمعیلے کے ہے نہین
وارد ہو سکتا اور ہمنے اس مقام مین اسوجہ سے طول دیا کہ کوئی ضعیف
[illegible] حدیث کہا جاوے اور اوسپر اعتماد نہ کرے [illegible]
[illegible] صحیح بخاری [illegible] اقوال [illegible] کسی [illegible]
[illegible]

اجماع علماء بر صحت روایات صحیح بخاری [illegible]

اپنی ماں کے شکم میں بحالت حمل تھی دسکی ماں کو چھینک آئی اور الحمد للہ کہا
تو درون شکم سے کہا یرحمک اللہ کہ حاضرین جلسہ نے سنا اور اسپر تعجب ہوتا ہے
کہ جنات کیونکر کسی آدمی کے محکوم ہوے یا کسی صورت پر متشکل ہوے
سبحانک ھذا شی عجیب زیادہ تر قابل افسوس یہہ ہے کہ انحضرات اہلسنت
کو خلفاے ثلثہ کے کسی قضیہ پر تعجب نہیں ہوتا مگر اہلبیت کیطرف اگر کسی اعجاز
وکرامت کی نسبت ہوتی ہے تو شیعوں کے دماغ کہانے پر تلجاتے ہیں
دیکھئے انکے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں بذیل اوس قصہ کے
کہ خدا نے اپنی روح کو حضرت مریم پر نازل کی اور وہ بصورت مرد متشکل ہوئے
ویسی ہی چند اشکال اپنے ہیلنکے لکھے ہیں بلکہ کچہہ جواب بھی دیا ہے
کہ مدار ان جوابوں کا محض قدرت باری تعالے پر ہے یا ادلہ سمعیہ یعنے
آیات و روایات پر کہ عقلا ان اشکالات کو قبول کر لیا پس نہ معلوم شیعہ
ایسے جوابسے بمقابلہ اہلسنت کیوں محروم کئے جاینگے اور اہلسنت
ویسا ہی جواب بمقابلہ کفار و منکرین وجود ملئکہ و جنات بلکہ جنت و نار کیونکر
مقبول ہوگا کیا غضب ہے کہ علماے اہلسنت محی الدین عربی کو کافر و منکر
[illegible] کہیں اور اکابر اولیا سے بھی قرار دیں وقت [illegible] دیگر یہہ [illegible] کہیں
کہ تکفیر باعتبار ظاہر شریعت ہے اور ولایت اونکی باعتبار باطن بلکہ
[illegible] کی حضرت کو خیبر کی [illegible] باعتبار باطن رسالت
[illegible] اونکی باعتبار ظاہر قرار دیں لیکن [illegible]
[illegible]

صفحہ تفسیر کبیر

بنا انصاف ہے حالانکہ جو امر محال ہے بہرطور محال ہے اور جو ممکن ہے
بہرطور ممکن ہے پس جب ملائکہ و جن کا متمثل ہونا بشکل انسانی ممکن ہوا اور
مخالطت انسانی مین شامل ہوا تو پھر کیونکر ایک مقام مین ممکن اور دوسری
جگہ وہی امر محال ہوگا اور جسطرح ان امور مین فرق ظاہر و باطن نکالا جاتا ہے
دوسری جگہ بھی اگر بطور فرض و تسلیم کوئی بیان کرے تو کیونکر تعجب ہوسکتا ہے
العجب کل العجب بین الجمادی والرجب یہ ہے کہ مولوی عبد الحی صاحب
فرنگی محلی جو خاتم العلما انکے ہین وہ صرف اس غرض سے کہ اپنے شیخ نجم الدین
ترک زیارت رسول کے عیب کو مٹا ئین رسالہ سعی مشکور مین فرماتے ہین
مغتنم آپکا استشہاد حضرت شیخ نجم الدین کے ترک زیارت کے ساتھ جب
درست ہو کہ فی الحقیقت اونکی طرف یہ نسبت درست ہو حالانکہ زیارت
کیواسطے اونکا تشریف لیجانا ثابت ہے نہ بطریق سفر ظاہری بلکہ بطریق طے
مسافت و سفر ہوائی اور بعد ثبوت اسکے منکر اسکا کوئی نہین ہوسکتا مگر
جو کہ کرامات اولیاء اللہ کا منکر ہوگا اور چونکہ اس قسم کے امور کے علم سے
علماے ظاہر بر اصل دور ہین ان لوگون کو کیفیت اونکی زیارت کی معلوم
ہوے اسیوجہ سے ترک زیارت اونکی طرف منسوب کرکے اونپر ملامت
کرگئے یافعی مرآۃ الجنان مین شیخ مذکور کے حال مین لکھتے ہین [illegible]
[illegible] عن معرفۃ وما اتی الباطن فی العلم [illegible]
[illegible]

صفحہ ۴۶ سعی مشکور

نی نفسہ فی کونہ لا یقصد المدینۃ الشریفۃ ویزورقال ثم رفعت رأسی فاذا بہ فی الجو مارا الی

جھۃ المدینۃ ونادانی یا محمد اکذا وکذا وذکر کلاما لنسیتہ انتہی اور تقی فاسی عقد

ثمین میں بعد حکایت اس حکایت کے کہتے ہیں وبھذہ الحکایۃ یجاب عن الشیخ نجم الدین فی عدم اظہار

القصد الی زیارۃ النبی لان الشیخ علیا الواسطے اتفق علیہ بانہ کما ذکر الذہبی فی المعقد

انتہی عبارۃ السعی المشکور بہر کیف چونکہ یہ بحث بہی اصل کتاب میں بر سبیل استطراد کے آگئی اسلئے اسکا طول دینا مناسب نہیں خیر یہ انکارات اہلسنت طبقہ اولی کے تہے جسکی وجہ سے ان کی حد ضرورت تہے

کیونکہ بمقابلہ حفظ شیخین صحیحین کا ضایع جانا آسان ہے گو صحیحین کا مرض متعدی ہے جسکی بیخ دولت

دین و ایمان ختم کہ شیخین کی بقا کی بہی صورت نہیں رہتی باقی مگر اب طبقہ ثانیہ کی انکارات کو

ملاحظہ فرمائیے کہ معاویہ کی بارہ میں بہی جسکی طرفداری و حمایت سے جان بلب ہوکر مستعفی ہوکر کہدیا

کہ اوسکی طرفداری چندان ضروری نہیں ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے

صاف صاف باغی کہدیا معہذا وقت دار وگیر الحق ایسے متواترات

و بدیہیات سے انکار کرتے ہیں چنانچہ معاویہ کا سب کرنا امیر المومنین

علیہ السلام کو اور لوگونکو اس امر کا حکم دینا یقیناً ثابت ہو چکا ہے کہ سنن

ابن ماجہ و صحیح مسلم و حدائق الانوار و شرح مشارق الانوار و مستدرک و عقد

[illegible] کتاب [illegible] فی اخبار البشر و شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری مذکور

[illegible] سبط ابن جوزی و ریاض النضرہ محب الطبری و منہاج السنۃ

[illegible] منقول ہے بلکہ خود تفسیر میں بھی ہے [illegible]

[illegible]

کو بھی انکار کرتے ہین حالانکہ استیعاب وتذکرہ خواص الامۃ سبط ابن
جوزی وتہذیب الکمال مزی وتہذیب التہذیب ہی ومرآۃ العجایب
در بیع الابرار زمخشری وتاریخ ابو الحسن مدائنی ومختصر فی اخبار البشر و
حسن السریرہ عبد القادر بن محمد طبری وغیرہ مین بالاتفاق مذکور ہے
کہ معاویہ کے حکم سے جناب امام حسنؑ مجتبے فرزند رسولخدا کو زہر دیا گیا
مگر فاضل رشید اپنی غرۃ الراشدین مین اور مولوی حیدر علی ازالۃ الغین
مین اس واقعہ سے انکار کرتے ہین بلکہ دربارہ یزید پلید ایسے ہی بدیہیات کے منکر ہین
امام غزالی احیاء العلوم مین لکہتے ہین کہ یہ امر ثابت نہین ہے کہ یزید نے جناب امام حسینؑ کو
قتل کیا ہو یا حکم بقتل دیا ہو پس جبتک ثابت نہو اوسکو قاتل نہین
کہہ سکتے چہ جائیکہ اوس پر لعنت کرین انتہے اور صواعق محرقہ مین ہے کہ ابن
صلاح سے کسینے لعن یزید کو پوچھا کہ بوجہ قتل کرنے امام حسینؑ کے
مستحق لعن ہے تو جواب دیا حکم دینا یزید کا بقتل امام حسینؑ ثابت نہین
اور اگر ثابت ہین تو قاتل مسلمان پر لعن نہین جایز ہے اور شاہ عبد الحق صاحب
تکمیل الایمان کی بحث لعن مین فرماتے ہین تا آنکہ بعضے در یزید نیز توقف
کنند و بعضے براہ غلو و افراط در شان وے و موالات وے روند و گویند
[illegible] بود با آنکہ باتفاق مسلمانان امیر شد اطاعت وے بر امام حسین
[illegible]
[illegible]

چه عداوت آن بے سعادت با اہلبیت نبوی سلام اللہ علیہم اجمعین اشتہار
وے بقتل ایشان واذلال و اہانت اومر ایشان را بدرجہ تواتر معنوی
رسیدہ ست وانکار آن تکلف ومکابرہ ست انتہے مختصر الطبقہ ثالثہ
انکارات اہلسنت غیر یہانتک کے انکار کی انکو شدید ضرورت تھی کیونکہ
اس ملعون کو بھی اکابر ائمہ اہلسنت حدیث اثنا عشر خلیفہ واثنا عشر ائمہ
مین داخل کرتے ہین اور امام بحق وخلیفہ راشد جانتے ہین چنانچہ کلام
شاہ عبدالحق صاحب سے بہی اسکی تصدیق ہوتی ہے پھر اسکی اصلاح
مین کیون نہ کوشان ہون لیکن تعجب خیز یہ امر ہے کہ خلفاء بنی عباسیہ
کے بارہ مین بھی ایسی ہی بدیہیات ومتواترات کے منکر ہوتے ہین حالانکہ
انکو ائمہ خلفاے اثنا عشر والی حدیث مین بھی داخل نہین لیتے کیونکہ
وہ شرف تو بنی امیہ ہی کا خاص حصہ تھا معہذا لطف تر فضایح وقبایح
ان خلفائے بنی عباس کے بہت بڑے جوش وخروش سے اور
متواترہ یقینیہ کا انکار کرتے ہین اور اجماع ناقل کو غلط ٹھہراتے ہین چنانچہ
علامہ عبدالرحمن بن محمد بن خلدون فرماتے ہین منجملہ ان حکایتون کے
حکایت [illegible] کو مورخین نے بیان کیا ہے اور تمامی مورخین نے اوسکو
اتفاق [illegible] ہے کہ وجہ بربادی خاندان برامکہ مین بیان کرتے ہین
[illegible] رشید [illegible] شراب اور [illegible]
[illegible] بنی عباس [illegible]

جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا اپنے وزیر جعفر برمکی سے عقد کر دیا باین شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کرین دونون مین تخلیہ ہونے پائے جعفر برمکی تو حسب الشرط بخوف عتاب خلیفہ اپنے کو بچاتا رہا اور باوصف عشق صحبت سے اوسکے مجتنب رہا لیکن عباسہ خواہر ہارون رشید کی فریفتگی اپنے شوہر جعفر وزیر پر بڑہتی گئی تا اینکہ براہ حیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوے مورخین کا گمان ہے کہ عباسہ نے جعفر کو شراب پلا کر جب خوب مخمور کیا اوس حالت نشہ مین عباسہ کی تمنا برآئی کہ حاملہ بھی ہوئی جب یہہ خبر ہارون رشید کو پہونچی تو نہایت ہی غضبناک ہوا یہانتک کہ تمامی خاندان برامکہ کو اسی غصہ سے ہلاک کیا ابن خلدون اس حکایت کے بعد کہتے ہین ہیہات ہیہات بہت ہی بعید ہے یہہ امر منصب عباسہ سے اور [illegible] وجلالت سے وہ بیٹی ہے عبداللہ بن عباس کے چار پشتون کا صرف [illegible]

[illegible] مہدی بن عبداللہ ابو جعفر منصور بن محمد سجاد بن علی ابو الخلفا بن عبداللہ ترجمان قرآن بن عباس عم رسول اللہ [illegible] کی بیٹی ہے [illegible] خلیفہ کی بہن ہی معروف [illegible] [illegible] کے ساتھ صحابہ رسول بلکہ عم رسول کی [illegible]

[illegible]

دین کے دور ہین معائب وقبایح وفواحش سے اگر اس گھرانے مین
عفت وعصمت نہ پائی جائے گی تو پھر طہارت وپاکیزگی کا گمان تھوڑا ہوگا
پس کیونکر ممکن ہے کہ ایسے جلیلۃ القدر وعظیمۃ المرتبۃ کا عقد جعفر بن یحیے
برمکی سے ہو اور ایسے معظم خاندان عرب کی وصلت ایک مرد عجمی سے ہو
جسکے باپ دادا غلام رہے ہون اس خاندان کے کہ منتہائے شرف انکا
یہی ہے کہ وزیر تھا اس دولت کا اسی خاندان کی بدولت مدارج عالیہ
پر فائز ہوا اور کیونکر جائز ہے کہ ہارون رشید ایسا بادشاہ بلند ہمت
عالی مرتبت والا دودمان اپنی بہن کی شادی اپنے خاندان کی آزاد کردہ سے
کرے کہ اہل عجم سے ہو پس اگر کوئی شخص منصف مزاج اس حکایت مین
غور کرے اور نظر تامل سے کام لے اور عباسہ کی جلالت وشان کو
خیال کرے کہ کیسے شاہنشاہ زمانے کی بیٹی تھی تو ضرور انکار کرے گا
[illegible] کا ایسے شاہزادی کی شادی اس مرد عجم سے ہو پس بلا عذر
تامل اس واقعہ کی تکذیب مین مبالغہ کرے گا گمان قدر عباسہ ہارون رشید
گمان دوسرے لوگ وجہ غضب ہارون رشید برامکہ پر یہ نہین ہے مگر تسلط
[illegible] ذرہ ذرہ مال کے لئے محتاج ہوتا تھا یہانتک
[illegible]
[illegible]

اوس سے تحمل رکھا یا اون سبکو ابن خلدون مذکور علماء دین و اشراف
ملت خلیفہ و ابن خلیفہ مہبط ملئکہ و مظہر انوار وحی جانتے ہین کہ اگر و ہان
عفت نہ پائی جائے گی تو پھر کہان حاصل ہوگی پس اس سے کمال
عظمت و جلالت ان خلفا کی اہلسنت کے نزدیک ثابت ہوئی از ینجا ست
کہ علامہ سیوطی بعوض مودت ذوالقربے بجا ٓیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ
فی القربے سے ثابت ہے مودت بنی عباس کو واجب جانتے ہین و شہادت
توحید و رسالت کے ساتھ اسکے شہادت بھی ادا کرتے ہین چنانچہ رسالہ
اساس نے مناقب بنی عباس ہین جسمین چالیس حدیثین فضایل بنے
عباس نقل کی ہین فرماتے ہین و اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
شہادۃ محلۃ لا اساس اصلہا محبۃ النبی ؐ فرعہا مودۃ بنی العباس دوسرے
یہ کہ جو امر باجماع مورخین اہلسنت ثابت ہے اوسکو علامہ ابن خلدون اپنی
خیال [illegible] خواہی سے ان خلفا کی باطل کرتے ہین حالانکہ
کوئی رد و قدح رواۃ وغیرہ بھی بیان نہین کرتے اب مین منصفین حال خیال
اور مدعیان اسلام و ایمان سے بکمال ادب عرض کرتا ہون
خدا فرمائے کیا جناب ام کلثوم دختر جناب سیدہ نساء العالمین بضعۃ
خیر المرسلین کی قدر و منزلت عزت و جلالت عباسہ کے برابر بھی نہ تھی
اور خلیفہ دوم کی حالت بھی بمقابلہ اہلبیت نبی کیا جعفر برمکی سے بھی
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible]

کما نقل عنہ عبقات الانوار صفحہ [illegible]

لا اس امر مختلف بین الفریقین کی تحقیق پر ایک اجمالی نظر ڈالی ور اشتباہ روات
و اغلاط ناقلین کے چھان بین کرتے ہا ے کیسی محبت دنیا ان اہلسنت پر
غالب ہو گئی کہ جو خلیفہ ہوا اوسکی ہوا خواہی مین مبتلا ہوے خلفاے
ثلثہ کے بعد معاویہ و یزید و ہارون و ماموں کے لیئے بھی ویسی ہی فدائی
بنی جو امر ان لوگون کے موجب طعن و عیب معلوم ہوے اونکی تاویل
کرنے لگے نہ بن پڑا تو انکار کر دیا بھلا ابن خلدون ہین جنہوں نے صرف اسی
ایک واقعہ کے انکار پر کفایت نہ کی دیگر وقائع مین بھی ان خلفاے
بنی عباسیہ کے یوہین منکر ہوے مثل اسکے کہ ہارون ماموں کی شراب خوری
اور قاضی یحیے بن اکثم کی ندیمی سے انکار کیا حالانکہ اسکو بھی اجماعی کافہ
مورخین سے جانتے ہین مگر کرتے ہین اور ماموں رشید کے عاشقے
بوران بنت حسن بن سہل سے بھی انکار کیا چنانچہ بعد نقل اس قصہ کے
[illegible] کہ ماموں نے رات کی گشت مین ایکجگہ زنبیل دیوار سے لٹکی ہوئی
دیکھی او سمین بیٹھ گیا وہ زنبیل اوپر کھنچنے لگی وہان پہونچا ایک مکان آراستہ
[illegible] دیکھا اور نہایت حسین و جمیل لڑکے نظر پڑے تمام شب [illegible]
[illegible] کو جب اپنے دربار مین آیا تو [illegible] کے عشق [illegible]
[illegible] کہ [illegible] مین اوس لڑکی کے باپ [illegible] راضی کر کے
[illegible]

ص ۳۱۶ جلد اول تاریخ ابن خلدون

بحث و مذاکرہ علمی مین مشغول رہتا تھا اور احکام خدا کا مطیع تھا اوس سے
ان امور کو کیا مناسبت جو فساق و فجار کے افعال سے ہین اور اوباش
و عشاق کے اطوار سے اور ان امور کو بوران دختر حسن بن سہل سے
کیا واسطہ جو اوس خاندان شریف سے تھے کہ جہان بجز عفت و عصمت
کسی امر کا چرچہ بھی نہ تھا اسیطرح بہت سی حکایتین ہین جن سے مورخین کی
کتابین مملو ہین چونکہ یہ لوگ خود ایسے لذات محرمہ اور فسق و فجور مین مبتلا
رہتے ہین لہذا ایسے ایسے حکایات و روایات بنا کر ایسے لوگون کیطرف
منسوب کر دیتے ہین تاکہ وقت دار و گیر انہین قصونکو پیش کرین اور طعن و
لعن سے اپنی جان کو بچائین انتہے خلاصہ کلام ابن خلدون پس جای حیرت
بلکہ محل حسرت ہے کہ ہارون و مامون کے یون پلہ کشی کیجاے اور اہلبیت
رسول ذریت بتول مخدرات سرادق عظمت و جلالت صاحبان آیہ تطہیر
کے بارہ مین برعکس اسکے وہ خارج از عقل و قیاس باتین نسبت کیجائین
جنکو کوئی عاقل دیندار قبول نہ کرے لیکن گو اہل اسلام یا عین غیر لاانا
عموما حسب احکام اکابر اہلسنت مثل قاضی عیاض و ماذری و نووی سے
شاہ عبد الحق و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و ابن خلدون [illegible]
[illegible] بخیال شرافت و سیادت و عظمت و جلالت [illegible]
[illegible] و غلط [illegible]
[illegible]

محبت بعید ہے شان و عظمت و جلالت جناب امیر نفس رسول بشیر و نذیر

سے کہ اپنے پارہ جگر دختر نیک اختر حضرت ام کلثوم بنت سیدہ نساء العالمین

کا عقد باین تفاوت سنی خلیفہ دوم سے کرین جنکے ایمان کو حسب روایات

فریقین کفار سے ہمسری ہو اور بقول ابو حنیفہ ایمان ابلیس کو اونپر برتری

اور حضرت عباس و عمرو عاص و خالد بن ولید و مہاجر بن خالد و خولہ بنت

حکیم وغیرہ وغیرہ صحابہ و صحابیہ مقبولین اہلسنت بلکہ ابو سفیان وغیرہ اونکی نسب

و حسب پر طاعن ہین ہم اشرف الناس نے باین بزرگی و عظمت و جلالت صاف صاف

وہ گالیان سنائین کہ رذیل سے رذیل بھی وہ گالی نہ سنے بھلا ممکن ہے

کہ جنکو رسالت مآب اپنی دختر نیک اختر کے لائق نہ جانین اور انکار کرین

اوس دختر کی دختر کے قابل کیونکر ہو سکتا ہے اور کیا جناب امیر کو عائشہ

بلکہ ام ابان کے برابر بھی قدرت نہ تھی جو ایسے قصد سے خلیفہ کو باز رکھتے

[illegible] جناب امیر ما نا ہم الا شجعون نفس فخر المرسلین باین علو ہمت اس

افحش طریقہ سے بلا عقد و نکاح اپنے پارہ جگر بضعۃ خیر البشر کو اس تشنیع سوء

[illegible] مسجد بن جس سے کشف ساق و تقبیل و ضم صدر وغیرہ اوسکا [illegible]

[illegible] ہاشم کو جنپر غیرت و حمیت کا خاتمہ ہے [illegible]

[illegible] جو شخص صاحب عقل و انصاف ان تاریخ کا

[illegible] خدا و رسول ہوگا تو [illegible]

[illegible]

کی اسقدر ضرورت ہی تھا اکب مان سکتے ہین کہ خلیفہ دوم بخیال حق تلفی ابوبکر
اونکی بیٹی ام کلثوم کے عقد سے باز آئین اور بغرض حق تلفی رسول و ایذای
اہلبیت طاہرین وابطال احکام سید المرسلین اس جبر شدید کے ساتھ
عقد کرین اور موذی خدا و رسول بنین حاشا وکلا ہرگز عقلاء و منصفین اہلسنت
اسکو نہین مان سکتے اور بدون ابطال و تردید ان روایات موضوعہ کے
اونکو چارہ نہین چنانچہ انشاء اللہ غلطی اور موضوعیت ان روایات کے
بنا بر اصول اہلسنت ثابت کیجاتی ہیں گو کہ محض یہی امور عقلیہ بدیہیہ اسکے رد و
ابطال کے لیئے کافی تھے اور ہین لیکن چونکہ اہلحق مثل اہلسنت بحمد اللہ پرستاران
بنی امیہ و بنی عباس ہٹ دھرم و ناانصاف نہین ہین بلکہ مدار اونکی تقریر و
تحریر کا احقاق حق و تحقیق امر واقع پر رہتا ہے لہذا مین ابھی اون احکام علماء
منکرین وقائع صحیحہ کو تکذیب و انکار مین اس واقعہ موضوعہ و غلط کی جاری
نہین کرتا بلکہ خاص حکم فاضل رشید کو بھی جو دربارۂ تکذیب و ابطال حدیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ چاریار کہا کہ چونکہ یہ حدیث صحیح مستلزم
شناعت قطعیہ چاریار ہے لہذا باتفاق فریقین رد و ابطال یا تاویل اوسکا
واجب ہے جاری نہین کرتا بلکہ صرف یہی کہتا ہون کہ عقل و نقل کو ملاکر
امانت و دیانت کے ساتھ تاریخی واقعات سے جانچ کر اسکے
عدم وقوع یا وقوع کا یقین کرو اگر اسکے ساتھ ان [illegible]
[illegible]
[illegible]

نہ اونکی روایتین دیکھو بلکہ صرف اپنے ہی علماے اہلسنت کے (جو صحابہ بلکہ خلیفہ دوم کے فدائے خاص اور جان نثار ہین اور اہلبیت طاہرین کے دشمن یا غیر طرفدار) اقوال سے تطبیق دے لو اور جمع و توفیق کر لو انشاءاللہ بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ یہہ نکاح واقع ہوا نہ اس قصہ کی اصلیت ہے راویون نے یا بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین آکر دو تین ہمنامون کے قصے دوسری طرف جوڑ دئے یا بے ایمان جھوٹے راویون نے جان بوجھکر اس غلط قصہ کو گڑھا اور جھوٹی تہمت لگاکر اپنے موضوعات کو مشہور کر دیا اور اونکے بعد والی علماء نے بلا غور و تامل بلا تحقیق و تفحص اوسکے نقل کی یا وہ بھی اوسی وضع و افترا اور جعل و تہمت مین اونکے شریک غالب ہوئے لہذا اسکی تحقیقات واقعی بر بنیاد دو اصول دو مقالوں مین کیجاتی ہے

مقالہ اولے بر بنیاد اصول اشتباہ رواۃ ہر صاحب عقل سلیم و فہم مستقیم اگر ذرہ غور و تامل سے کام لے اور دامان انصاف ہاتھ سے نہ دے تو بالیقین معلوم کریگا کہ اگر رواۃ اس قصہ کے بفرض التسلیم بالعمد مرتکب کذب صریح و افترائے فضیح نہین ہوے تو نقل واقعہ مین مبتلائے اوہام [illegible] ہوے اور کسی وجہ سے خصوصًا بجہت اشتراک نام مشتبہ ہوکر [illegible] مختلف [illegible] کے واقعات کو شخص واحد کیطرف منسوب کر دیا [illegible] تحقیقات [illegible] اصل کیفیت واقعہ لکھتا ہون پھر اوسکی [illegible]

که جهانتک کتب سیر و تواریخ و احادیث اہلسنت پر اسماده مین نظر ڈالیجائے
اور تحقیقات واقعی کیجائے وہانتک یہہ امر یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ کسیطرح
نہ یہہ عقد واقع ہوا نہ کوئی تذکرہ اسکا آیا بلکہ اصلیت اسکی اسقدر معلوم ہوتی ہے
کہ چونکہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابو بکر سے جو بعد ابو بکر پیدا ہوئے تھے
اپنے ایام خلافت مین عقد کرنا چاہا اور عایشہ کو اسکا پیغام دیا ام کلثوم
مذکورہ نے انکار کلی کیا اور خلیفہ دوم کی شدت و خشونت و غلاظت و فظاظت
کے سبب سے بالکل ناپسند کیا تو بی بی عایشہ نے مضطر ہوکر عمرو عاص
حیلہ ورکو بیچ مین ڈالا اوسنے اس عقد کے ہونے سے لزوم حق تلفی ابوبکر
کا خیال دلاکر عمر کو روکا پس یہہ ایک مادہ اصرار و انکار کا راویونکو ہاتھ لگا جسکو
کل روایات عقد مین بیان کرتے ہین اور انکار ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ
بھی اصل انکار و اصرار کا موید ہوا دوسرا امر باعث تیقن بوقوع عقد یہ ہوا
کہ چونکہ خلیفہ دوم کی ایک زوجہ جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین تھی جس سے
زید بن عمر متولد ہوا اور ماں در و بیسر نے بوقت واحد ایام معویہ مین وفات پائی
اوس زوجہ کا نام ام کلثوم تھا اور صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے ام کلثوم بنت
عقبہ ابی معیط سے عقد کیا کہ وہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم ہوئین پس یہہ دو [illegible]
وجہ تیقن بوقوع عقد بعد انکار کہ ہوا ایک ام کلثوم کا انکار کرنا دوسرے ام کلثوم
کا زوجہ عمر ہونا جاہلیت اور اسلام مین [illegible]
[illegible]

انکار کیا ادہر سے اصرار ہوا آخر عقد واقع ہوا اور اوسنے زید پیدا ہوے
اور ماں بیٹے نے ساتھہ بوقت واحد بعہد معاویہ وفات کیا اور جناب امام حسینؑ
نے نماز جنازہ پڑہے پس دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف روایات
کو نام کے اشتراک کے سبب سے جناب ام کلثوم علیہا السلام کیطرف
خواہ بالعمد خواہ بالاشتباہ منسوب کیا اور انحضرت کو سرمایہ افتخار بنا تیہ آیا
کہ عمر بن الخطاب کا عقد دختر جناب امیرؑ سے ہوا یہ اصل واقعہ ہے
کہ عمر بود کا قصہ نقل کالاصل بنا **امر دوم** یعنی دلایل ان دعوے دنکی
پس دعوے اول یہہ ہے کہ ایک ام کلثوم دختر ابو بکر تھی اثبات اسکا اصل
کتاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم مین اصابہ سے فی معرفۃ الصحابۃ اور اسماء الرجال
مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی اور تاریخ الخلفاء سیوطی اور صحیح مسلم اور موطا
امام مالک اور کنز العمال اور کتاب کامل علامہ ابن اثیر جزری وغیرہ سے
کیا گیا ہے یہاں صرف عبارت شیخ عبد الحق دہلوی کے ترجمہ پر اکتفا
ہوتا ہے کہ ابو بکر کے دخترون کے ذکر مین فرماتے ہین لیکن بیٹیاں پس عائشہ
خواہر عبد الرحمن اسماء بنت ابو بکر خواہر عبد اللہ بن ابی بکر جو سب سے
بڑی تھی اور ام کلثوم سب سے چھوٹی تھی [illegible]
ام کلثوم دختر ابو بکر کا وجود ثابت ہوا باقی رہا [illegible] دوم یعنی قصہ
[illegible]
[illegible]

امر دوم یعنی دلائل ان دعوے کی

عقد کرنے کا قصد کیا اور عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم نے انکار کیا اور کہا یہ
مرد شدید خشن العیش ہے کہ دروازہ خیر اپنے ازواج پر بند کرتا ہی تیوری
چڑہائے گہر مین آتا ہے اور ناک بہون چڑہائے باہر جاتا ہے مین ایسے
شخص سے نکاح کرنا نہین چاہتی تا آخر روایت جو سابقاً مذکور ہوی
اور رجال مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی مین ہے کہ ابو بکر نے عایشہ سے وصیت کی
کہ مجھے القا ہوا ہے کہ میری زوجہ حبیبہ بنت خارجہ سے لڑکی پیدا ہوا اوسکے
بارے مین نیک وصیت کرتا ہون پس بعد موت ابو بکر لڑکی پیدا ہوی عایشہ نے
اوسکا ام کلثوم نام رکہا عمر نے اوسکا خطبہ کیا تو ام کلثوم نے انکار کیا
اور عایشہ سے کہا کہ تم مجھے عمر سے بیاہتے ہو حالانکہ اوسکی شدت وخشونت
عیش سے بخوبی واقف ہو واللہ اگر یہ نکاح اوس سے کیا تو مین قبر
رسول پر جاؤنگی اور اسکی فریاد کرونگی ہم ایسے شخص سے عقد کرینگے
جسکی بدولت دنیا سے متمتع ہون پس عایشہ نے عمرو عاص کو بلایا
اور یہ قصہ سنایا عمرو عاص نے کہا ہم تمہاری کفایت کرینگے پس عمرو عاص نے
بمکر وحیلہ عمر کو اس عقد سے روکا اسمین تہے پس ام کلثوم دختر ابو بکر سے عمر کا
قصد عقد کرنا اور اوسکا انکار بلکہ قبر رسول مختار سے فریاد کرنے کا عزم بنا بر
وقوع عقد اور عایشہ کا اضطرار بخوبی ثابت ہو لیکن وقوع عقد عمر کا ثبوت
کہ خلیفہ دوم کی زوجہ کا نام ام کلثوم تہا پس ثبوت اسکا ... [illegible]
[illegible]

رجال مشکوۃ صفحہ ۶۱۱

مندرج ہے یہان اصابہ اور کامل سے اثبات کیا جاتا ہے اصابہ

مین ہے ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ عمر بن الخطاب والدہ عبید اللہ

بن عمر ذکر اوسکا بخاری مین بھی آیا ہی بلا ذکر نام اور کتاب کامل مین ہے عبید اللہ بن عمر اور زید

اصغر کی مان ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ ہی کہ اسلام نے دونون مین جدائی ڈالدی انتہی اسی

عبارت سے دعوی چہارم یعنے زید بن عمر کا شکم ام کلثوم مذکور سے ہونا بھی

ثابت ہوا ہان یہان یہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم بسبب اسلام تو

خلیفہ سے علحدہ ہوگئین پھر وہ یقین کہان جو محل اشتباہ رواۃ مین پیش کر سکین اور

اسکے قایل ہوتے کہ خطبہ و انکار ام کلثوم دختر ابوبکر و زوجیت ام کلثوم

سابقہ نے رواۃ کو مشتبہ کیا مگر یہ شبہہ محض واہی ہے کیونکہ جب اشتباہ

ہی ہے تو پھر رہنے کی کیا ضرورت ہی اشتباہ تو بلا وجود بھی ہو جاتا ہے

چہ جائیکہ یہان تو وجوہ بھی قائم ہے گو بفرض و تسلیم اوسکو زمانہ ممتد گذرا ہو

مدت تک زوجیت ام کلثوم کی خود اسلام کی حالت مین ثابت کرتا ہون

کیونکہ اس ام کلثوم کے پسر زید کو زید اصغر کہتے ہین اور حضرت ام کلثوم کے

فرضی پسر کو زید اکبر بس ضرور ہے کہ زید اصغر چھوٹے ہون زید اکبر فرضی

[illegible] بعد ان قبلت ام کلثوم بنت جرول [illegible] زوجیت خلیفہ دوم

[illegible] زید اکبر فرضی کے بعد تک جو متصل ہو [illegible] وفات خلیفہ دوم

[illegible] حضرت عمر کی بھی [illegible] ام کلثوم خزاعیہ مذکور [illegible]

شمار افراد صحابہ مین ضرور ہوتا حالانکہ کوئی اونکو اصحاب مین سے نہین کہتا بلکہ تابعی کہتے ہین چنانچہ شاہ عبدالحق نے صرف عبداللہ بن عمر کو صحابہ مین شمار کیا ہے اور عبدالرحمن اکبر برادر حقیقی عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ عہد رسول مین پیدا ہوا اگر کوئی حدیث یاد کرتے نوبت نہ آئی پس بخوبی ثابت ہوا کہ ایام ہدنہ یعنے زمانہ صلح حدیبیہ مین خلیفہ دوم سے اور اونکی زوجہ ام کلثوم سے مفارقت نہین ہوئی پس یہ بیانات اونکے غلط ٹھہرے علاوہ اسکے اس بنیاد پر کہ ایام ہدنہ مین مفارقت ہوئی بیہودہ فضائل خلیفہ دوم کہ بدولت انکی اسلام کے اسلام کو قوت ہوئی عبادت خدا علانیہ ہونے لگی ہوا ہوتے ہین کیونکہ جب انکی اسلام خشونت الایام نے اتنی بھی تاثیر کی کہ اپنی بی بی کو مسلمان بناتے تو دوسرون مین کیا تاثیر ہوگی یہ صفت خلیفہ اول ہی کے لئے مبارک رہنے دین کہ تا بہ فتح مکہ نہ اونکے باپ مسلمان ہوے نہ بی بی نے اسلام قبول کیا نہ بیٹی نے بلکہ عبدالرحمن بن ابوبکر تو بروز فتح مکہ لڑنے آئے تھے جب اونکے پدر شفیق شیخ عتیق ابوبکر صدیق کو ہوش آیا انکی یعنے خلیفہ اول کی زوجہ کو البتہ ایام ہدنہ مین طلاق ہوا کیونکہ وہ کافرہ ایسی جابرہ تھی کہ کسیطرح اسلام قبول نہ کیا آخر جدائی ہوئی خلیفہ دوم کی کہان اتنی تاب تھی کہ اپنی بی بی کو کافرہ رہنے دین جن بہنوئی کے مسلمان ہونے پر تو مشتعل ہوا کہ گھر مین گھسکر خوب زدوکوب کی جب مسلمان

[illegible]

کہ وہ بیان انکار محض غلطی ہی علاوہ بران خود ازالۃ الخفا مین بہت سی امور ایام خلافت کی
ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم کیطرف منسوب ہین چند روایتونمین اسکا تذکرہ ہی جس سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم
زوجہ سابقہ زوجیت مین ہی ہیں قول ان علما کا بمفارقت ام کلثوم سابقہ غلط ٹھہرا ب ہیانقدر ت خدا
دیکھنا چاہئے کہ اگرچہ یہہ وجوہ دفع شبہ کے لیے کافی ووافی تہی مگر چونکہ ان
علمای اعلام کے اقوال مین مذکور تہا کہ جب آیہ لا تمسکوا بعصم الکوافر نازل ہوا تو خلیفہ ثانی
ام کلثوم مذکورہ کو طلاق دیا جیسا کہ اصابہ ابن حجر عسقلانی مین ہے تو
اسکی تحقیقات کے لیئے تفاسیر اہلسنت پر نظر ڈالی خصوصًا تفسیر کبیر
امام فخر الدین رازی پر توجہ ہوی مگر کہین سے اس قول کی تصدیق نہ
ہوی کیونکہ یہہ نہ لکہا کہ اس آیہ کے نزول کے وقت خلیفہ دوم نے اپنی
زوجہ سابقہ ام کلثوم کو یا دیگر ازواج کو طلاق دیا ہو بلکہ برعکس اسکے
یہہ فائدہ جدیدہ حاصل ہوا کہ بعد نزول اس آیہ کے خلیفہ دوم نے
دوسرے ام کلثوم سے بمقام حدیبیہ جہان انکو ثبوت جناب رسالتمآب صلے اللہ
علیہ والہ مین شک ہوا تھا عقد کیا پس اب دو ام کلثوم جاہلیت اور اسلام کے
ملاکر انکی زوجیت مین در آئین ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید
عبید اللہ جاہلیت سے عقد مین تہے دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی
[illegible] سے بعد نزول آیہ مذکورہ عقد کیا چنانچہ تفسیر کبیر مین ہے بذیل
[illegible] مذکور [illegible] سے [illegible] ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی
[illegible]

بھی بھاگ کر آئے پس کفار قریش سے اعزا اور اقربا ام کلثوم کے آنحضرت کے
پاس آئے اور کہا کہ حسب شرائط صلحنامہ ان لوگون کو واپس کیجئے آنحضرت
نے عمارہ اور ولید برادران ام کلثوم کو حوالہ کردیا جب ام کلثوم کی استرداد
کا دعوے کیا تو فرمایا وہ شرطین دربارہ مردون کے تھین نہ دربارہ عورتون کے
اور بروایت ضحاک آنحضرت نے فرمایا کہ شرط یہہ تھی کہ اگر کوئی عورت بحالت کفر
آئے تب واپس کرین اور اگر مسلمان ہوکر آئے اور شوہردار ہو تو جو کچھہ اوسکے
شوہر کا خرچ ہوا ہو پھیر دین پس بنا بر اسی قاعدہ کے آنحضرت نے
ام کلثوم سے بحلف پوچھا جو اوسنے بیان کیا حضرت نے دیدیا بعدہ
عمر نے اوس ام کلثوم سے عقد کرلیا انتہے پس اس روایت سے بعوض وقوع
طلاق ام کلثوم زوجہ ایام جاہلیت وقوع عقد خلیفہ دوم ام کلثوم بنت عقبہ
بن ابی معیط کے ساتھہ ثابت ہوا والحمد للہ مین سمجھتا ہون کہ شاید رواۃ اہلسنت کو
یہان بھی اشتباہ ہوا کہ قرار ام کلثوم کو زوجیت عمرو عاص سے خلیفہ دوم کیطرف
بتقارب اسم بطور طلاق منسوب کردیا اور روایت کرنے لگے کہ خلیفہ دوم نے
ام کلثوم کو طلاق دی یا بغرض مساوات خلیفہ اول بعد ایسی نسبت کے
مرتکب ہوئے ہون کیونکہ یہ توقت ہدنہ زوجہ ابوبکر و ابوبکر سے منافقت [illegible]
[illegible] سے بہ کیف میرا دعوے بخوبی ثابت ہوا کہ ام کلثوم خلیفہ [illegible]
[illegible] اہلسنت [illegible] انکی زوجیت میں تھی [illegible]
[illegible]

ام کلثوم کہتی ہین و ہذہ عبارتہ و عاصم امہ ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ا

حمی الدین یعنی عاصم بن عمر کی مان ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ہے

پس یک نشد دو شد بلکہ سہ شد کی بخوبی تصدیق ہوئی باقی رہا دعوے پنجم یعنے

اسی ام کلثوم اور زید ان بیٹے نے وقت واحد مین بعہد معاویہ وفات

کیا پس ثبوت اسکا خود اسے سی ظاہر ہے کہ جناب ام کلثوم دختر جناب امیرؑ

اپنی بھائی جناب سید الشہدا ارواحی لہ الفدا کے ساتھ معرکہ کربلا مین شریک

رہین اور سارے ظلم و جور و ستم و مصائب و آلام مین اپنے بھائی امام حسینؑ

کے غمخوار رہین اور بعد شہادت سید الشہدا ایک مدت تک اسیری مین آلام

سہا کین پس اگر حضرت ام کلثوم نے عہد معاویہ مین وفات پائی ہوتی جیسا

کہ رواۃ اہلسنت کا بیان ہے تو معرکہ کربلا مین جو اسکی مدت بعد ہوا کیونکر

شریک ہوتین اور کاہیکو یہ مصائب و آلام جھیلنے پڑتے پس معلوم ہوا

کہ وفات کرنیوالی اپنے بیٹے زید کے ساتھ بعہد معاویہ دوسری ام کلثوم

ہے یعنے زوجہ سابقہ خلیفہ دوم اور شریک معرکہ کربلا دوسرے ام کلثوم

ہین یعنے دختر جناب امیرؑ خواہر جناب امام حسینؑ ہر دونون مین کوئی واسطہ

[illegible] صرف نام کے اشتراک نے رواۃ کو شبہ مین ڈالا اور بوجہ شہرت [illegible]

[illegible] دو اور جو نیتون کے مختلف قصے اوسپر منسوب ہر اور [illegible] صورتیکہ

[illegible]

[illegible]

یہ امر روزمرہ کے مشاہدہ اور ہر روز کے تجربہ سے ہر شخص پر مثل بدیہیات
کے ظاہر ہے کہ جو امور ہماری نگاہوں کے سامنے ہوتے ہین اور ڈس نہیں
بلکہ سو ہزار اوسکے دیکھنے والے ہوتے ہین دیکھی ہوی بات مین دوسرے وقت
کیا دہوکے واقع ہوتے ہین حتی کہ ان مشاہدات مین جسکی زیارت و حفاظت
اثار مین لوگ کوشان رہتے ہین ایسے دہوکے پڑتے ہین کہ اصل امر کا
دریافت محال ہوجاتا ہے چنانچہ مولوی حیدر علی دربارہ عدم تعیین قبر مطہر
جناب سیدہ نساء العالمین بضعۃ خیر المرسلین کہتے ہین اگر مرادش انیست کہ از
عبارت کتاب مسطور دریافت میشود کہ مقام قبر او معین نیست پس مسلم است
بسیارے از قبور بزرگان در صدر اول معلوم بود بعد ازان بجہت بعد زمان
و تقادم عہد اختلاف روایات بیش از بیش پیدا شد و تحقیق آن کما ینبغی بپہلوے
استحالہ رسید کما فی ازالۃ الغین پس جب ایسی قبر مبارک جو زیارت گاہ عام
مسلمین تھی باوصف سعی ضابطین آثار و حافظین اسرار و اخبار یون محو ہوے
کہ تحقیق اوسکی ہم پہلوے محال قرار پائی تو واے بر حال اخبار سامعہ کہ
مدار اوسکا نقل و حکایت پر اونہین مشاہدات کی ہے جو یون محو و سہو کی جاتی ہین
بہر کیف جب ان مشاہدات کی نقل ہونے لگی تو خود دیکھنے والے اوس
ایک واقعہ کو کئی طرح سے بیان کرتے ہین اور سننے والے لوگ اون
اخبار سامعہ کو کتنے مختلف طور سے سنتے ہین اور اسی طرح جب نقل اوسکی
مختلف ہوتی [illegible]

اسباب اشتباہ

ص ۵۹۱

واقعہ تو غایب ہو جاتا ہے اور سیکڑون ہزارون اضافہ ہو جاتے ہیں
پس جیسی آنکھونکی دیکھی بھالی باتونمین یہ شگوفے پیدا ہوتے ہین رائی کا پہاڑ
بن جاتا ہے تو جن خبرون کو تیرہ سو برس گذر گئے اوسکی کیا حالت ہوگی
جنکا لکھنا پڑھنا ہوا بھی تو دو سے برس کے بعد کہ اونہین سنی سنائی باتونکو
لوگون نے لکھا اور سنا بھی ونکی زبانی جو ایکطرف کے پکے طرفدار
دوسری طرف کے پورے دشمن تھے اور جسطرف کے طرفدار تھے وہ سب
امرا اور سلاطین تھے آل رسول کے جانی دشمن جو صرف اس غرض سے
کہ اہلبیت رسول کے توہین اور ان امرا کے اور اونکے بزرگون کی مدح و ثنا
مین احادیث وضعی بنائی جایئن ہزارون کرورون روپیہ انعام مین صرف
کرتے تھے اور بنانے والے بھی ایسے تھے کہ خوشامد مین کبوتر بازی
وغیرہ کے لیئے خود رسول پر تہمت لگا دیتے تھے پس ان سب حالات میں روایات
کا موضوع ہو جانا اور غلط ٹھہر نکالنا مشتہر ہونا خرافات اور بدیہیات سے ہے
اور جب بدون ان امور کے بلکہ بلا اسباب اشتباہ ... اشتباہ و غلط خبرین بنا
اہلسنت مین معلوم ہین تو یہان باوجود اسباب اشتباہ بلکہ قرائن موضوع و جعلی
... تحقیق یا اشتباہ و جعل ہو پس ایک سبب قوی ... اشتباہ
... نام ... جعفر بن ... ایک ... نام ... ہو ...
... ام ... بن ... عمر ... علیہ ...
[illegible]

بلکہ تفریق کرنا اور علیحدہ کرنا خود نہایت مشکل کام ہے عجب بخاری سا عالم
امام فن حدیث ایسے اشتباہ مین مبتلا ہوا کہ مکہ کے قصہ کو مدینہ کے قصہ
مین ملا کر اپنی صحیح مین داخل کر دیا اور تفریق نہ کر سکا تو دوسرونکا کیا ذکر ہے
اور جب خود امام اعظم ابو حنیفہ کے بارے مین بہت سے علماے اہلسنت کو
ایسی حادثہ پیش آیا تو عورتون کے بارے مین اشتباہ ہونا کیونکر تعجب انگیز ہو سکتا ہے
جنکی شان سے مستوریت ہو اور تحقیق کی کوئی ایسی ضرورت نہین دوسرا سبب
اشتباہ یہ ہے کہ چونکہ حضرت ام کلثوم و زینب دختران جناب امیر و نواسیان
حضرت رسولؐ کے بسبب عظمت و جلالت و منتہاے شرافت و کرامت
نہایت درجہ مشہور ہیں کہ قریب قریب ہر شخص انسے واقف تھا اور
بخوبی انکو جانتا تھا تو اب ممکن ہے کہ جو واقعہ بہ نسبت نام ام کلثوم کے
سنا گیا وہ بلا تحقیق و تفحص ان حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب ہو گیا کیونکہ
قاعدہ ہے واقعات و حالات انہین لوگون کے زیادہ تر مذکور ہوتے ہین
جو کسیطرح کی شہرت رکھتے ہون ورنہ گمنامون کو کوئی اتنا پوچھتا بھی نہین
نہ اونسے واقف ہوتا ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ ابن حجر
عسقلانی نے روایت شراح بخاری ابو بکر مین بہی سی شہرت کو پیش کیا ہے
تیسرا سبب اشتباہ انکار ام کلثوم دختر ابو بکر سے ہے عقد عمر سے کیونکہ ولادت ام کلثوم
[illegible] سے ہے [illegible] انتقال فوراً طرف حضرت ام کلثوم
[illegible]

دوسرا سبب

تیسرا سبب

ابتک نہین معلوم ہے اور بالخصوص ابوبکر کی دختر ام کلثوم سے تو اور بھی
ناواقف تہی کیونکہ مشہور بیٹیان اونکی اول درجہ تو بی بی عایشہ تہین بعد اونکے
اسما حالانکہ اسما انمین سب سے بڑی تہین مگر جسقدر لوگ بی بی عایشہ سے
واقف ہین اسما سے ہرگز اوتنا کوئی آشنا نہین پھر ام کلثوم دختر ابوبکر سے
واقفیت کیونکر ہوتی اور خود اسکی پیدایش بہی تو بعد وفات ابوبکر ہے
پس محض گمنامی ہی کی حالت مین رہے تو اب جسنے خطبہ ام کلثوم کو
سنا تہا اور فوری طرف حضرت ام کلثوم ع کے ہو اٹہا نیا جب او سکے ساتہ
ام کلثوم کے انکار کو سنا تو اب یقین کلی ہوگیا کہ یہ وہی ام کلثوم دختر جناب
امیر المومنین ہین نہ دختر ابوبکر سے اور انکار عقد عمر سے کیا مناسبت پس
بلا تحقیق و تفحص او نہین پاک سیدہ کیطرف سارا واقعہ منسوب ہوا جو نواسی
رسول تہین کہ بوجہ عظمت و جلالت او نسے سب واقف تھے اور نہین ام
ام کلثوم کو طرف جناب امیر ع کے منسوب کیا اگرچہ بعض لوگ تفرقہ کے
لئے حیثیت بھی ذکر کرتے ہین مگر نہ سبکا یہ قاعدہ کلیہ ہے اور نہ ہر جگہ ہو سکتا
[illegible] اونکو خاص کر اسکا خیال رہتا ہے جو جانتے بالعمد [illegible]
[illegible] ترکیب کیجاتی کہ لوگ مشتبہ ہو جائین جیسا [illegible]
[illegible] بہی تہی کہ علاوہ کذب افترا کے بالعمد مرتکب تدلیس تلبیس
[illegible] ہوا [illegible] کیطرف [illegible]

خلیفہ دوم سے بہ نسبت جناب امیر اور اہلبیت طاہرین بخوبی واقف تھے
خواہ زبانی اقرار کرین یا نہ اور انکی شرافت نسبی سے بھی بخوبی آگاہ تھے
جیسے اکثر صحابہ موافق آئے تھے ہیں جب سنا کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی
اور ادہر سے انکار ہوا تو بوجہ شہرت سیکو اسیطرف تبادر ہوا کہ ام کلثوم بنت
جناب سیدہ سے خواستگاری کی ہوگی اور جب وہ روایتین سنین جنمین
تخاطب خلیفہ دوم سے اپنی زوجہ سابقہ ام کلثوم سے کہ اکثر مقام پر بلاذکر
بنتیت وغیرہ نام ام کلثوم لیکر پکارا اور حکم کیا یا بلایا وغیرہ وغیرہ جو اکثر روایات
متعلقہ ایام خلافت مین مندرج ہے تو گمان غالب قریب بیقین حاصل ہوا کہ
عیاذاً باللہ انہین حضرت ام کلثوم سے انکا عقد ہوا اور یہہ حالات انہین کے ہین
اور جب یہہ سنا کہ ام کلثوم زوجہ عمر و زید بن عمر ماں بیٹی نے بوقت واحد
وفات کیا اور جناب امام حسین نے نماز جنازہ پڑہی تو یقین کلی ہوگیا کہ
یہہ وہی جناب ام کلثوم دختر جناب امیر ہین پس بلا تحقیق و تفحص اسکے
مطلب یہہ کہ عمر کونسی ام کلثوم ہے اور زوجہ خلیفہ دوم جس سے اکثر روایتون مین
خطاب کرنا اور حکم کرنا اور تکرار ہونا منقول ہے کونسی ام کلثوم اور اپنے
بیٹے زید کے ساتھہ مرنے والی کونسی ام کلثوم ہے قبول کر لیا کہ بر بنائے دعوی
ظلم و ستم سے عقد واقع ہوا اور یہہ امور متذکرہ بالا انہین حضرت ام کلثوم سے
متعلق ہین اور [illegible] خیال [illegible] ہوا [illegible]
[illegible]

درج روایت کیا پانچواں سبب تشتباد اضطراب عائشہ ہے کہ عمرو عاص حیلہ جو سے تھے جس سے بالبدیہہ معلوم ہوا کہ انکو ایسا انتشار و تردد ہوا کہ آخری درجہ عمرو عاص کی کید و مکر سے کام لیا گیا پس ضرور ہے کہ قبل اس [illegible] کے اور لوگوں سے صلاح و مشورہ لیا ہو کیونکہ مکر و فریب سے کام [illegible] درجہ مجبوری ہوتا ہے اور اوس عہد کے واقعات سے ظاہر ہے کہ ہر شخص وقت مصیبت جب مراہم ہوتا تھا تو جناب امیر کی طرف رجوع کرتا تھا حتے کہ خلفا کا کام بھی بغیر علو ہی نہین چلتا تھا پس اوسی بنیاد پر ممکن ہے کہ حضرت نے عائشہ کے اسباب مین امداد کی ہو اور حسب خواہش اونکے خلیفہ کی فہمائش فرمائی ہو اور یعنی صغر سنی ام کلثوم دختر ابوبکر کو ظاہر کیا ہو چونکہ خلیفہ اپنے عال کی سے بخوبی واقف تھے اور صحابہ بھی گاہی گاہی فرح وغیرہ مین ہو آجایا کرتے تھے وہی خیال خلیفہ کو اس عذر پر پیدا ہوا ہو کیونکہ یہی سب سے پہلے [illegible] کا خیال گذرتا ہے کہ شاید اس مصلحت کے قائل ہی نہین جاتے اور بالخصوص جناب امیر کی دخل اندازی نے ان خیالات کو خوب ابھارا ہو چنانچہ اوس عبارت کامل سے بھی [illegible] [illegible] فہمائش عمرو عاص ہویدا ہے کہ جب عمرو عاص نے کہا ہم [illegible] ہین کہ معاذ اللہ تم ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا [illegible]

[illegible]

اور پہر خلیفہ نے حضرت سے کہا ہوا چہا ہیٔ حیدر و دیکوہین کم سن ہی (جیسا ثم بیان کیے ہو
یا نہ حضرت نے عایشہ کو سمجہا بوجہا کر بہوا دیا ہو نا واقفون نے یہ سمجہا کہ خود
حضرت نے عیاذا باللہ اپنی دختر نیک اختر کو عمر کے پاس بہیجا اور سارا واقعہ
اودہرہی منسوب کردیا اور سامعین کو بہی یقین ہوگیا ہو چنانچہ مولوی حیدر علی
دربارہ اسکے کہ خلیفہ اول کو آنحضرت ص نے لشکر اسامہ کے ساتہ لڑائی پر
جانیکا حکم دیا تہا فرماتے ہین بسیارے از متکلمین و محدثین از مامور بودن
صدیق انکار کردہ اند و شمائینی باوجود صرف تمامی ہمت در رد مغنی جنس
روایتی سبے سر دیا درین باب نیاوردہ و اہل حدیث انمیقولہ بزبان شیعہ اند
کہ صدیق بجیش اسامہ نامزد نبود و اگر کسے گفتہ محتمل ست کہ از لباس ملبسین فریب
خوردہ و بخبث نیت شان پے نبردہ شاید کہ چون ابوبکر برائے اہتمام تجہیز لشکر
یا برائے ترخیص اسامہ ہمراہ او رفتہ باشد کہ عین جہاد فی سبیل اللہ و دلدہی
و غمخواری بود مردم گمان بردہ روایت نمودہ باشند کہ او ہم زیر امیر ست واللہ اعلم
بحقیقة الحال انتہے پس جب رواة اہلسنت ایسے نا فہم تہے کہ اسمین تمیز
نہ کرسکے کون شخص حقیقۃً روانگی لشکر کے ساتہ محکوم ہے اور کون شخص
صرف بغرض ترخیص آیا ہے جس سے رواة علماے اہلسنت نے فریب کہایا
تو ایسی روایت سے اس بارہ مین کیونکر تعجب ہو سکتا ہے کہ اس قصہ کو کہ جناب
امیر نے عایشہ بی بی کو سمجہا بوجہا کر ام کلثوم بنت ابوبکر کو عمر کے پاس
حضرت [illegible] منسوب کردیا [illegible] سمجہا کہ خود حضرت [illegible]

جب انتشار عایشہ دیکھا ہو تو عمر کو سمجھایا بوجھایا یا ام کلثوم دختر ابو بکر کو انکے پاس بھجوایا ہو اس سے یہی ہوتی ہے کہ ابو بکر کی زوجہ اسماء بنت عمیس بعد نوت خلیفہ اول جناب امیر کی زوجیت مین آئین اور محمد بن ابی بکر حضرت کی ربیب بنی اور حضرت ہی کے حفظ و حمایت مین پرورش پاتی تھی پس نہایت ہی درجہ قرین قیاس ہے کہ محمد بن ابی بکر نے اپنی خواہر عایشہ کی اس انتشار و تردد کو دربارہ استدعاے عمر وانکار ام کلثوم بنت ابو بکر دیکھکر خدمت جناب امیر میں عرض کیا ہو یا خود عایشہ نے زبانی انکے کہلوایا ہو یا اپنے سوتیلی مان اسما سے کہا ہو اونہونے جناب امیر سے بات دعاے عایشہ عرض کیا ہو یا بلا استدعاے عایشہ بطور خود مستدعی ہوے ہون کیونکہ انہین اسما سے اور عمر سے دربارہ حقیت بشارہ رسالت فضیلت ہجرت حبشہ نزاع ہی ہوی تھے جسپر اسمانی خلیفہ دوم کو کذبت یا عمر کہا اور بعد اسکے خود حضرت رسالت مآب سے اسمانی شکایت بھی کی فقال

رسول اللہ لیس باحق بی منکم ولہ ولاصحابہ ہجرۃ واحدۃ ولکم انتم اہل السفینۃ ہجرتان

کا ہیجسا یعنی آنحضرت نے بجواب شکایت اسما فرمایا ہرگز عمر کو تم لوگون سے زیادہ حق مین اور نہ تمسے زیادہ اوسے استحقاق ہے عمر اور اصحاب عمر کو ایک ہجرت ہے اور تم لوگ اہل سفینہ کی دو ہجرتین ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے ... ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری فرمایا لکذب من یقول [illegible]

... اسما ... سے ... لوگون سے زیادہ حق ...

ولد عمر معروف حال

و عدہ عمر ... عمیس عند حرم

اسما بنت عمیس ... امرأہ

ابی بکر ... کردہ ... ولدت

... محمد ... حضرت

... وادعو

... معلوم

... وجعوال ...

و ...

... بن ابیطالب

... جعفر بن ابیطالب

... ابی بکر ...

... ولدت

... جعفر ... ابی بکر

ابی بکر ... بعد ...

... ابن ابیطالب

... ولدت ... ابی طالب

بنت ابو بکر کے باستدعاے اسماء عون بن جعفر سے منقر ہو تو ضرور ہے
کہ اسماء نے انکی کوشش کی ہو اور حضرت امیر عہ نے ان وجوہات سے
خلیفہ دوم کی زیادہ تر فہمائش وغیرہ کی ہو و سکو ناواقفون نے اولٹا سمجھا
اور سارا واقعہ انہین دونون حضرات کیطرف منسوب کردیا چھٹا سبب
اشتباہ یہہ بیان ہوا کہ ام کلثوم زوجہ سابقہ و زید پسر پہ جناب امام حسین ع
نے نماز جنازہ پڑہی جیسا کہ شاہ صاحب نے اسکو متواتر کہا ہے حالانکہ عموماً نماز جنازہ
پڑہنے کا وظیفہ متعلق بسلطان و حکام ہے حتی کہ اہلسنت بیان کرتے ہین کہ جناب امام حسن ع
کے جنازہ کی نماز سعید بن عاص حاکم مدینہ نے پڑہی باینہمہ ممکن ہے کہ چونکہ یہان چند
مسائل شرعی کی تعلیم تہی مثل سقوط میراث و تقدیم رجال بر نساء کے اسلئے ضرورت ہوئے
کہ جناب امام حسین ع نماز جنازہ پڑہین کیونکہ حضرت سے بڑہ کر اوس عہد مین کوئی عالم احکام و شرایع نہتا
اور بغیر امام کے یہہ عقدہ حل نہین ہو سکتا تہا اسوجہ سے اسکی شہرت بہی زیادہ ہوئی اور فقہا
مجتہدین نے اپنی سندونمین اسکو ذکر کرنا شروع کیا اور بعد اسکے اپنی ذہنی قرائن لگا کر سمجھ لیا کہ
ام کلثوم وہی خواہر جناب امام حسین ع ہین اور زید اونہین ام کلثوم کی بیٹی اصل امر پر بخوبی مطلع
نہوئی کہ یہہ ام کلثوم وہ نہین ہین بلکہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ خلیفہ
دوم ہے اور زید بن عمر ہین اور حضرت نے بلحاظ قرابت نماز نہین پڑہی بلکہ دوسری ضرورت سے
جسکا بیان سابقا عرض ہوا اور فقہا و مجتہدین اہلسنت ناقلین اس قصہ
کے [illegible] لوگ ہین جنکے نام [illegible] ابن جوزی نے اپنے تلبیس ابلیس مین فرماتے ہین
کہ قدیم فقہا صاحب علم قرآن و حدیث ہوتے تہے اور متاخرین کی [illegible]
[illegible] لوگون سے [illegible]

احوال فقہای امت

کے آخر ور جہ یہ نوبت آئی کہ استدلال وہنکا اون آیات قرآنی سے ہوتا ہے
جسکے معنی بھی نہین جانتے اور اون حدیثون سے سند لاتے ہین جسکی
صحت اور موضوعیت بھی اونکو نہین معلوم اور شاہ ولی اللہ اپنے
رسالہ انصاف مین فرماتے ہین دوسر الطبقہ جو اہل فقہ و نظر کا ہے پس
اکثر اوسکے حدیث نہین جانتے مگر بہت ہی کم کہ اوسکی صحیح کو سقیم سے اور
جید کو ردی سے پہچانکر تمیز نہین کر سکتے بعد اوسکے فرماتے ہین اور وہی
اونکے زمانہ مین فقیہ مشہور اور اونکے شہر و ملک مین بڑا رئیس ہوا گر بادہ اکثر
حالت مین تھے کہ جیکے سے شیطان نے اونمین اپنی ایک حکمت عملی گھسیڑ دی
اور اوسنے ایک بڑا دانو کھیلا اسطرح سے ابلیس نے اپنے خیالات کو اونپر
ٹھیک بٹھا دیا اور بہت لوگون نے اوسکی اطاعت و پیروی کی تا آخرہ ترجمہ
مولوی عبد اللہ اور مولوی بشیر سہسوانی فرماتے ہین اگر منقول سے ہے تو
انہین فقہا سے جو طبقہ سابعہ مین داخل ہین کہ غث و سمین مین فرق نہین
کر سکتے جیسا کہ رسالہ سعی مشکور مولوی عبد الحی مین ہے اور مولوی صاحب
نے اس قول کا کوئی جواب نہین دیا پس جب فقہا مجتہدین اہلسنت کے
[illegible] علم حدیث سے بے خبر ہیں صحیح و سقیم جید و ردی [illegible]
[illegible] مین تمیز نہین کر سکتے بعد شیطان کی اطاعت [illegible]
[illegible] سکتی ہے کہ اصل فقہا [illegible] مین تمیز کرتے
[illegible]

صہ ۵۴
انصاف
ترجمہ مولوی عبداللہ کے
چھپر دی مطبوعہ دبدبہ احمد
صہ ۵۶

صہ ۲۷۲
سعی مشکور

تحقیقات کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ غرض ونکی اصل مسئلہ سے تھی کہ جب
مرد و عورت کا جنازہ ساتھ آئی تو نماز کیونکر پڑہی جاوے اور میراث کیونکر تقسیم
ہوگی جب قول امام معصوم سے صورت مسئلہ معلوم ہوگئی تو اونکو اس تفتیش
کی ضرورت کیا تھی کہ کونسی ام کلثوم تھی کونسی بلکہ مخفی ہی رہنے کی زیادہ
ضرورت تھی تاکہ اپنے مقلدین کو بہکانے کا پورا موقع ملے کہ دیکھو جناب امام حسینؑ
کی خواہر حضرت ام کلثومؑ کا عقد خلیفہ دوم سے ہوا اور انسے زید پیدا ہوے
جب اونکا انتقال ہوا تو خود حضرت نے نماز جنازہ پڑہی پس اب مقلدین عوام الناس
کے بہکنے اور ان قراین کے ساتھ اعتقاد کرنے اور ان فقہا کے بہکانے میں کیا
تامل ہا کہ بقول شاہ ولی اللہ شیطان نے اپنی حکمت عملی دہنین کسٹیرری اور
بڑا داؤن کھیلا اور اپنی خیالات ٹھیک ٹہادی بہرکیف علاوہ انکے اور بہت
سے اسباب اشتباہ ہین جنکو ہمنے اصل کتاب ہین لکھا ہے کہ بعض لوگون نے
بلا کسی عداوت و بغض و حسد اور بلا تہمت و وضع و افترا کے ان واقعات کو
نقل کیا اور روایتین اسکی بیان کی ان وجوہ اشتباہ کے سبب سے مشتبہ ہوکر
ان دونون ام کلثوم کے مختلف واقعات کو تیسرے ام کلثوم ہمنام کیطرف
منسوب کیا اور ان سب قصون کو انہین کا قصہ قرار دیا و روضع و افترا کے
لئے تو اگرچہ اسکی ضرورت نہین ہے کہ کچہ اصلیت ہی ہو مگر یہان کچہ اصلیت
بہی ہوتی ہے [illegible] ان پور [illegible] ہاتہ آتا ہے اور تدلیس روات پوری کار گذاری
[illegible] ہے ہی [illegible] کی [illegible] مشکل [illegible] ہوتی ہے [illegible]
[illegible]

پس تو طبقہ اہل حدیث واثر کا انکی اکثر کوشش وہمت روایات وطرق کی جمع کرنے
اور ان غریب شاذ حدیثون کے طلب کرنے مین صرف ہوتی ہین جنمین اکثر
موضوع یا مقلوب ہین انتہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ کل روایات عقد
ایسے ہی موضوعات اور مکذوبات سے ہین پس جب عموماً اونکی یہ حالت
تو جہان خصوصاً انکو ایسے موضوعات اور مکذوبات کی ضرورت ہے تو انکے
مکر و فریب سے نجات پانا اور اصلی و وضعی مین فرق کرنا کیسا اہم ہوگا الا علی من اعطاہ
اللہ القلب السلیم والفہم المستقیم ولنعم ماقیل ع ان گر لطف خدا پیش نہد گامی چند **مقام چہارم**
دلایل اشتباہ واغلاط رواۃ یعنے وہ دلیلین جس سے معلوم ہو جاوے کہ در
صورتیکہ باوجود علامات وامارات واقعیہ وضع واقرار سے رواۃ موضوعیت
ومجہولیت روایات کے قایل نہون او اقرار باشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک
نام ضرور ہے گو وہ دلایل احتمال وضع مین بھی بخوبی جاری ہون مگر بیان
بربنای اشتباہ سے ہے یہ دلایل پیش کرتا ہون **دلیل اول** صغر سنی ام کلثوم
مختوبہ عمر ہے جسپر روایات اہلسنت کا اتفاق در خود اونکے علما کے تسلیم اتم
مین بشمس ہے جسے کہ اسی صغر سنی سے یہ بات نکالی کہ بواسطہ صغرسن
ظہور رسم شہوت نرسیدہ بود کہ حرام باشد اگر صغیرہ بود وبدین غرض حتی در بابت عمر
نمی فرستاد لیکن اب دیکھنا چاہئے کہ عند التحقیق از روے تواریخ صغر
جناب ام کلثوم بنت امیرالمومنین علیہ السلام وقت خطبہ عمر ثابت ہوتی
یا نہین [illegible] اس امر کی تنقیح سے پہلے [illegible] خطبہ عمر کو سننا [illegible]

من مرد پیر معمر از شصت سال بالا شدہ ام جس سے معلوم ہوا کہ یہہ قصہ بعد
شصت سالگی عمر ہے اور از روے حساب سن شصت سالگی عمر سنہ
ہجری مین ہوتی ہے اور بعض نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ سنہ ہجری مین
عقد ہوا جسکی تکذیب خود اوسیکے آخری جملہ سے ہوتی ہے کیونکہ وہ ہم بستری
کا بھی اوسی سنہ کے ماہ ذیقعدہ مین قایل ہے جسکا وقوع ایسے صغر سنی
کے ساتھہ محال ہے بہرکیف ان مختلف بیانون سے جولازمہ دروغ گوی ہے عقد ہونا
دایر ہے درمیان سنہ ۱۷ اور سنہ ۲۰ ہجری کے اور ان دونون وقتونمین جناب ام کلثوم
بنت امیر المومنین علیہ السلام کا چار سالہ پنج سالہ ہونا باطل محض ہے کیونکہ اگر
سنہ ہجری والا قول مانا جاے تو اوسوقت حضرت ام کلثوم کا سن کم سے کم
بارہ برس ہوتا ہے اور اگر سنہ ہجری کا خیال ہو تو سن حضرت ام کلثوم کا
اوسوقت ۱۵ یا ۱۶ برس کا قرار پاتا ہے کیونکہ مصنفین کتب رجال نے بالاتفاق
لکھا ہے کہ ولادت حضرت زینب و ام کلثوم بعہد کرامت عہد سرور انام جناب
[illegible] ہے جس میں کسیکو اختلاف نہین اور چونکہ کسی نے سن [illegible]
[illegible] جناب [illegible] تاریخ ولادت حضرت ام کلثوم
[illegible] سنہ ہجری ہوتی ہے کیونکہ عقد جناب سیدہ [illegible]
[illegible]
[illegible] سنہ [illegible] ولادت [illegible]

سنہ کو ہوگی کیونکہ بالاتفاق اسقاط محسن سلہ ہجری بعد وفات رسول
لکھا ہے پس اس حساب سے ولادت حضرت ام کلثوم سنہ ٦ ہجری
قرار پائی اور اگر حولین کاملین مع ایام رضاعت کا حساب لیا جاوے
تو سنہ ۸ یا سنہ ۹ ہجری ہوگا کیونکہ بعد اسکے زمانہ ولادت رقیہ اور سقط
محسن کے لئے اقل زمانہ ۳ برس کا ضرور ہے جو سنہ ۱۱ ہجری میں پورا ہوتا ہے پس
از روئے حساب اول یعنے ولادت سنہ ٦ سن حضرت ام کلثوم کا سنہ ۱۷
ہجری میں گیارہ برس ہوتا ہے اور سنہ ۲۰ ہجری میں ۱۴ برس اور از روئے حساب
ثانی یعنے ولادت سنہ ۸ ہجری جس سے کم نہین ہو سکتا سنہ ۱۷ سے تا بہ
نو برس کا سن ہوتا ہے اور تا بہ سنہ ۲۰ ہجری ۱۲ برس کی عمر قرار پاتی ہے پس یہ
بیان کہ حضرت ام کلثوم وقت خطبہ عمر چار یا پانچ برس کی ہتین جو روایات
اہلسنت مین بالاتفاق و بلا اختلاف مذکور ہے غلط ہوا پس جب صغر سنی
ثابت نہوئی تو کل روایات عقد غلط ٹھہری کیونکہ صغر سنی سہو من بالاتفاق
مذکور ہے پس جس روایت کا سرا غلط ہوا دم او تسکی کیونکر رہجاوے گی
علاوہ برآن جب صغر سنی نرہی تو بھیجنا بھی نامحرم کے پاس حرام ہوا
[illegible] کرنا جناب امیر کی نسبت جناب سیدہ [illegible]
[illegible] کیطرف کیجاوے یا بطلان روایات کذائی کا اقرار کیا جاوے
[illegible] نے بنا [illegible] روایات

۹۷ یعنے بعد حسنین علیہا السلام کے اور اولاد جناب سیدہ مین دو دو برس کا تفاوت رکھا جاوے
۹۸ قال الشارح [illegible]

ایضاً متعلق بصغر سنی ام کلثوم اکابر محدثین اہلسنت و اعاظم علماے انکی مثل محمد بن عبد بن احمد مقدسی و شمس الدین محمد بن محمد جزری وغیرہ کے بسلسلہ حضرت ام کلثوم کی جناب سیدہ سے احادیث روایت کرتے ہین جیسے کہ اسنی المطالب مین مذکور ہے اور روایت کرنے کے لئے اقل مراتب ان محدثین نے بالاتفاق یہہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ وقت تحمل روایت راوی کا سن پانچ برس ہو ورنہ اوس سے روایت نہ لیجاویگی

کما ثبت فی اصولہم پس لااقل وقت وفات جناب سیدہ کے کہ سنہ ۱۱ ہجری ہے حضرت ام کلثوم ۴ یا پانچ برس کی ہوئین تو سنہ ۱۷ ہجری مین بارہ برس کے ہونگی ورسنہ مین ۱۵ برس کی پس اس سے بھی دعوی اہلسنت بصغر سنی حضرت ام کلثوم کا اوسوقت مین چار پانچ برس کی نہین غلط ہوا اور مویدا سکی وہ روایات بھی ہین جنمین گواہی دینا حضرت ام کلثوم کا بہ فدک بر وقت طلب شہادت ابوبکر مذکور ہے گواہ میں روایت کو یہہ لوگ مثل دعواے جناب سیدہ و شہادت جناب امیر قبول نہین کرتے مگر یہ نہین لکھا کہ حضرت ام کلثوم اوسوقت قابل ادا ے شہادت کہ اقل مراتب پانچ برس ہے نہتین ازینجاست کہ بروایت صواعق محرقہ جب جناب امیر نے حسنین علیہما السلام سے فرمایا کہ ام کلثوم کا عقد خلیفہ دوم سے کردو تو حضرت نے عرض کیا انہا امرأة یعنے یہہ عورت ہین مثل ہمارے زنان اپنے امور مین مختار ہین جس سے بدو وجہ عدم صغر

تحقیقات مولوی حیدر علی صاحب کا اطلاق عورت بالغہ پر ہوتا ہے نہ کمسن لڑکی
پر اور دوسرے خود مختار رہنا بھی حق بالغہ ہی کا ہے نہ حق صبیہ صغیرہ اور نیز قول
سبط ابن جوزی سے بھی عدم صغر سنی ظاہر ہوتی ہے [illegible] کمسن جنیبہ
کو باتفاق تمامی مسلمانان حرام کہا کیونکہ حرمت اسکی متعلق [illegible]
بہر کیف دعوائے صغر سنی بہر طور غلط ہوا پس [illegible] ساتھ عمر کا خطبہ
کرنا جو اون روایات میں مذکور ہے وہ بھی غلط ہوا کیونکہ اس خطبہ کے
بعد صغر سنی کا بیان ہوا ہے پس اگر اہلسنت قبول کریں کہ یہ روایات یا [illegible]
غلط ہیں تو ہمکو زیادہ کد و کاوش کی ضرورت نہیں ہے ہاں اس صغر سنی کا عذر بہ نسبت
ام کلثوم بنت ابو بکر مخطوبہ عمر یقیناً صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ ولادت اوسکی
باتفاق محدثین سنہ ۱۳ ہجری میں بعد وفات ابو بکر ہے پس سنہ ۱۷ میں اوسکی عمر
پانچ برس کی تھی تو اوسکو چار پانچ کہنا از روے واقعات نہایت درست
دکھا ہے پس بالیقین معلوم ہوا کہ یہ سارا قصہ خطبہ و انکار و اصرار کا اسی
ام کلثوم سے متعلق ہے جسکو رواۃ نے بوجہ اشتراک نام بلا اشتباہ یا با
دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب کیا کیونکہ صغر سنی متفقہ اہلسنت سوا
اسکے دوسری میں نہیں پائے جا سکتے پس اس عذر صغر سنی نے احتمال اشتباہ
رواۃ کو بدرجہ یقین کامل پہونچا دیا اور جب ام کلثوم بنت ابو بکر جملا سے
[illegible] صرف اسوجہ سے کہ اوسنے بلا واسطہ رسول خدا سے حدیث کو
[illegible]

تو ایسے نادانون سے کیا تعجب ہے تنبیہ غالبًا واضعین روایات عقد کے
اس خیال سے کہ اس خواستگاری ام کلثوم دختر ابوبکر مین جو بوقت خطبہ چہار
یا پانچ سالہ تھے خرافت صریحی خلیفہ دوم لازم آتی ہے کہ اس بڑہاپے مین
ایسی کمسن لڑکی سے عقد کرنا چاہا اور بوجہ انکار ام کلثوم بنت ابوبکر انتہائے
عالی نسبی خلیفہ دوم اور عدم قابلیت و نکی ظاہر ہوتی ہے لہذا ان دقتونکا
یون دفعیہ کیا کہ اس قصہ کو جناب ام کلثوم کیطرف منسوب کر دیا تاکہ منقصت
خرافت و رکاکت و دناءت نسب محمدت استحصال شرافت و حق شناسی سے
و خوف و خشیت سے مبتدل ہوجاے جیسا کہ اور سلاطین خلفا کی خرافت
و حماقتونکی اصلاح وزرا و ارکین سلطنت نے یون ہی کی ہے جسکا نمونہ
سر مقدمہ ابن خلدون مین درباره عباسه و ہارون بلکہ بوران و مامون مذکور
ہوا اور جب صحیح بخاری و صحیح مسلم سے انہین خیالات کی بدولت الفاظ
کا ذبًا غادرًا خائنًا آثمًا وغیرہ کو نکال ڈالا ہے تو روایات غیر صحیحہ مین ام کلثوم
بنت ابوبکر کی جگہ ام کلثوم بنت علی بنا دینا اور رکہنا یا لکہنا کون ایسا مشکل
کام ہے از نجاست کم عجب موقع سے اوس حدیث نبوی کو بھی اس قصہ
مین جوڑا ہے جسمین کسیکو غور و تامل کا موقع ہے و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

دلیل سوم یہ کہ روایات اہلسنت مین بیان ہوا ہے کہ عمر ام کلثوم ...
[illegible] ... بنا بر عادات اہلسنت غلط ہے ...
شاہ ولی اللہ ... [illegible]

ہوتا ہے اگرچہ ایک عورت نے روبرو سے خلیفہ تبلاوت آیہ قرآنی وس
حکم پر اعتراض بھی کیا مگر خلیفہ نے اپنا مذہب نہ بدلا اور وہی حکم نزد اہلسنت
حق بنا رہا سکوت خلیفہ صرف بغرض تادب باکتاب اللہ تھا نہ از راہ عجز
اور ناحق ہونے اس حکم کے جیسا کہ شاہ صاحب نے تحفہ مین تصریح کی اور
فرماتے ہین کہ احادیث صحیحہ مین نہی وارد ہے زیادتی مہر سے چنانچہ
حضرتؐ نے فرمایا کہ کمی کرو مہر مین اور بہترین عورت وہی ہے جسکا مہر
کم ہو اور خیر اور برکت زیادہ اوسمین ہے کہ جسکا مہر کم ہو شاہ صاحب
اسکے بعد کہتے ہین کہ آیہ قرآنی سے اگر ثابت بھی ہوتا ہے تو جواز وہ بھی
کراہت کے ساتھ پس جب نصوص نبوی ممانعت زیادتی مہر مین موجود
اور خلیفہ کا مذہب بھی وہی ہے کہ زیادتی نہو حتے کہ بمشکل تمام دو ہزار
تک کی رخصت دی جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے ان عمر رخص ان
یصدق المرءۃ بالفین جس سے اسقدر کی رخصت بھی بکراہت تمام
معلوم ہوتی ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ اسقدر مہر قرار دین اور جناب
امیر او سکو منظور کرین جو تمام ازواج و بنات نبی کے خلاف اور رسم و
رواج خاندانی و آیات و احادیث رسول ربانی کے مخالف ہو علاوہ برآن
خلیفہ کی ناداری کی یہ صورت تھی کہ آخر مرتے وقت بیت المال
[illegible] کے قرضدار تشریف فرما ہوے جسکو حوائج مسلمین
[illegible]

ٹہر قرار دین اس سے بھی معلوم ہوا کہ رواۃ نے بالاشتباہ بوجہ اشتراک
نام ایسا بیان کیا کیونکہ یہہ مہر اد س ام کلثوم کا تھا جو ایام جاہلیت سے
انکی زوجیت مین تہین کیونکہ ایام جاہلیت مین بہت بہت سا مال مہر مین
دیا جاتا تہا یا اون ام کلثوم کا مہر ہو جنسے بمقام حدیبیہ اسلام مین عقد کیا تہا
کیونکہ اوندنون کار وبار خلافت سے تو کچھہ تعلق تہا ہی نہین بلکہ جہہ صفق
بالاسواق ور تحصیل مال ہی سے مشغولیت تہی اور اوسوقت تک خانگی اس مسئلہ مین اجتہاد کی نوبت
نہی آئی ہو گے پس جہان رواۃ نے باشتراک نام اسکو بیان کیا کہ حضرت ام کلثوم
سے عقد ہوا تو ثانی سابق کے دونون ام کلثوم سے کسیکا مہر بہی انکی
طرف منسوب کر دیا **دلیل چہارم** یہہ کہ روایات اہلسنت مین یہہ بہی
بیان کیا گیا ہے کہ بعد فوت خلیفہ دوم عقد حضرت ام کلثوم کا بحبر جناب
امیر علیہ السلام عون بن جعفر کے ساتھہ ہوا اور خود حضرت نے یہہ عقد
کیا اگرچہ بعض علما اسکے قایل ہین کہ بعد عمرؓ پہلے محمد بن جعفر سے عقد ہوا
تب عون بن جعفر سے مگر سبکو اتفاق ہے کہ بعد عمرؓ عون بن جعفر سے
عقد ہوا خواہ مقدم بر عقد محمد یا موخر از ان اب اس امر کو دیکھنا چاہیے کہ
واقعات تاریخی سے کسقدر یہہ صحیح ہے کیونکہ علامہ ابن عبد البر مکی اور
علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ علما نے فن رجال جنہون نے حضرت عون
[illegible] ہے وہ لکہ بالاتفاق ناقل ہین کہ حضرت [illegible]

ازالۃ الخفا ۲۲۴
سرور المحزون شاہ ولی اللہ صاحب ۱۴
اسماء الرجال عبد الحق صاحب
اسد الغابہ
اصابہ
[illegible]

عہد خلافت عمر مین اور اونکی کوئی اولاد نہین ہوئی استغفر اللہ پس برای خدا
غور فرمایے کہ جب عون بن جعفر جنگ تستر مین بعہد خلیفہ دوم شہید ہوچکے تھے
تو پھر بعد عمر اونکا عقد حضرت ام کلثوم کے ساتھ کیونکر ہوا پس جیسے صدر
روایت غلط ہوا ویسا ہی آخر روایت بھی غلط ہوا اور یہان سے اوس
احتمال کی البتہ بخوبی تائید ہوتی ہے کہ یہہ قصہ خطبہ و اصرار و انکار تمام تر
ام کلثوم دختر ابوبکر سے متعلق ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر
کے نسبت اونہین عون بن جعفر سے مقرر تھی ہو اسلئے کہ اسما بنت عمیس
بعد شہادت حضرت جعفر طیار زوجیت ابوبکر مین آئی تھین پس اونہون نے
یہہ نسبت اپنے تیسرے فرزند کی اس دختر ابوبکر سے مقرر کی ہو کیونکہ دو فرزند
اونکے عبداللہ و محمد تو حضرت زینب و ام کلثوم سے منسوب ہی تھے
خالی تھی فقط تو عون بن جعفر اونکی نسبت اس ام کلثوم دختر ابوبکر سے
مقرر کی ہو پس اس صورت مین دوسرا عذر جو روایات اہلسنت مین جناب امیر
کیطرف منسوب ہے وہ بھی صحیح ہوگا کہ جب عذر صغر سنی ام کلثوم دختر ابوبکر
بسبب فرمائش عائشہ حضرت نے بیان کیا ہو اوسکے ساتھ یہہ عذر بھی
[illegible] کیا ہو کہ خلیفہ اوس حکم نبوی کو یاد کرکے کہا نہین کہ جب ایک طرف سے
منگنی ہو جاوے تو دوسرا خطبہ نہ کرے اور اس صورت مین شرکت
صلاحیت بھی [illegible] مین [illegible] کہنے خلیفہ دوم کے
[illegible]

ذکر عون بن جعفر ایضاً
فی عہد رسول اللہ
اسد الغابہ ایضاً اسماء قد استشہد
ایضاً بتستر ولا عقب لہ
ذخائر العقبی صفحہ ١١٢

خود عون کے خیال سے زیادہ کوشش کرینگے حاجت تھی پھر یہ اس
رو سے بھی اشتباہ روات کا قایل ہونا ضروری ہوا ورنہ اسکا اثبات کرین
کہ جو شخص عہد عمر مین مرچکا وہ بعد جلیفہ ثانی زندہ ہوا اور اوسنے نکاح کیا

دلیل پنجم یہ امر بھی اون روایات متذکرہ بالا مین بالاتفاق بیان ہوا ہے
کہ بعد وفات عون و محمد فرزندان جعفر کی بعد دیگرے عقد حضرت ام کلثوم
کا ساتھ عبد اللہ بن جعفر کے ہوا بلکہ خود جناب امیر ع نے یہ عقد کر دیا اور زمانہ
معاویہ مین حضرت ام کلثوم اور اونکے فرضی فرزند زید نے ساتھ ہی وفات
کیا اب دیکھنا چاہئے کہ یہ امر صحیح ہو سکتا ہے یا نہین کیونکہ حضرت عبد اللہ
بن جعفر شوہر تھے حضرت زینب خواہر حضرت ام کلثوم کی اور حضرت زینب
علیہا السلام بھی مثل حضرت ام کلثوم بالاتفاق تا بہ معرکہ کربلا بلکہ بعد اوسکے
زندہ رہین اور کسی نے یہ نہین بیان کیا کہ معاذ اللہ حضرت عبد اللہ نے
جناب زینب ع کو کبھی طلاق دیا ہو پس بدون وفات حضرت زینب ع کیونکر ممکن
ہے کہ حضرت عبد اللہ جناب ام کلثوم سے عقد کرکے جمع بین الاختین کے
مرتکب ہون اور خود جناب امیر ع ایسا نکاح کر جائین تو اب ضرور ہوا کہ یا حیات
حضرت ام کلثوم ع سے تا بہ بعد وفات حضرت زینب قایل ہون جو بعد معرکہ
کربلا ہے یا قایل بعدم وقوع نکاح ہون صورت اول مین ممتنع الوقوع
[illegible] ہے حسین وفات حضرت ام کلثوم بہ فرضی [illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] مذکورہ سے [illegible]
[illegible]

بعد اونکے محمد بن جعفر کے ساتھ بعد اونکے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ
مذکور ہے ہمین اس سے بھی مطلوب اہلحق حاصل ہوا غرض ہر طرف کہ شود
کشتہ شود ما ستعدالست مگر چونکہ روایات واہیہ دونون صورتون کی اہلسنت
کے یہان اس کثرت سے ہین کہ انکار کلی اونکا نہین کرسکتے نہ خود میرے
ابھی فرمائش ہے لہذا ضرور ہے کہ بنابر دات محققین محدثین اہلسنت اوس
قاعدہ پر عمل کرین جو محدثین مین بکثرت جاری ہے جسکا ارتکاب اون دادنے
امرون کے لیے کرتے ہین یعنے یہہ کہ قایل ہُون بوہم واشتباہ
رواۃ کہ راوی لوگ بوجہ اشتراک اسمی مبتلاے مرض اشتباہ
ہُوے اور وہم وخطا مین گرفتار ہُوکر ایک ہمنام کا واقعہ
دوسرے ہمنام کی طرف منسوب کردیا کیون کہ ممکن ہے اوسے
ام کلثوم بنت ابوبکر کا یہہ واقعہ ہے ہو جسکا خطبہ خلیفہ دوم نے
کیا اوسکے انکار سے بے سبب عایشہ مضطر ہوئین جناب امیر
علیہ السلام نے بوجوہات مصرحہ بالا حمایت عایشہ کے ہو اور
بعد رفع فتنہ وفساد اوس ام کلثوم کا عقد عون بن جعفر سے
اور بعد شہادت اونکے عہد محمد بن عبداللہ بن جعفر سے ہوا ہو
کہ راویون نے باشتباہ واشتراک اسمی جناب ام کلثوم کی
طرف منسوب کیا اور یہ نہ سمجھے کہ باوصف زوجیت محمد کے
[illegible] منسوب [illegible]

بہائی زید کے انکو مسمے کیا یہ زید بن عمر ایک خانہ جنگی مین کیسکی ہاتھ سے
زخمی ہوکر مری اور مان اونکے ام کلثوم جو پہلے سے بیمار تہین اونہونے
بہی اوسی روز انتقال کیا دونون کا جنازہ ساتھ آیا جناب امام حسین ۱۲ اور
عبداللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑہ کر دفن کر دیا مولوی حیدر علی صاحب نے بہی اسپر
دعواے تواتر کیا ہے اور اسکی بہی تخصیص کی کہ خاص عہد معاویہ مین یہ
امر واقع ہوا پس اب دیکہنا چاہیئے کہ از روے واقعات تاریخی کہانتک
اسکی تصدیق ہوسکتی ہے کیونکہ اولا انکے یہان اسمین اختلاف ہے کہ ہوا
بہی ہوے یا نہ مگر ہم اوس سے بحث نہین کرتے پہلے زید سے بحث کرتے ہین
کہ اونکو شیخ عبدالحق وغیرہ زید اکبر کہتے ہین اور عبداللہ اور عبدالرحمن بن
عمر کے بعد فکر اولاد عمر مین دیگر اولاد پر انکو مقدم کیا ہے شاہ صاحب کے کلام سے
بہی معلوم ہوتا کہ قبل انکے کوی دوسرا لڑکا عمر کا مسمے بزید نہ تہا کیونکہ اپنے
بہای کا نام رکہا اگر کوی دوسرا زید عمر کا بیٹا ہوتا تو اسکا نام رکہنے کی ضرورت
کیا تہی اور چونکہ یہ عقد آخری وقت مین ہوا پس معلوم ہوا کہ یہی ایک زید
اونکا بیٹا تہا حالانکہ بتصریح صاحب کامل و دار قطنے بنقل شاہ عبدالحق
ثابت ہے کہ زید بن عمر ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ سے
[illegible] جاہلیت سے عمر کی زوجہ تہی گو اسمین اختلاف ہے
[illegible] عمر [illegible] حقیقی زید [illegible] ام کلثوم مذکور سے تہا

اکبر فرضی سے تو وہ روایت غلط ہوتی ہے جسمین طلاق ام کلثوم خزاعیہ بعد
نزول آیہ لاتمسکوا درج ہے کیونکہ جب وہ زوجیت ہی مین نرہی تو زید اصغر
اوس سے پیدا کیونکر ہوا حالانکہ ولادت زید ام کلثوم خزاعیہ سے یقینی ہے
اور اگر یہ احتمال پیدا کرین کہ زید بن ام کلثوم خزاعیہ بڑا تھا اس زید فرضی سے
جسے بطن جناب ام کلثوم سے قرار دیتے ہین تو پھر یہ زید اکبر کیونکر ہونگے
علاوہ برآن جب دو زید بن عمر ہوے دو ام کلثوم سے تو حالات اونکے
بھی الگ الگ ہونے چاہیے کہ یہ زید اور ام کلثوم فلان وقت مرے
دوسرے زید و ام کلثوم کی یون وفات ہوی جیسا کہ کل اولاد تھے کہ
دختران خلیفہ دوم کا حال علحدہ علحدہ باجمال و تفصیل عقد وغیرہ مرقوم ہے
بخلاف ان دونون زید اور دونون ام کلثوم کے کہین بجز ایک واقعہ وفات
ایک زید اور ایک ام کلثوم کی دوسرے ام کلثوم و زید یا ان بیٹے کا کوئی
حال بالوصف تفحص و تلاش نہین ملتا جس سے بہدایت عقل سلیم معلوم ہوا
کہ دراصل ایک ہی زید بن عمر تھا جو بطن ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ
عمر سے پیدا ہوا نہ دوسرا تیسرا جہان راویون نے بوجہ اشتراک نام
دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف کے قصونکو چھانٹتے [illegible]
ثبوت کیا وہان اصلی زید کی نسبت بھی اودھر ہی لگا دی اور اوسکے ساتھ
دوم ام کلثوم کے حالات بھی سی فرضی زید و ام کلثوم کے [illegible]
[illegible]

کیونکہ سنہ عقد جیسا کہ سابقاً مرقوم ہوا دا برس ہے درمیان سنہ اور سنہ کے

اور سن حضرت ام کلثوم کا وقت عقد چار یا پانچ برس بیان ہوتا ہے اور وفات

خلیفہ دوم سنہ ۲۳ ہجری کا ہے یعنی وشصت ۶۳ سالگی ہے اگر سنہ ۱۷ مین چار پانچ سالہ تھین

تو سنہ ۲۳ مین کہ سنہ وفات خلیفہ ہے دس برس کی ہونگی اور دس برس کی لڑکی

کے لڑکا ہونا خالی از استبعاد نہین خصوصاً درصورتیکہ دو تین برس قبل

از وفات خلیفہ کے قوت باہ کو زوال کلی ہوگیا ہو چنانچہ عقد عاصم بن عمر

والی روایت سے ظاہر ہے کہ خلیفہ صاحب نے فرمایا ولو کان فی ابیکم حرکۃ الی النساء

لم یسبقہ احد الیہا یعنے اپنی اولاد کو جمع کرکے کہا اگر تمہارے باپ مین

رہتی حرکت نسوانی باقی ہوتی تو اس بار مین کوئی اوسپر سبقت نہ لیجاتا

جس سے فقدان باہ اس زمانہ مین یقیناً ثابت ہوا چہ جائیکہ از روے

فطرت بھی یہ قوت کم تھی اور دوسری قوت کو غلبہ تھا چنانچہ اون روایات

سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے جنمین خلیفہ نے کہا ہم تصنع و تکلف عورتون سے

تعلق کرتے ہین اور جب قدر عورتون سے خطبہ کرنا ہمپر گران ہوتا ہے دوسرا

کوئی امر نہین گران ہوتا بلکہ خود ان روایات موضوعہ عقد سے ظاہر ہے

کہ خلیفہ نے کہا کہ ہمکو اب باہ نہین ہے نسوان کی حاجت باقی نہین ہے

[illegible] پیری ہو علت شیخ المشائخ لڑکا ہونا [illegible]

[illegible] اگر [illegible] ایک [illegible]

[illegible]

ازالۃ الخفا صہ ۱۹۶ مقصد ۲

چہ جاے تحمل حمل ورنہ سالگی پوری ہوتے ہی سنہ۲۲ مین اب ایک سال
کل خلیفہ کی حیات کا زمانہ باقی ہے اسمین دو ولادتین کیونکر ممکن ہے
اور اگر سنہ۲۱ مین عقد مانا جاے تو جو لڑکی وسوقت چار سالہ تہی سنہ۲۳ مین
کہ سن وفات ہے ہفت سالہ یا ہشت سالہ ہوگی اس سنکی لڑکی نہ بالغ ہوتی ہے
نہ حاملہ ہوسکتی ہے یقینا محال ہے پس تولد زید اس ام کلثوم جسکو وقت
عقد سنہ۱۷ یا ۱۸ مین چار سالہ بیان کرتی ہین یقینًا محال ہے چہ جائیکہ ایک اور
لڑکی بعد اوسکے پیدا ہو چہ جائیکہ وہ زید اکبر ہوگا اصغر کا ہونا بہی محال ہے
حالانکہ اصغر اولاد عمر نسا اس زید کو کہتے ہین نہ رقیہ کو بلکہ زینب کو اصغر اولاد عمر
بیان کرتے ہین جو بطن ام حکیم سے پیدا ہوے ہرکیف یقینًا معلوم ہوا
کہ زید مذکور اصلی زوجہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ سے تہا جسکو قصہ موضوعہ
عقد کے ساتھہ حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کردیا دوسرے
وفات زید وام کلثوم مادرش بوقت واحد عہد معاویہ مین اور بہی اسکی تائید
ہوتی کہ یہ وہی اصلی ام کلثوم ہے جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم کی زوجہ
تہی جسکے بطن سے زید بن عمر متولد ہوے کیونکہ جناب ام کلثوم بنت جناب
امیر ع باتفاق روایات فریقین شریک معرکہ کربلا تہین چنانچہ مقتل ابو مخنف اور
مقتل ابو اسحق اسفراینی اور روضۃ الشہدا [illegible]
[illegible] تمام [illegible]

ام کلثوم اور کہا وائے ہو تجھپر اے یزید الخ اور روضۃ الشہدا مین ہے زینب
را چشم بر حسین افتاد فریاد بر داشت کہ یا جداہ وا محمداہ پس روے بہ یزید کرد
کہ ہیچ میدانی کہ چہ میکنی زنان خود را در پس پردہ نشاندہ و دختران محمد رسول اللہ
را در پیش چشم خلق داشتہ ندانم کہ در وقت باز خواست از عہدہ این عمل چگونہ
براے یزید بر خود بلرزید و پرسید کہ این چہ کیست گفتند کہ خواہر حسین ع است
دختر فاطمہ ع ناگاہ ام کلثوم بر پاے خواست وگفت اجازت دہ تا سر برادر
برادرم دیدار باز پسین او بہ بینم و ستوری یافت در جست و سر حسین ع بر گرفت
و لب خود بر لبا و بنہادہ بیہوش شد پس سر برآورد و گفت اے یزید امید ام
کہ درین دنیا راحت نہ بینی چنانچہ ما را در رنج افگندی یزید گفت این زن کدام
ام خواہر حسین ع است گفت آرے این ام کلثوم است گفت اے ام کلثوم
چون دیدی کہ خداے تعالے ظن شما را دروغ کرد و انچہ بر ما فکر کردہ بود دید
بر شما واقع شد ام کلثوم فرمود کہ خداے تعالے منافقان را دروغ گوے
خواندہ ان المنافقین لکاذبون الخ اور روضۃ الاحباب مین ہے
جسکو شاہ عبد العزیز صاحب بہترین سیر فرماتے ہین ام کلثوم [illegible]
امام حسین ہمراہ ایشان [illegible] الی ان قال ناگاہ ام کلثوم
بر پاے خاست گفت اجازت دہ [illegible] یزید گفت این [illegible]
[illegible]

سختی داد بدشمنان و سختی داد حضرت ام کلثوم جواب داد الحمد لله الذی اکرمنا بمحمد

وطهرنا تطهیرا شکر خدا را که گرامی کرد ما را بمحمد و پاک کرد ما را پاک کردنی باز ابن زیاد گفت

کیف رأیتم قدرة الله چگونه دیدید قدرت خدا را ام کلثوم در جواب فرمودند

جمع الله بیننا و بینکم الخ بعد اسکے لکھتے ہین کوفیان حال خرابی دودمان نبوت

ص ۹۱

دیدند و گریستند ام کلثوم گفت کہ اے مردم کوفہ حالا برائے چہ گریہ می کنید

بعد اسکے لکھتے ہین یزید جواب بجز سکوت ندید متوجہ بطرف زنان و یتیمان

ص ۹۴

اہلبیت شدہ زینب و کلثوم و علی بن حسین را نزدیک تر طلبید چشم حضرت زینب

چون بر سر مبارک شاہ شہیدان افتاد گفت واجداہ و امحمداہ بعد از ان خطاب

بہ یزید کرد و گفت ہیچ نمیدانی کہ زنان خود را در سراپردہ عزت و حجاب نشاندی و

دختران رسول خدا را این بے پردگیہا بر شتران سوار کردی و در مجمع مردمان

پیش خود طلبیدی فردائے قیامت از عہدہ عمل خود چہ جواب خواہی داد و یزید پرسید

کہ این کدام زن ست گفتند زینب خواہر حسین ع و دختر فاطمہ زہرا البتول است ام کلثوم

بر خواست و بر سر حسین ع افتاد و لب و دندان خود را بر آن لب و دہان چندان مالید

کہ بیہوش شد بر زمین غلطید چون بہوش آمد دعا سے [illegible] حق زینب گفت

[illegible] وچنانکہ [illegible]

[illegible] کلثوم [illegible]

[illegible]

جسکا درجہ تواتر سے بھی بڑھا ہی کہ فریقین مین باتفاق یہ امر مسلم ہی اور چونکہ رشید التکلمین شبلی الرحمٰن خان
روایات شیعہ کو جو علامات جعل و وضع سے خالی ہو باالراس العین قبول فرماتی ہین تو اس باب خاص مین
روایات شیعہ بھی جو یقینًا علامات جعل و وضع سے مبرا ہین مقبول ہونگی بوجہ غایت اشتہار ہم نقل
نہین کرتے کہ ہر کہ ومہ اس سے واقف ہی اور اخبار اور اقوال انحضرات کے
علیحدہ علیحدہ کتب سیر و تواریخ و لغت وغیرہ مین بھی قوم ہین چنانچہ کتاب نہایہ ابن
اثیر مین ہے جو کتب مشتہرہ معتبرہ اہلسنت سے ہے بذیل لغت فرث فی حدیث
ام کلثوم بنت علی قالت لاہل الکوفۃ اتدرون ای کبد فرثتم لرسول اللہ صلعم الفرث تفتت
بالغم والاذی فیہ یعنے حضرت ام کلثوم نے اہل کوفہ سے فرمایا جانتے ہو کس جگر کو رسول خدا
کے غم والم سے پارہ پارہ کیا پس جب باتفاق فریقین جناب ام کلثوم شریک
معرکہ کربلا ہوئین تو انکا انتقال تنہا خواہ ہمراہ ہے زید ایام خلافت معاویہ
مین یقینًا غلط ہوا اور اسیطرح وفات اونکی صغر سنی مین جیساکہ ہدایہ
السعدا مین ہے غلط ہوا الغرض تصحیح روایات متناقضہ و تطبیق وقایع متخالفہ
بنابر و اب محققین محدثین ضرور ہوا کہ قایل ہو بسبب اشتباہ [illegible]
احادیث صحاح وغیرہ مین بھی ایسا دیر جمع و توفیق کیجاتی ہے پس معلوم
ہوا کہ ایک ہمنام کا واقعہ دوسرے ہمنام کیطرف منسوب کیا کیونکہ یہان ہیر
[illegible] پہلی ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم ما [illegible]
[illegible] مان بیٹی ساتھ مرے اور جناب ام کلثوم [illegible]
[illegible]

کا عقد کرنا حضرت ام کلثوم سے بعد محمد روایات اہلسنت مین بالاتفاق
مذکور ہے گو اسمین اختلاف ہے کہ وفات عبداللہ قبل ہے یا وفات
حضرت ام کلثوم مگر عقد عبداللہ بن جعفر مسلم ہے تو اب یہ بیان کہ بعد
معاویہ وفات کیا غلط ہوا کیونکہ باوجود موجودگی حضرت زینب عقد
عبداللہ محال ہے اور حیات جناب زینب و ام کلثوم تا معرکہ کربلا کہ
سنہ ۶۱ ہجری ہے مسلم تو لابد وقوع عقد بعد وفات حضرت زینب
ہوگا اس سے بھی بیان وفات بعد معاویہ مع زید غلط ہوا چنانچہ تائید
اس امر کی اس روایت اصابہ سے بھی ہوتی ہے **فتزوجها اخوه**
عبداللہ بن جعفر فماتت عنده یعنی عبداللہ بن جعفر نے حضرت ام کلثوم
سے عقد کیا اور اوس سیدہ نے اونہین کے یہان انتقال کیا کیونکہ
اس روایت مین کوئی ذکر زید وغیرہ کی وفات کا نہین ہے پس صورت
بیہ دعوے غلط ہوا خصوصاً درصورتیکہ وفات عبداللہ مقدم ہو بر وفات
حضرت ام کلثوم پس اس صورت مین اور بھی یہ بیان کہ مان بیٹے نے
ساتھ بعد معاویہ وفات کیا غلط ہوتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ
سنہ [illegible] بعد خلافت عبدالملک مین انتقال کیا پس اس صورت [illegible]
تسلیم روایات سے کہ یہ مختارہ روایات کا ناقل ہونا ضروری ہوگا

اصابہ ... صفحہ ۴۲۶ ... عن ... عبداللہ بن جعفر ... زینب ... [illegible]

بعد وفات حضرت زینب ممکن ہے اور تقدم وفات عبداللہ یا حضرت
ام کلثوم بھی ممکن ہے جسکو ہم بعد اسکے لکھین گے **تنبیہ** واضح
رہے کہ ہر چندیہ ادلہ جو مذکور ہوے ابطال واقعہ کابُہ کے لئے کافی اور
احتمال اشتباہ رداۃ اہلسنت کے لئے حجت شافی ہین کہ اگر مدۃ العمر دہلی کے سو مرکے
اپنی کرین تو ان دلایل کو اوٹھا نہین سکتے مگر چونکہ غرض راقم تحقیق اصل
واقعہ ہے نہ مجادلہ و مکابرہ با اہلسنت اسیوجہ سے بطور مصالحہ و مساہلہ
کفتگو کی اور قایل بہ اشتباہ رواۃ ہوئی جسکو ہزارون جگہ علماے
اہلسنت اپنی روایات صحیحہ مین صرف کرتے ہین لہذا قرائن اور دلایل و
اسباب اشتباہ پیش کئے اب اسکی حاجت نہ رہی کہ ہم اور دلیلین اسپر
قائم کرین مگر چونکہ تحقیق کے لئے ہر پہلو وجوانب پر غور کرنا لازم ہے
لہذا کچھہ معاضدات خارجیہ اور کچھہ موید ات داخلیہ اور ذکر کرتے ہین تاکہ
تحقیق کے لیے کوئی حاجت منتظرہ باقی نہ رہے اور محققان و انشہ ...
[illegible]
اول قصہ مغیرہ بن شعبہ ہے جس سے کا یہ واقعہ نکل [illegible]
کیا جاتا ہے اوسی سے اسکا یہ واقعہ ... [illegible] صحابی ... [illegible]
[illegible]

کہ جسطرح سلائی سرمہ دانی مین جاتی ہے اوسطرح نہین دیکھا جس نے
خلاف حکم و رائے جناب امیرؑ کیونکہ حضرت کو اسکے رجم کرنے پر ایسا
حتم تھا کہ ہمیشہ بعد اسکے فرماتے رہے اگر میرا دست رس ہوتا تو مغیرہ پر
حد جاری کرتا مغیرہ کو خلیفہ دوم نے حد زنا سے رہائی دی اور اصحاب
ثلثہ پر تہمت لگانے کی حد جاری ہوئی جب موسم حج مین خلیفہ دوم نے
ام جمیل مذکور کو دیکھا تو مغیرہ سے پوچھا اس عورت کو پہچانتا ہے مغیرہ نے
(برنبیاد اوس عداوت کے جو جناب امیرؑ سے اوسکو مثل دیگر صحابہ حاصل
تھی و نیز اس وجہ سے کہ حضرت کو اسکے حد جاری ہونے پر اصرار تھا)
کہا ہان معاذ اللہ یہ ام کلثوم بنت علیؑ ہے عمر نے کہا تو ہنسی تجاہل
عارفانہ کرتا ہے مجھے ہرگز گمان نہین ہے کہ ابوبکرہ مولے رسول نے
تجھپر جھوٹی گواہی دی ہو اس حد نہ جاری کرنے پہ مجھے واللہ ہر وقت
گمان ہوتا ہے کہ کہین آسمان سے مجھپر سنگ باران نہو انتہی از تاریخ
طبری اس روایت کے شرح پر ہرگز کوئی مسلمان قادر نہین کہ مغیرہ نے
کس بے ادبی کا کلمہ استعمال کیا اور خلیفہ نے تنبیہ و تادیب اوس ملعون
کی نہ کی سبحان اللہ یہ بھی مقام [illegible]
[illegible]
[illegible]

الغرام محبت و ولاے صحابہ و خلیفہ دوم با جناب امیرؑ و اہلبیت طاہرین
ظاہر ہوتا ہے اوسیطرح الغرام وقوع عقد مذکور بھی ظاہر ہوتا ہے
اور وضعیت روایات بھی ہویدا ہے کیونکہ پہلا جملہ صغر سنی تو اس تمثیل سے
بالبدیہہ باطل ہوا اسلئے کہ ممکن نہین کہ کوی احمق بھی ایسی تمثیل مہمل صریح
البطلان بیان کرے کہ تیس چالیس برسکی عورت کو تین چار برسکے
لڑکی قرار دی خصوصًا مغیرہ ایسا عاقل جسکو اہلسنت نے عقلاے عرب سے
منتخب کیا ہے بہر کیف اسکے ساتھ دوسرا جملہ یعنی وقوع عقد بھی باطل ہوا
کیونکہ اگر عقد ہوا ہوتا تو کیونکر ممکن تھا کہ مغیرہ ایسا کلمہ خلیفہ کے روبرو نکالتا
اور خلیفہ کو اپنی ناموس کا ننگ و عار بھی ہوتا جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ
یہ واقعہ عقد محض غلط اور سراسر تہمت اور افترا ہے پس تصحیح روایات کے لئے
اقرار باشتباہ رواۃ ضروری ہوا **دوسرا** مسئلہ کفارۃ ترجمہ
صواعق محرقہ مین ہے بدانکہ از احادیث سابقہ معلوم شد کہ انچہ صاحب
تلخیص از اصحاب ما گفتہ کہ از خصایص پیغمبر است کہ اولاد بنات آنحضرت
بآنحضرت منسوب اند [illegible] بخلاف اولاد بنات دیگران [illegible]
منسوب نمیشوند در کفارت و غیر ذالک قول او موجہ است و معنی انتساب سوای
آنکہ از خصوصیات آنحضرت است آنست کہ میتوان گفت آنحضرت پدر ایشانست
[illegible] ایشان پسر آنحضرت اند تا در کفارۃ معتبر باشد چنانچہ [illegible]
[illegible] غیر شریعت نیست [illegible] گفتہ اند کہ [illegible]

مسطور ہے تا نہتے پس اس سے معلوم ہوا کہ کفو ہاشمی کا مطلبی و ہاشمی
کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے اور نکاح میں لزوم کفائت خود خلیفہ دوم کا
بھی مذہب تھا ازالۃ الخفا میں ہے قال لامنعن فروج ذوات الاحساب من النساء
الا من الاکفاء کہا عمر نے البتہ مانع ہوں گا کہ زنان صاحب حسب کا نکاح غیر کفو غیر
ہمسر سے ہو ایضاً خلیفہ صاحب نے غلام کے نکاح کرنے کو زنان آزاد سے
بھی منع فرمایا ہے اور عربی عورتوں سے عجم مردوں کے نکاح سے
ممانعت کی پس باایں ہمہ احادیث نبوی جنکا نتیجہ صاحب صواعق نے
یہ نکالا کہ زن شریفہ ہاشمیہ کفو مرد غیر شریف نیست و باایں مذہب خلیفہ دوم
کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ دوم نے ایسا خطبہ کیا ہو اور بلا لحاظ کفویت جناب امیر
علیہ السلام پر یہہ جبر شدید کیا ہو کہ جناب ام کلثوم کا انسے عقد کردیں اور جناب
امیر نے خلاف احکام رسول عیاذاً باللہ اس امر کو قبول کیا ہو اور خلیفہ دوم
کا کفو نہ ہونا اس درجہ واضح ہے کہ خود انہیں روایات سے ظاہر ہے کہ جب
حضرت عقیل نے منع کیا اور غیظ و غضب ظاہر کیا تو جناب امیر نے فرمایا
[illegible] خلیفہ اس عقد سے کیا ہے فقط حدیث نبوی پر عمل [illegible]
[illegible] معلوم ہوا کہ حضرت عقیل بلکہ جناب امیر [illegible]
[illegible]

ص ۱۱۰

ص ۱۱۰ ازالۃ الخفا

[illegible]

نسب خلیفہ دوم پر طاعن رہے خالد بن ولید خلیفہ کو ہمیشہ اعیبٔ بن
حنتمہ کہتے تھے مہاجر بن خالد ہمیشہ تشنیع کرتے تھے عمرو عاص باآنہمہ بلند
نسبی جو کچھ انکے حق مین فرماتے تھے تھا یا ورازالۃ الخفا مین دیکھو
خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جسکا قول خدا نے بالاے سبع سموات سنا جو کچھ
معلوم ہے کہ عمیر اسنی عمر ہوا عمر سے امیر المومنین اب خدا سے ڈر حضرت
عباس عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعضک اللہ ببظر امک کالی کرتا ہے
اس قابل نہین کہ بیان ہو خود خلیفہ دوم نے جولا اعلمی اپنی نسب سے ظاہر کی
ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل اس ہیچ شرافت نسبی کے تین پشت
تک روض الانف سہیلی ورتاریخ اور کتاب المعارف تاریخ ابن کثیر شامی اور
مثالب کلبی مین مسطور ہے جسکے نتایج بلکہ اون تصریحات صریحہ کو نہایت
ہی شرمناک اور عبرت افزا قصے ہین کسیطرح یہان نہین لکھ سکتے اور دیکھنے
اصل کتاب پر محول ہین لیکن صاحبان عقل وادراک اسی سمجھ سکتے ہین
کہ جب ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی کہ ولد الزنا بدتر ہین [illegible]
[illegible] سے ولد الزنا بدتر ہے تو فوراً فرزند خلیفہ عبد اللہ بن عمر
اوس قول ابوہریرہ سے کہ حدیث رسول تھی تردید کی اور کہا ولد الزنا
خیر الثلاثۃ ہے یعنی ولد الزنا تینون مین بہتر ہے کنز العمال ہشاید خلیفہ ثانی نے
[illegible] بعد التصویب کی بدولت ابوہریرہ کو منع کیا کہ جناب مدسا [illegible]
[illegible]

کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہوگئی (ی)

مسلمانو کہان ہو کس خواب غفلت مین پڑے ہو ذرا چونکو براے خدا غور کرو کسی مذہب مین بھی ولدالزنا اچھا سمجھا گیا ہے جو اس اسلام مین کہ اشرف ادیان ہے اوسکی تعریف کیجاے چہ جائیکہ مقتداے دین خلیفہ سیدالمرسلین یا قراے پھر عبداللہ بن عمر فرق تو ممکن ہے اوس وقت ابوہریرہ کی تعریض کا جواب دیا ہو اب کیا ضرور ہے کہ اسپر ترقی کر کے یہ قاعدہ بنا یئن کہ ولدالزنا انجب یعنی ولد زنا سب سے زیادہ نجیب ہے جیسا کہ محاضرات امام راغب اصفہانی مین ہے کہ کہا قدامہ نے اولادزنا انجب ہے کیونکہ مرد جو زنا کرتا ہے تو برغبت تمام و نشاط کامل اس سے ہو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ کامل ہوتا ہے اور جو حلال سے پیدا ہوتا ہے پس چونکہ مرد اپنی زوجہ حلال سے بتصنع و تکلف تعلق کرتا ہے لہذا لڑکا کامل نہین ہوتا علامہ قطب الدین شیرازی بھی اپنی نزہتہ القلوب مین اس افادہ پر فائدہ سے تازگی قلب جگر حاصل کرتے ہین کما فصل فی استقصاء الافحام از ینجا ست کہ چونکہ مولوی حیدر علی کو حضرت خلیفہ دوم سے تعلق خاص ہے لہذا شیعونکی ایسی روایتون پر جسمین مذمت ولدالزنا وارد ہے بہت کچھ اعتراض کیے بدالنت [illegible] سے [illegible] اور اپنی بہ نسبت انکار کلی کیا کہ اہلسنت سے یہان کوئی روایت [illegible] [illegible]

[illegible]

صفحہ ۱۰۰۰ استقصاء الافحام جلد اول

صـــ ۶۸۵ نغایت صـــ ۸۵۳
استقصار الافحام مجلد اول

ہویدا می شود اسنقدر جواب سکا تو لتاب مستطاب استقصار الافحام مین قابل
ملاحظہ ہے کہ امام احمد بن حنبل ابن ابی شیبہ عبد بن حمید سفیان ثوری
عبد الرزاق ابو عیسی ترمذی نسائی ابو داؤد ابن ماجہ حاکم ابو حاتم دار قطنی
بیہقی ابو نعیم اصفہانی ابن قیل ابو العباس خرائطی ابن ابی حاتم ابو الشیخ ابو
سلیمان خطابی طبری طبرانی ابو العلی خطیب بغدادی ابن مردویہ ابن نجار طالقانی
رافعی منذری ثعلبی زمخشری ابن اثیر جزری ابو الحسن ابن اثیر جزری
ابن مندہ ابن السکن نجم الدین قمولی عبد العزیز وغیرہ وغیرہ جنکی تعداد
پچاس سے زیادہ ہے بالاتفاق احادیث کثیرہ مین جسکی تعداد
صدہا سے متجاوز ہے مذمت اولاد زنا اور اونکے جہنمی ہونے کے
ناقل ہین یہانتک کہ سات پشت تک یہی حکم اونپر جاری ہے بار نہیں ہوکہ
حیدر علی کی ایسی روایات سے انکار کرے اور ان احادیث کی ناقلین
معتقدین سے نکالے اور اس کد و کاوش سے نفی مذمت اولاد زنا
[illegible] عقلا سے روزگار پیر ظاہر [illegible]
[illegible] جو [illegible] ہے [illegible] حرج نہین کیونکہ
ایسی کد پڑی بہر کیف با نخیمہ کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ خلاف اپنے مذہب کے
[illegible] مین کفر کو ضروری [illegible]
[illegible] ہاشم [illegible] المطلب [illegible]

ابو بکر ہے کہ رواۃ نے بجہت شرکت نام وحسد تام اسطرف منسوب کیا
متاخرین سنے تبقلید متقدمین واضعین اونہین موضوعات کو مشتہر کیا
دیکھیے باتفاق تمامی مورخین ومحدثین اہلسنت جناب رسالت مآب نے
اپنی بیٹیان رقیہ وام کلثوم کو پسران ابولہب کا فر سے جو بنی ہاشم مین تہا
بیاہا مگر حضرت نے شیخین سے کسیکو اس لائق نہ جانا کہ کوی بیٹی اپنی اون سے
بیاہتے پس بجز عدم کفائت کون باعث تہا جناب سیدۃ نساء العالمین
صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا کی بابت شیخین نے یکے بعد دیگرے خطبہ کیا مگر ہر دفعہ نامنظور ہوا
پس جب خاندان رسالت مین اسقدر پابندی کفائت اور
قرابت خاندانی کی گئی تہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا اگر علی ع
پیدا نہوتے تو فاطمہ کا کوی کفو نہوتا جسمین بلا استثنا سب داخل مین
اور ہمیشہ عمل درآمد بھی اسی پر رہا کہ اپنے ہی خاندان مین وصلت و پیوند
ہوا کیا اور خود خلیفہ کا بھی یہی مذہب تہا کہ نکاح مین کفو ضرور ہے چنانچہ
سابقا مذکور ہوا اور کنز العمال مین ہے ان عمر کان یشدد فی الاکفاء یعنے عمر
کو نہایت سختی تہی کفائت کے بارہ مین تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ اسقدر
[illegible]
[illegible]
[illegible]

صریحی ہٹ دہرمی ہے کیونکہ یہہ امر صاف صاف اونہین روایات مین
مرقوم ہے کہ حضرت ام کلثوم کی نسبت فرزند جعفر سے مقرر تھی پہر کیون وہ
نسبت ترک کی گئی سوا اسکے ابتداء اسلام تو وہ تہا جسمین شیخین نے عیاذا باللہ
جناب سیدہ کے بارہ مین استدعا کی ورنا منظور ہوئی پس جب وہان جناب
رسالت مآب صلعم نے اس قابل نہ جانا تو اس صورت خاص مین کیونکر ممکن ہے
کہ جناب امیر منظور فرماوینگے سبحان اللہ جسکو ابوبکر عثمان اپنا کفو
نجانین جناب امیر کا کیونکر کفو ہوسکتا ہے خصوصًا درصورتیکہ تمامی کنبہ
قبیلہ از خورد تا بزرگ اس امر مین ناراضی ظاہر کرین اور خود دختر نیک اختر بہی ناخوشنودی
اپنی بیان کرے اوسپر یہہ جبر شدید کیا جاوے لا واللہ لا یکون
علاوہ بریں بجز احتمال اشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک نام یا حرف کذا مین دوسرا
دوسرا احتمال ہو نہین سکتا تیسرے یہہ بہی ان سب روایات مین
بیان ہوا ہے کہ مقصود خلیفہ اس عقد سے محض اتصال یا سبب و نسب
رسول ﷺ و دیگر امور از قسم خانہ داری وغیرہ از الزام کتب اہلسنت
فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من خانہ داری نیست و لیکن از جناب
رسالت آب شنیدہ ام ایضًا عمر گفت کہ بخدا خطبہ و نکردہ ام فقط
[illegible] خانہ داری ایضًا گفت خطبہ کرد عمر بسوے علی بن ابی طالب
[illegible] حضرت عباس و عقیل مشورہ فرمود عقیل [illegible]

مقصود او بالذات عمل نمودن ست بر حدیث حضرت رسالت مآب صلعم که
دیدی کل سبب الخ اقول اولاً بہ بدیہۂ عقل یہ بات اس روایت سے
ظاہر ہوتی ہے کہ خلیفہ دوم جناب امیر کے نزدیک بھی قابل اس عقد کے
نہ تھے کیونکہ اوس کلام سے جو حضرت نے عقیل سے کیا صاف ظاہر ہے
کہ لائق اس عقد کے نہین ہین صرف بغرض اتصال سبب و نسب یہ
عقد کیا جاتا ہے پس بھلا کوئی عاقل قبول کر سکتا ہے کہ دوسرے کی
شرافت حاصل ہونے کے واسطے اپنے پر ایسا ننگ و عار گوارا کرے کا
اور بالفرض اگر ایسا ہی تھا تو جناب رسالت مآب صلعم نے کیون نہ اپنی کسی
دختر نیک اختر کا اسنے عقد کیا حالانکہ ان لوگون سنے استدعا بھی کی تھی
اور حضرت کی ضرورت اور محبت کو شیخین کے ساتھ بہ نسبت جناب امیر
علیہ السلام کے زیادہ مانتے ہین سبحان اللہ کفو کا خیال جنگ وجدال
تک مین ہو اور بیٹی بیاہنے مین نہو جناب امام حسین علیہ السلام الموت
اولی من رکوب العار مرنا بہتر ہے ننگ و عار قبول کرنے سے فرمایئن اور
جناب ... ننگ گوارا کرین لا واللہ لا واللہ ثانیاً یہ ممانعت حضرت
عقیل خلاف ... کیونکر ... کی جو حضرت نے فرمایا ...
... ننگ ... رسالت کو اس نسبت ... کیا
... کوئی ...

کہ بعد اس عقد موضوع کے خلیفہ نے تین عورتون سے عقد کیا
بلکہ دوسی کتاب کامل مین ہے کہ آخر اولاد عمرؓ زینب سے ہے بطن فکیہہ
سے پس اگر منشاء عقد صرف اتصال سبب رسول تھا تو بعد حصول
اوسکے دو تین عورتون سے کیونکر عقد کرتے حالانکہ مواہب لدنیہ
قسطلانی مین ہے کہ کہا شیخ ابو علی سنجی نے حرام ہے عقد کرنا دوسری سے بعد عقد بنت نبی کے
اور ذخایر العقبے مین ہے کہ مسور بن مخرمہ سے کہ حسن بن حسنؑ نے مسور کی بیٹی سے عقد کرنیکا
قصد کیا اور پیغام دیا مسور نے بوقت شام ملاقات کے اور بعد حمد و ثناے الٰہی کہا کہ کوئی نسب و سبب

دامادی تم اہلبیت سے زیادہ محبوب نہین ہے مگر رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ پارہ جگر میری ہے
جس سے فاطمہؑ کو رنج ہوتا ہے وہ مجھکو رنجیدہ کرتا ہے اور جو موجب
مسرت فاطمہ ہے میری مسرت کا باعث ہے اور یہہ کہ فرمایا حضرت نے
ہر نسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا نسب و سبب بعد اسکے مسور نے
حسن بن حسن سے کہا کہ فرزند رسول کے بیٹی تمہاری زوجہ ہے اگر مین اپنی
بیٹی تمسے بیاہون تو اس سے ضرور اونکو رنج پہونچیگا پس حسن بن
حسن نے اسکا عذر قبول کیا مصنف ذخائر العقبے کہتے ہین کہ یہ روایت
اسکی دلیل ہے کہ عمدہ سے بہی اون امرون کے رعایت کیجاتی ہے جن مردون کی
رعایت زندون سے کیجاتی ہے حالانکہ ذکر کیا ہے شیخ ابو علی سنجی نے
کہ دختران نبی سے عقد کرنے کے بعد دوسرے سے عقد کرنا حرام ہے
[illegible]

موجب ایذا ے سرورِ کائنات سے ہے اور ایذای حضرت حرام ہے جیسا
کہ سابقاً صحیح بخاری سے قصہ موضوعہ خطبہ جناب امیر ع میں واسطے دختر
ابوجہل کے مذکور ہوا اور خود فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے
کہ کہا ابن تین نے کہ آنحضرت ص نے جناب امیر ع پر اسوجہ سے جمع دختر
نبی و دختر ابوجہل کو حرام کیا کہ یہ جمع موجب ایذا ے آنحضرت ہے اور
ایذا ے انحضرت حرام ہے بالاتفاق انتہے پس جب مطلق ایذا ے
جناب سیدہ س کے خیال سے تا حیات معصومہ جناب امیر پر دوسرا
عقد حرام ہوا تو اس عقد خلیفہ دوم سے بھی (جسکو بعد عقد حضرت ام کلثوم
علیہ السلام بیان کرتے ہیں) ضرور جناب ام کلثوم کو ایذا ہوگی اور حضرت
کی ایذا ایذا ے جناب سیدہ ع ہے اور ایذا ے جناب سیدہ ایذا ے
جناب رسول ہے جو حرام ہے ازینجاست کہ شیخ عبد الحق صاحب
تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں و بعضے دیگر گویند کہ قتل حضرت امام حسین
علیہ السلام گناہ کبیرہ است چہ قتل نفس مومن باشد بناحق کبیرہ ...
لعنت مخصوص کا فر ... ولیت شرعی کا ارباب این تاویل ...
احادیث نبوی کہ ناطق اند باآنکہ بغض و ایذا و اہانت فاطمہ ع و اولاد
... بغض و ایذا و اہانت رسول ست صلی اللہ علیہ والہ وسلم ...
... لعن و خلود نار جہنم ست بلا شک ... آیۃ ان الذین
... اللہ ... [illegible]

جناب سیدہ و رسول ہے تو ایذاے جناب ام کلثوم کیونکر نہ موجب
ایذاے جناب سیدہ و رسول خدا ہو گا پس بدون انکار از وقوع عقد
حضرت ام کلثوم اہلسنت کو کوئی چارہ نہ رہا سبحان اللہ ام کلثوم دختر
ابو بکر کے عقد کرنے سے تو باین خیال کہ شاید کوئی قصور اوس سے
سرزد ہو اور اوسکی تہبنیہ کیجائے تو حق تلفی ابو بکر لازم آوے گی خلیفہ صاحب
باز آئین اور بضعہ رسول کے عقد کرنے مین باانہمہ نصوص صریحہ و احکام
واضحہ و عدم کفاءت نہ حرمت کا خیال ہو نہ ایذاے رسول کا لحاظ خواہ
نخواہی عقد ہو جاوے اور جناب امیر تسلیم قبول فرمائین حاشا و کلا کوئی
عاقل منصف مزاج اسکو قبول نہین کر سکتا چوتھے فضایل خلیفہ
دوم مین بیان ہوا ہے کہ بعد حصول خلافت خلیفہ دوم نے اپنی زوجہ
محبوبہ جس سے نہایت محبت تھی طلاق دی باینخیال کہ شاید اوسکی سعی
اور سفارش سے تعمیل احکام و حدود دین کوتاہی ہو پس جب انکو اسقدر
عدالت کا لحاظ تھا تو کیونکر ممکن ہے کہ اس جبر شدید سے خلاف عدالت
ایسا عقد کرین علاوہ برآن اس عقد سے بھی تو اوسی تعطیل احکام کا
خوف پیدا ہونا چاہیے تھا بلکہ اوس سے زیادہ کیونکہ ایک تو خاندان
رسالت سے ہونا ہے احتمال سعی و سفارش کے لیے کافی تھا
چہ جائیکہ عیاذاً باللہ زوجہ خلیفہ ہون وہ بھی اس اصرار و مبالغہ سے جسکو
محبوبیت لازم ہے کہ ایسی حالتین خواہی نخواہی سعی ہوا کرے
کما لا یخفی ...

بیان کیا صحابہ نے اسپر اعتراض کیا کہ ایسی کمسن لڑکی سے عقد کرنے کا
کیا فائدہ ہے پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ عقد وغیرہ نہین ہوا ورنہ لاعلمی
اون مہاجرین اولین کی اور اعتراض بعد العقد خارج از عقل و قیاس ہے
چنانچہ خود مولوی حیدر علی دربارہ روانگی لشکر قتال مرتدین کے
منتہی الکلام[۹۳] مین فرماتے ہین مع اختفا و استتار این قسم امور کہ در مجامع اصحاب
برہنہ اصاغر و اکابر جاری شود از محالات عادیہ ہست چنانچہ گفتہ اند ع
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو ان
صحابہ پر کیونکر مخفی ہوتا جو خلیفہ سے پوچھ رہے ہین اور اعتراض کرتے ہین
جس سے صاف لاعلمی اونکی ظاہر ہے ازینجاست کہ روایتین بھی باہم
مختلف اور ایک دوسرے کے معارض ہین کیونکہ ایک روایت کا محصل
یہ ہے کہ عمر نے استدعا کی حضرت نے صغر سنی و تقرری نسبت کا عذر کیا
عمر نے اسپر الحاح اور اصرار کیا اوسوقت حضرت نے فرمایا ہمنے نکاح
کر دیا پس وہ روایتین جنمین مشورہ لینا حضرت کا عباس اور عقیل سے اور
ناراضی عقیل پھر اوسکے بعد عقد کر دینا اور بعد مشورہ حسنین ع و ناراضی امام حسین ع
عقد کر دینا و بعد تکلم امام حسن و سکوت امام حسین ع بھیجنا حضرت کا ام کلثوم کے
پاس اور پیغام بھیجنا اور عمر کا ام کلثوم کا گلے سے لگانا و اعلام حضار مجلس کو کہ اورا
تزویج میکنم ایشان گفتند این صبیہ صغیر است چگونہ تزویج میکنی جیسا کہ
صواعق مین ہے بالکل اسکے معارض و مخالف ہین بعض [illegible]
[illegible] جانب عقد ہو [illegible]

قریب قریب محال علوی ہے حالانکہ عموما نکاح مین تاکید شدید ہے کہ فرمایا حضرت نے استکارا کنید این عقد شرعی را کہ نکاح ست وبکردانید آنرا در مسجد با وبزنید بر آن دفہا اور نیز فرمایا فرق کہ میان حلال و حرام ست آواز کردن و دف زدن ست و مراد با واز کردن تشہیر ست میان مردم کما فے شرح المشکوۃ اور خود خلیفہ کا بہی یہی مذہب ہے کہ نکاح یلن علان کیا جاے اور اہل قریہ اور اہل شہر کا مجمع ہوتے کہ بین نکاح پر ایک مرد و ایک عورت شاہد ہون اوسکو باطل کردیتے تہے کما فے ازالۃ الخفا پس جب عموم نکاح کی یہہ حالت ہو تو یہہ نکاح خاص جسمین ایسی کدوکاوش کی گئے اور بدقت تمام معاذ اللہ یہہ منقبت عظمی خلیفہ کو حاصل ہوئی بدرجہ اولے مستحق اعلان و اشتہار تہا کہ مجمع عام کیا جاے اور حضار جلسہ کے سامنے خطبہ ہوتا تعین مہر ہوتا عقد واقع ہوتا دیکہیے جناب سیدہ کے عقد مین نہ کوئی کدوکاوش ہوے نہ کوئی اصرار وانکار اوسپر بہی مہاجر و انصار جمع کیے گئے جناب خدیجہ کے عقد مین بہی قریش کا مجمع کیا گیا اور خود آنحضرت نے اسکا حکم قطعی دیا پس ایسا وصف انمور مذکورہ بالا ان باتون کا نہو (یا) بجاے خود دلیل قطعی عدم وقوع نکاح و اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اشتراک نام مشتبہ ہوے اسیطرح ولیمہ وغیرہ کا مذکور نہونا کیسے روایت میں منشاء اشتباہ رواۃ ہے تیسری تاریخ و ذرحہینہ سال وقوع عقد مذکور کا بہی کسی روایت میں مذکور نہین ہے حالانکہ یہ امر اون تواریخ مثلہ ہے ہے کہ عقلا ہمیشہ اسکے تاریخ وغیرہ کو ضبط کرتے ہین حالانکہ قاسم

ہم او سنا فسرا... سے جو اسمعانی ... والے سے زیادہ ... بین ... مقصود ... کے ... ہیں ... عدت ... اور ... کے ... بابت ... ہے

بنت الولید سے جو خلیفہ نے عقد کیا اصلی تاریخ تک تحریر کرتے ہین

چوتھی ولادت زید کا بھی کوئی سن و ماہ و تاریخ وغیرہ کسی روایت سے

ظاہر نہین ہوتا پس یہہ کل امور قرینہ قویہ ہین غلطی روایات و اشتباہ رواۃ

کے کیونکہ اگر کچھ بھی اصلیت اس واقعہ کی ہوتی تو ضرور ناقلان اخبار و

حاملان آثار ان امور کو نقل کرتے خصوصاً وہ لوگ جنھوں نے ایسے امور

جزئیہ کو نقل کیے جو کہین بیان بھی نہین ہوتے مثل اسکے کہ بوسہ لیا اور

ساق پا کھولی بازو تھاما سینہ سے لگایا بلکہ وہ باتین نقل کین جو درون

خانہ کے تھین جنپر اغیار کو اطلاع بھی نہین ہوتی مثل مشورہ حضرت عقیل

و عباس و حسنین علیہم السلام اور غضبناکی حضرت عقیل و جناب امیر کے

پس ایسے امور کا نقل نہ کرنا جنکو اصل واقعہ سے تعلق خاص ہے

اور صاحبان تحقیق کو اسکے تفتیش کی ضرورت ہے دلیل عدم وقوع

ہے جیسا کہ واقعی بھی سہے کہ نہوئی کیونکہ عقد ہی نہوا قصہ تو اصل اسقدر

ہے کہ خواستگاری خلیفہ دوم اور انکار ام کلثوم بنت ابوبکر کو زوجیت

ام کلثوم کے ساتھ ملا جلا کر درمیان قصہ سے حضرت ام کلثوم کی

طرف منسوب کر دیا اور ان جملہ واقعات مختلفۃ الاشخاص کو بالکل اشتباہ

سے ایک نام کا قصہ قرار دیا خطبہ یا مجمع اعیان و مہاجرین و انصار جلسہ شوریٰ

[illegible] وغیرہ کہا نسے آئے کیونکہ یہ کل امور لوازم نکاح [illegible]

[illegible]

حافظہ نہین ہوتا نہ عقل ہوتی ہی اسوجہ سے اپنی طبیعت سے بھی نہ بنا سکے ورنہ
اونکو کوئی دقت نہ تھی اسیطرح ام کلثوم دختر ابو بکر کے عقد وفات
وغیرہ کا حال نہ معلوم ہوتا اور اسیطرح ام کلثوم بنت جرول ... وجہ
سابقہ عمر کے وفات وغیرہ کا مذکور نہونا اور زید بن عمر کے حالات کا بیتہ
نہ ملنا بجز اسکے کہ ایک زید بن عمر اور اوسکی مان ام کلثوم نے ... وفات
سبب اشتباہ و ارتیاب ہے کہ رواۃ نے بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین اگر
ایک کا حال دوسری طرف منسوب کیا کہ تین شخصونکی ہیولی صورت کو مخترع
کر کے چوتھی صورت قایم کی خطبہ انکار اصرار اعتذار تقرر نسبت کو ام کلثوم
بنت ابو بکر سے منتزع کیا اور وقوع عقد عمر و تولد زید و وفات بعد
معاویہ کو ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ زوجہ سابقہ عمر سے منتزع کیا اور
چالیس ہزار مہر ہونا یا اس ام کلثوم خزاعی سے لیا یا ام کلثوم اسلمیہ
حدیبیہ سے چھینا ان سبھونکو ملا جلا کر علیا مکرمہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
زوجہ محمد بن جعفر کیطرف منسوب کیا جنہین نہ ام کلثوم بنت ابو بکر ... ہونے
جا سکتی ہے نہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی او زید رقیہ علی و وفات بعد معاویہ ...
بارہ برس کا ہونا ابتدای قصہ مین اور شریک معرکہ کربلا ہونا آخر قصہ مین باتفاق فریقین ثابت ہے
... ہوتی ہین کہ اسقدر قباحت و شناعت لازم اوی بلکہ لزوم محالات کا سلسلہ ...
... ملا ... نوری ... علی جنہونے روایات کشف ... یا د ...
... عی ... انما ... شر ... ولیت

توضیح اشتباہ و روایات و کیفیت
انتزاع و اختلاط حالات

باطل کہین اور موضوعات ومفتریات وضاعین وکذابین سے قرار دین جیسا
کہ نفس الواقع تمام تر رواۃ وناقلین اس قصہ کے ان عیوب کے ساتھ
منصف ہین کما سیجئے انشاء اللہ مگر فقیر بنا بر مصالحہ ومسابلہ حسب حکم
مولوی حیدر علی یہی قایل بہ اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اشتراک نام ام
کلثوم کے درمیان چار شخصون کے درصورت عدم افتراق رواۃ مشتبہ
ہوے فرق حق وباطل نہ کرسکے تین شخصونکا مختلف قصہ جو تہے ہمنام
کیطرف منسوب کردیا خواہ بالقصد یا لاعن قصد چنانچہ نظیر اسکی قصہ امام
اعظم کوفی ہے جسکو مولوی حیدر علی یون بیان کرتے ہین مغلطہ ثانیہ
آنکہ ابوحنیفہ کنیت بسیارے از فقہا بودہ یکی از ایشان امام اعظم نعمان
بن ثابت ست بعضی ازینہا درحقیقت از فقہ بہرہ ندا شتند وبجز راے
وقیاس فتوے میدادند ومخالفت احادیث میکردند واین اخبار بجہت
شرکت نام وحسد حاسدان بنوع دیگر در قلوب خاص وعام جامیگرفت
تا آنکہ اکابر وابرار را تردد وانقباض عارض می شد وبر وقت ملاقات
زایل میگشت پس از حسارت خویش بعد انکشاف حقیقت حال عذر میکردند
[illegible] آنکہ بپایہ تحقیق دربارہ ابوحنیفہ نرسیدند حقیقت کما ہی منکشف نشد
[illegible] از دہان آنہا غبار وکدورت باقی ماند کہ مدار فقہ ابوحنیفہ مذکور بر راے
[illegible] ست بآیات قرآن مبین واحادیث خاتم المرسلین لہذا کلام [illegible] ست
[illegible]

صفحہ ۱ منتہی الکلام

تنبیہ اشتباہ نام ابوحنیفہ

باقی رہے مخالفین پس وہ تو تمہتن ہمہ وقت اس قصہ کے وضع وافترا جعل
وتہمت ہی مین مشغول تھے کہ جسطرح اہلبیت کو قتل وغارت کرکے اپنے
خلفا کی سلطنت کو مستحکم کی اوسیطرح اونکی توہین وتحقیر کرکے اپنے خلفا کے
عزت وشرافت ثابت کریں پھر اونکو رفع اشتباہ سے کیا واسطے تھے کہ
محبین اہلبیت نے اسکی چہپیر چہاڑ بھی زیادہ نہ کی کہ پردہ دری ان واضعین کے
ہوتی انجا سبب کہ جسقدر امتداد ایام آئمہ معصومین علیہم السلام کو ہوتا گیا
اسمین شور وغل بڑہتا گیا تا اینکہ اس زمانہ مین خاص بھی مسئلہ مدار
حقیت مذہب اہلسنت کے نزدیک قرار پایا پس جسنے تحقیق کیا اوسکو
اصلیت معلوم ہوئے اور جن لوگون نے اسکی تحقیق نہ کی اور درپے
تفحص نہوئے بربنیاد اشتباہ باطل وتشدد خلیفہ دوم تسلیم کرلیا یہ حال
تو زمانہ سابق کے تھین والے بہرحال متاخرین اہلسنت کہ طوق تقلید
انسبت عنلق خوض سا ختہ ہرگز تحقیق حال نپرداختند بلکہ دام تزویر
وپردہ تلبیس برہوا انداختند افسوس صد افسوس کہ ابو حنیفہ کو جنکے
جو نہ خلیفہ تھے نہ خلیفہ زادہ نہ صحابی تھے نہ صحابی زادہ نہ رسول نہ رسول زادہ
[illegible] کسطرح سے [illegible]
[illegible] بنایا جیسا کہ [illegible]
[illegible] نے [illegible]

اس امر غلط کی تحقیق کرتے تفحص فرماتے اپنی رواۃ کے اغلاط و اشتباہ
کو ظاہر کرتے اے کاش عقل ہی سے کام لیا ہوتا جسکو پروردگار
عالم نے تمیز حق و باطل کے لیئے عطا فرمایا ہے پھر دیکھتے کہ یہ امور متنقعہ
جو ابھی مذکور ہوے کیونکر ممکن ہوسکتے ہین اگر یہ نہین ہوسکتا تھا سکوت
ہی فرماتے من سکت سلم چہ جائیکہ خود اونہین روایات کا ذریعہ کو ترویج
امر باطل کے لیئے شایع کرین اور ایک جزئی فضیلت خلیفہ دوم کے لئے جسکا اثبات
بھی محال در بشرط ثبوت غیر نافع اوسمین لیا اقرارات بیش فرمائین کہ بعوض نفع
نقصان کلی و خسران دینوی و اخروی حاصل ہو طرہ اسپر یہ ہے کہ
برعکس امر واقعی کے کتمان امر حق کے لیے ایک نت نئی اولٹی تاویل
کی جو ضحکہ صبیان و لعبہ مجانین ہے کیونکہ مولویصاحب کو جب ادعاے
باطل وفات حضرت ام کلثوم ہمین بعہد معاویہ شرکت کربلا کا جو اتفاقی
فریقین ہے خیال گذرا جس سے بطلان اس دعوے کا لازم آتا ہے
تو یون ارشاد فرمایا پس شریک بودن ام کلثوم با دیگر اہلبیت در واقعہ
کربلا چنانچہ از روایت مجلسی و سید ابن طاؤس در کتاب ملہوف [illegible]
آن معلوم میشود و بروایت مسلم لجکار کہ بذکر آن مجتہدین و متکلمین تر[illegible]
منقولات می پردازند اصلے ندا[illegible] باشد و نسبت مرثیہ با ام حسین [illegible]
با ام کلثوم [illegible] سید ابن طاؤس شہرت [illegible] بجانب حضرت
[illegible]

صـ ۷۳۹
ازالۃ الغین

آئمہ دین و محدثین و مورخین کے اقوال کو ملاحظہ فرماتے جنکی بدولت کاخ صداقت آنحضرات کی قایم ہے کہ وہ حضرات بھی مثل شیعہ شرکت حضرت ام کلثوم کو معرکہ کربلا مین مع مرثیہ وغیرہ روایت کرتے ہین اور مسلم کچکے کار صدق بنائے سے اپنی صداقت ثابت کرتے ہین حتے کہ خود متکلمین انکے جنکا کام صرف انکار امور واقعیہ اور تکذیب روایات صحیحہ و اضلال عوام الناس و جہلہ مثل شاہ سلامت اللہ صاحب معرکہ آرا کی کہ وہ بھی ناقل ہین کہ ام پس وہ اتہام تو غلط ہوا باقی رہا اشتباہ حضرت زینب کا ام کلثوم کے ساتھ پس کسیطرح ممکن نہین عقلا و عادۃ محال ہے کیونکہ اہلی جن اسلاف نے قطع محبت و موءوت کے لئے تلوار چلائی طفل صغیر برنا و پیر کو از قسم رجال تہ تیغ بیدریغ کیا کہ بجز امام زین العابدین از قسم رجال و جناب امام محمد باقر از قسم اطفال کوی نہ بچا اون اشقیاے امت سنے از قسم نسوان تمامی سرادق عصمت و طہارت کو شہر بشہر در بدر پھرایا اور دربار کوفہ و شام مین ہر ہر معظمہ کو نام بنام بتایا اور شتران بے کجاوہ و عماری پر بے مقنعہ و چادر اون صاحبان تطہیر کے تشہیر کی کہ ہر شخص نے جنکی تعداد اسوقت کمون سے زیادہ متجاوز ہے بچشم خود ان معظمات کو بچشم خود کشادہ مو مشاہدہ کیا اور سر مخدومہ کا واقعہ اور انکے کلمات و مکالمات کو الگ الگ بیان کیا جیسا کہ اقوال ملا حسین کاشفی اور

[illegible]

کیونکر ہو سکتا ہے بخلاف اون مواقع کے جنمین بینے اشتباہ و منشاء اشتباہ
ولایل و اسباب وغیرہ بیان کئے کہ در صورت عدم افتراء روات کے وہان
اشتباہ یقینی ہے علاوہ برآن کہ اگر بفرض محال مثل شریک باری یہ اشتباہ
مان بھی لیا جائے تو بدقت تمام فقط اسکا ثبوت ہوگا کہ وہ حضرت زینب
تھین لیکن وفات حضرت ام کلثوم بعہد معاویہ کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ
روایت عقد عبد اللہ جو اتفاقی اہلسنت ہے مانع قوی موجود ہے اور
اور دیگر فسادات و لزوم محالات و مخالفت واقعات کا دفعیہ کیونکر ہوگا
مثل لغویت صغر سنی و استحالہ عقد با عون بن جعفر عبد اللہ بن جعفر کے
جنھین ہم سابقاً لکھ چکے ہین جنکو انعدام وقوع نکاح لازم ہے بالجملہ
منشاء ان موضوعات کا ہے بہر کیف اس قول سے بھی مولوی صاحب کے
ہمکو اجازت ملی کہ اشتباہ رواۃ کے قایل ہون اور چونکہ شرکت حضرت
ام کلثوم معرکہ کربلا مین باتفاق فریقین مسلم ہے حتے کہ غالباً اس امر کے
برابر دوسرا کوئی امر متواتر ہو تو حکم مولوی صاحب باشتباہ فریقین کیونکر
ہوگا تو اب دیکھنا چاہئے کہ عقل و نقل سے کونسا اشتباہ کا احتمال
ہو سکتا ہے نہ یہ کہ ہم نہین بلا سبب محض ہٹ دھرمی سے اشتباہ کے
قایل ہون جو نہ عقلاً درست ہو سکے نہ نقلاً جیسا کہ مولوی صاحب
کی حالت سے جناب عجب معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کی
تعصب کے [illegible] جناب [illegible]

مثال کے نہین سمجھتے خصوصاً جب وہ واقعہ یا مسئلہ خلاف ہو۔ ان
واقعات و مسایل کے جنپر پورا اعتقاد بیٹھ گیا ہو اور بعض باتون سے
ذریعہ سے اوسکا ایسا یقین ہو گیا ہو کہ کسیطرح اوسکے خلاف کو نہ مانے
کرے نہ قبول کرے لہذا پیش کرنا نظایر کا ضروری ہوا اور چونکہ یہ مسئلہ صرف
امر عقلی ہی نہین ہے جسمین فقط عقلی استدلال کافی ہو بلکہ ایک تاریخی واقعہ
ہے کہ مشہور واقعہ کو غلط ٹھہراکر اصلی واقعہ کا اثبات کیا جاتا ہے اور
تعلق اوسکا اوس مظلومہ سے ہے جسکے خاندان سے ایک دنیا کی
دنیا منحرف ہے اور عالم کا عالم دشمن جان و آبرو ہے کہ کسیطرح تحقیقات
واقعی کو قبول نہین کرتے ورنہ استبعادات عقلی ہی کافی ہوتی جیساکہ
عباسہ خواہر ہارون رشید کی پاکدامنی مذکور ہوئی لہذا اور بھی نظایر کا
دینا ضروری ہوا پہلی نظیر قول مولوی حیدر علی سے ہے دربارہ ابو حنیفہ
[illegible] ابھی مذکور ہوا دوسری نظیر جو خاص اسی ام کلثوم کے نام سے
متعلق ہے یہ ہے کہ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ علامہ ابن حجر عسقلانی مین ہے
کہ ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق تیمیہ تابعیہ سے ہے کہ بعد مرنے اپنے باپ
ابوبکر کے پیدا ہوئے اور یہ قصہ اوسکا موطا وغیرہ مین صحیح ہے چونکہ
بعض روایتین بلا سند دیگرے خود جناب رسالتمآب ص سے نقل کین
[illegible] سے ابن سکن [illegible] نے اونکو صحابہ مین ذکر کیا [illegible]
[illegible]

صـ ٣٢٣ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ

بنت عباس بن عبد المطلب کو علامہ مذکور لکھتے ہین کہ ابن اثیر نے لکھا ہے
کہ انسے جناب امام حسن ؑ نے عقد کیا بعد اونکے ابو موسے سے عقد کیا
بعد ازان عمران بن طلحہ سے عقد ہوا اوسکی مفارقت کے بعد پھر ابو موسے
کے مکان مین آئین اور وہین وفات کیا اور ظاہر کوفہ مین دفن ہوئین علامہ ابن
حجر لکھتے ہین کہ یہہ قصہ ام کلثوم بنت فضل بن عباس کا ہے نہ ام کلثوم
بنت عباس کا جس سے معلوم ہوا کہ اس علامہ ابن اثیر کو اشتباہ ہوا کہ ام کلثوم
بنت فضل بن عباس کا حال ام کلثوم بنت عباس کیطرف منسوب کر دیا
پس جناب ام کلثوم بنت جناب امیر ؑ کے بارے مین اونکے اشتباہ ہونے پر کیونکر
تعجب ہو سکتا ہے ہیتری نظیر جو نہایت درجہ اس واقعہ کے مماثل ہے
یہہ ہے کہ علامہ ابن قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین مسند امام احمد بن حنبل
سے اور ابن اثیر جزری اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ مین عمر بن
ابی سلمہ سے ناقل ہین کہ جب حضرت ام سلمہ عدہ وفات سے اپنے
شوہر ابی سلمہ کے فارغ ہوئین تو جناب رسالتماب نے اپنے عقد کا او نہین پیغام
بہیجا حضرت ام سلمہ نے بعد رفع عذر قبول کیا فقالت لابنھا عمر قم
رسول اللہ فزوجہ یعنے حضرت ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ اوٹھو اور
نکاح رسول اللہ کے ساتھہ کر دو پس اونہو نے نکاح کر
[illegible] تھی جسکو لڑکپن [illegible] قابل [illegible]
[illegible] واقعات [illegible]

۱۲ کذا نقل عنہ فی استقصاء الافحام جلد اول صہ ۱۳۱

کہ اس روایت مین خدشہ ہے کیونکہ یہہ عمر فرزند حضرت ام سلمہ وقت وفات
رسول نو برس کے تھے اور عقد حضرت ام سلمہ سنہ مین ہوا تو اوسوقت عمر بن
ام سلمہ تین برس کی ہونگی ور ایسا شخص اس قابل نہین ہے کہ وکالت نکاح
کر سکے جب یہہ اعتراض امام احمد بن حنبل پر پیش کیا گیا تو اونہونے کہا کو
کہتا ہے کہ عمر بن ابی سلمہ اوسوقت کمسن تھی ابن جوزی نے کہا کہ شاید
امام احمد بن حنبل کو عمر بن ابی سلمہ کے سن کی اوسوقت خبر نہ تھی حالانکہ
یہ سن عمر بن ابی سلمہ کا بہت سی مورخین نے لکھا ہے انتہے اس سے
غلطی اس روایت کی تاریخی واقعات سے اور اشتباہ اونکا بخوبی معلوم ہوا
ہے کہ امام احمد بن حنبل سا امام متبحر اپنی روایت غلط پر ایسا ثابت قدم
ہوا کہ اصل کمسنی عمر بن ابی سلمہ کا انکار کر دیا جو باتفاق مورخین ثابت ہے
آخر ان اغلاط اور مخالفت واقعات کے دفعیہ کے لیئے علماے اہلسنت
کو قائل ہونا پڑا کہ بوجہ اشتراک اسمی راوی مشتبہ ہوا چنانچہ وہی ابن القیم
بعدان مراحل کے فرماتے ہین کہ حقیقت یہہ ہے جو بعض علما نے کہا
کہ اصل وکیل نکاح از طرف ام سلمہ عمر بن الخطاب تھے جنسے ام سلمہ سے
[illegible] کے بعد قرابت ملتی ہے چونکہ نام عمر بن الخطاب اور [illegible] ام سلمہ [illegible]
[illegible] راویون کو اشتباہ ہوا اور وکالت نکاح کو طرف عمر بن ام سلمہ کے
[illegible] اوسوقت [illegible] قابلیت وکالت [illegible]

وہم ہوا کہ اونہون نے یہہ روایت کیا کہ رسول نے فرمایا اے لڑکے اوٹھ اپنی
مان کا نکاح کردے انتہے محصلا جس سے صاف معلوم ہوا کہ چونکہ
واقعات تاریخی کی مخالفت لازم آتی ہے اور خلاف قیاس بھی ہے
کہ سہ سالہ لڑکا وکالت نکاح کرے (حالانکہ الفاظ روایت کے صاف صاف
اسی پر دال ہین کہ اونہین عمر بن ام سلمہ نے وکالت نکاح کی کیونکہ
روایت مین ہے فقالت لابنہا عمر ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے نکاح
کرنیکو کہا اور دوسری روایت مین یہہ ہے کہ رسول نے فرمایا اے لڑکے
اوٹھ اپنی مان کا نکاح کردے جس سے بجز عمر بن ام سلمہ کے دوسرا عمر
ہرگز نہین سمجھا جا سکتا با اینہمہ شتباہ رواۃ کے قایل ہوے اور صرف
اشتراک نام عمر بن خطاب و عمر بن ام سلمہ کو اس اشتباہ کی دلیل قرار دیا
پس جاے غور ہے کہ جب صرف اسی بنا پر کہ سہ سالہ لڑکا کیونکر وکالت
کرسکتا ہے اشتباہ رواۃ کے قایل ہوے حالانکہ سیکڑون نظایر ایسے
افعال کے اطفال خردسال سے خود اہلسنت کے یہان موجود ہین با
اینہمہ غلطی ٹھہرای گئی وہ بھی خاص مسند امام احمد مین جسکو رفع اختلاف
کے لیئے امام سے کہتے ہین تو اس مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین کیون
ایسے اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک اسمی قایل نہین ہوتے جسمین کئی طرح
مخالفت واقعات تاریخی بھی ہے اور محال بھی لازم آتے ہین مثل اسکے
کہ جو لڑکی سن تمیز مین کم سے کم پانچ برس کی ہوتے [illegible]
[illegible]

اشتباہ نام

ومشاہدین وقت نکلح چار یا پانچ برس کی تہی وکس آدہی سال ہم بستری
کیونکر ممکن ہوگی اور جو لڑکی سنہ یا سنہ مین چار یا پانچ برس کی ہو قبل از
سنہ ۲۳ اوس سے دو لڑکے فیہ توام کیونکر پیدا ہو سکتے ہین اور جو شخص
عہد خلیفہ دوم مین شہید ہو چکا تہا وہ کیونکر بعد خلیفہ دوم زندہ ہوا اور پہر اوسکا
نکاح ہوا اور جسنے عہد معاویہ مین وفات کی اور جناب امام حسین ع نے نماز جنازہ
پڑہی وہ اسکے مدت بعد شریک معرکہ کربلا کیونکر ہوئین کہ مصائب کربلا کوفہ
وشام جہیل کر مدینہ منورہ واپس آئین اور مثل اسکے کراونکا نکاح چارمین
حضرت عبد اللہ بن جعفر شوہر زینب سے ہوا حالانکہ حضرت زینب اوسوقت
موجود تھین کہ اس صورت مین ارتکاب حرام یعنی جمع بین الاختین لازم
آتا ہے وغیر ذلک جو اصل کتاب مین بشرح وبسط تمام مذکور ہے اور
سابقا مرقوم ہوا پس ایسی صورت مین اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک نام
کیونکر قایل ہونگے محققین اخبار وناقدین آثار سے امید واثق یقین کامل
ہے کہ معروضہ فقیر کو جو سابقا مقدمہ مین مذکور ہوا خیال کرکے بلا تعصب
وحمیت صرف ان واقعات پر غور کرکے ان اغلاط وتحریفات کا دفیعہ
[illegible] جو سمجھے نظیر صحیح بخاری مین ہے انس بن مالک سے کہ ہم شراب
[illegible] سے تھے ابو عبیدہ جراح اور ابو طلحہ انصاری وابی بن کعب کو ایک
[illegible] نے اکر خبر دی کہ شراب حرام ہو گئی ابو طلحہ نے کہا شراب گرادو
[illegible] فتح الباری شرح صحیح بخاری مین [illegible]

فلان فلان درج ہے پھر بعد چند روایات کے کہتے ہین کہ انس کی روایت سے معلوم ہوا کہ شراب پینے والے اوس جلسہ مین گیارہ آدمی تھے کہ سات آدمیونکا نام معلوم ہوا اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین روایت کی ہے کہ ابو بکر و عمر بھی اوس جلسہ مین تھے مگر یہہ روایت با وصف صحت و پاکیزگی سند نہایت بری معلوم ہوتی ہے مجھے گمان ہوتا ہے کہ غلط ہوا اور یہہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ اوس روز ابو بکر و عمر ملاقات ابو طلحہ کو گئے ہون لیکن شراب نہ پی ہو بعد اوسکے روایت بزار سے معلوم ہوا کہ انس نے کہا کہ ہم شراب پلاتے تھے ایک جماعت کو جنمین ابو بکر بھی تھے ابن حجر کہتے ہین کہ یہہ ابو بکر مشہور بہ ابن شعوب ہے روایت مین ابو بکر کے نام ہونے سے لوگون نے یہہ سمجھا کہ وہ ابو بکر صدیق تھے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ دوسرا شخص ہے مگر ذکر عمر ابو بکر کے ساتھ اسکا قرینہ ہے کہ راوی کی غلطی نہین ہے اور وہ ابو بکر صدیق ہی تھے انتہے محصلاً و ملخصاً چونکہ مقصود راقم بیان مطاعن صحابہ نہ انتا شراب خواری خلیفہ اول جسپر نصوص روایات ابن مردویہ و بزار و [illegible] و اقرار ابن حجر عسقلانی موجود ہے نا اعلام می نوشتی خلیفہ دوم ہوا [illegible] ابن حجر و اظہار ابن الخطیب صاحب مستطرف و علامہ زمخشری صاحب ربیع الابرار ثابت ہے جسے کہ ابن العبد [illegible] ہے کہ [illegible] شراب تھے بلکہ مقصود بیان [illegible] [illegible] ابن عبادت سے بخوبی ثابت ہوا کہ [illegible] نے عرف [illegible]

وفی روایۃ حمی عن انس رضی اللہ عنہ ... صحیح مسلم ... رجوع ... [illegible]

[illegible]

غرض سے کہ برائت حضرت شیخ عتیق عیب شراب خواری سی ثابت ہو
باوصف وجود قراین متعدد جنکا خود اقرار کیا بلکہ باوصفیکہ بالاتفاق
چالیس برس تک اس سے اکبر کبایر یعنی شرک و بت پرستی مین مبتلا تھے
اور کوی اونکی عصمت کا بھی قایل نہین اور سند روایت مین کوی جای
گفتگو نہین با انہمہ بلا وجہ و بلا سبب فقط بہوا خواہی خلیفہ اول ایسی تاویل
و تحریف کے قایل ہوے کہ راوی بوجہ اشتراک نام مشتبہ ہوا دوسرے
ابو بکر کا حال ابو بکر صدیق کیطرف منسوب کردیا پس ان روایات عقد مین
اگر ذرا بھی خیال خدا و رسول ہوگا اور ذرہ برابر بھی محبت اہلبیت طاہرین
ہوگی بلکہ اگر کچھہ بھی عقل و نقل سے کام لیا جاویگا تو ضرور اشتباہ روات
کے بوجہ اشتراک نام قایل ہونگے جسکے خلاف مین بہت ابریش فساد
و لزوم محالات در پیش ہین خصوصًا درصورتیکہ برعکس اس روایت
صحیح بخاری کی جسکی صحت پر اجماع اہلسنت ہی روایات عقد موضوع
اور غلط ہون اور تمامتر راوی اسکے وضاع و دجال و کذاب مفتری ہون
جیسا کہ مابعد مذکور ہوگا انشاءاللہ **نظیر بخم** شیخ عبد الحق جنکو محقق
دہلوی کہتے ہین اپنے اسماء الرجال مشکوۃ میں بذیل ذکر اولاد خلیفہ
دوم فرماتے ہین کہ انکے تین بیٹونکا نام عبد الرحمن تھا عبد الرحمن اکبر
عبد الرحمن اوسط عبد الرحمن اصغر ونکی کنیت ابو شحمہ تھی
[illegible]

ص ۶ دیباچہ قلمی

اور تمیز نہین کر سکتے بلکہ با وصفیکہ دار قطنی سے ناقل ہین کہ عبد الرحمن
اوسط ہی ابو شحمہ تھا معذالک تیقن نہین ہوتا لطفے بر آن مزید یہ ہے
کہ مثل عدم تعیین شخص کے اصل قصہ بھی مختلف ہوگیا چنانچہ شاہ ولی اللہ
صاحب یہان تین روایت نقل کرتے ہین اول یہ کہ حبش عورت کے ساتھ ابو شحمہ نے بحالت نشہ
زنا کیا اور اوس سے لڑکا جنا یا وہ عورت خدمت خلیفہ مین لڑکا لائی اور فریادی ہوئے خلیفہ نے ابو شحمہ
کو پکڑوایا اور افلح سے حد جاری کرائی ادہر حد تمام ہوئی ورا ادہر ابو شحمہ مر گیا
دوسری یہ کہ ابو شحمہ نے خود بلا کسی نالش و فریاد کے اقرار کیا کہ ہمنے
زنا کیا حد لگاؤ خلیفہ نے چار مرتبہ اقرار لیکر حد جاری کرنا چاہا اوسپر
ابو شحمہ نے کہا عجب تعریض لطیف جگر سوز ہے جسنے زمانہ جاہلیت
یا اسلام مین میرے ایسی حرکت کی ہو وہ مجاز نہین ہے کہ ہمپر حد لگائے
پس جناب امیر نے اوسکے بڑے ماموں امام حسن سے فرمایا داہنا ہاتھ لو اور امام حسین
علیہ السلام سے فرمایا دست چپ تھام لو بعد ازان حضرت نے سولہ
کوڑے مارے تھے کہ ابو شحمہ کو غش آگیا گر پڑا حضرت نے حد موقوف
کی اور فرمایا (سبحان اللہ) بجا خدا سے کہدینا مجھپر اوسنے حد جاری کی
جسکے ذمے تیری کوئی حد نہین ہے تب عمر کو جوش آیا اور اوس
مردہ صفت سے تعریض کا بدلہ لینے چلے لکڑی ہوئی اوسپر سے
سو کوڑے مارے کہ وہ مر گیا تیسرے یہ کہ عمرو عاص جس زمانہ مین
حاکم مصر تھا عبد الرحمن بن عمر (ابو شحمہ) اور ابو سروعہ نے آکر
[illegible] کہ شراب [illegible] عمرو عاص نے [illegible]

صفحہ ۱۵۰ ازالۃ الخفا

فائدہ علمی

اگر حد نہ جاری کروگے تو اپنے باپ عمر کو خبر کرینگے تب عمرو عاص نے
حد لگائی اسکے بعد خلیفہ دوم کا خط عتاب آمیز آیا اور عبد الرحمن کو طلب کیا
بعد حاضری چاہا کہ حد لگائین عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ حد تو اسپر
جاری ہوچکی مگر عمر نے نہ مانا اور دوبارہ حد لگا کر قید کیا شاہ ولی اللہ
فرماتے ہین کہ ابو عمر نے استیعاب مین کہا عبد الرحمن اوسط یہی ابو شحمہ ہر
جسپر عمرو عاص نے مصر مین حد جاری کی بعد ازان عمر نے بلوا بھیجا اور دوبارہ
بطور ادب والد حد جاری کی کہ بیمار ہو کر مر گیا مگر اہل عراق کا قول ہے
کہ عمر کے کوڑے مارنے مین وہ مر گیا اور یہہ قول غلط ہے کہا زبیر نے
کہ عمر نے حد شراب جاری کی اس سے بیمار ہوا اور مر گیا انتہے اصل
قصہ سے ہمکو غرض نہین ہے کیونکہ سیکڑون مثالین اسکی حکام جور مین
موجود ہین کہ بغرض اپنے ناموری ور اشتہار عدالت و بے لوثی کے
ایسے امور ناجایز کے مرتکب ہوتے ہین حتے کہ حکام انگریزی سے
ہندو و مذہب کی ہزارون نظیرین روزمرہ دیکھی جاتی ہین لیکن یہ امر بخوبی
ثابت ہوا کہ بوجہ اشتراک نام رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تعیین ابو شحمہ
محدود کی نہوئی کہ تین عبد الرحمن مین یہ شخص کون تھا یہانتک کہ
اصل قصہ بھی ایسا مختلف اور مشتبہ ہوا کہ ایک کو دوسرے سے
[illegible] نہین حالانکہ خاص خلیفہ دوم کے فرزند ارجمند کا واقعہ ہے جس سے
[illegible] جنکی فضیلت و عدالت ثابت کیجاتی ہے
[illegible]

علیہا السلام کے بارہ مین بھی ایسے ہی اشتباہ رواۃ کو کیون نہین مانتے کہ
بوجہ اشتراک نام واحد چار شخصون مین رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تین شخصون کے
مختلف حالات کو جو تھے ہمنام کیطرف منسوب کیا حالانکہ بغرض اعلاے
مناقب خلیفہ دوم و توہین اہلبیت طاہرین یہان انکو ضرورت وضع وافترا
بھی درپیش ہی **چھٹی نظیر** جسمین خود مولوی حیدر علی سا عالم متبحر مبتلا ہوا یہ ہے کہ آپنے
رسالہ واہیہ حاطمہ مین فضل بن روزبہان مصنف ابطال الباطل کو روزبہان
بقلی مصنف عرائس تصور کر دیا ہے حالانکہ روزبہان بقلی صوفی مصنف عرائس بہت متقدم ہے فضل بن
روزبہان پر اشتراک لفظ روزبہان نے ایک جگہ صرف روزبہان ہے
دوسری جگہ فضل بن روزبہان انکو اشتباہ مین ڈالا پس جہان اس سے
زاید اشتراک نام ہو اور اسباب اشتباہ بھی موجود ہون اگر رواۃ مشتبہ
ہو جائین جنکی جہالت کا بھی اقرار ہے تو کیونکر تعجب ہوتا ہے جیسا کہ ناقلین
قصہ موضوع مین مشاہد ہے **ساتوین نظیر** اشتباہ بلا اشتراک
نام و بلا سبب کے صحیح بخاری و صحیح مسلم مین بذیل قصہ افک مرقوم ہے
کہ جب سعد بن عبادہ نے منافقین کی حمایت کی تو سعد بن معاذ نے
انکا جواب دیا اور سخت نزاع واقع ہوئی امام نووی اسکی شرح مین فرماتے ہین
کہ کہا قاضی عیاض نے یہ بیان سخت اشکال سے ہے جسکو آجتک کسی نے
نہین لکھا کیونکہ سعد بن معاذ دو برس قبل اس واقعہ کے شہید ہو چکے تھے
پس [illegible]
[illegible]

مین جو موجب حصول الیقین ہے یہہ تاویل کیجاتی ہے اور اشتباہ و وہم
رواۃ کا قایل ہونا پڑتا ہے تو جہان اسقدر مخالفت واقعات و لزوم محالات
کا سامنا ہو اور اسباب اشتباہ اور قراین و شواہد بھی اوسکے موجود ہون
کیون نہ اشتباہ رواۃ کا اقرار کرینگے خصوصًا درصورتیکہ اصل روایات بھی
موضوع و مکذوب ہون اور رواۃ اوسکے دجال و وضاع ہون آٹھوین نظیر
اسی قصہ افک مین ہے صحیح بخاری مین کہ حدیث کیا مسروق نے ام رومان
مادر عایشہ سے الخ اسپر حافظ ابو علی سعید خطیب بغدادی ابن عبد البر
قاضی عیاض ابراہیم بن یوسف ابو القاسم سہیلی ابو الفتح اندلسی علامہ مزی
علامہ ذہبی ابو سعید صلاح الدین وغیرہ وغیرہ جو اکابر محدثین و اعاظم ائمہ دین
اہلسنت سے ہین بالاتفاق معترض ہین کہ ام رومان تو بعہد آنحضرت سنہ ۶
ہجری مین مری کہ خود حضرت اوسکے قبر مین اوترے اور دعا فرمائی اور کہا
جسکو حور العین کی صورت دیکھنا منظور ہو وہ ام رومان کو دیکھے پس ام
رومان سے اور مسروق سے ملاقات کیونکر ممکن ہے کیونکہ ام رومان
سنہ ۶ مین مرے اور مسروق خلافت ابو بکر یا عمر مین آیا پس روایت کیا [illegible]
کیونکر ممکن ہے [illegible] کی تاویل یہہ نکالی کہ راوی نے خطا [illegible]
[illegible] مجہول کہا ہو جسکے معنی یہہ ہوسے کہ ام رومان سے کسی نے سوال کیا [illegible]
[illegible] سالت کہا جسکے معنی یہہ ہوتے [illegible] خود پوچھا [illegible] غلط ہے
[illegible]

قصہ وفات ام رومان واعتراض علما

غلط کیا جس سے وہ سارے فضائل موضوعہ بھی ہوا ہو گئے چنانچہ
تفصیل اسکی عقبات الانوار صـ مین مذکور ہے پس جب اعاظم علما کے
نزدیک اشتباہ در رواۃ کا ہونا خود صحیح بخاری کی روایت مین ممکن ہوا تو ان
روایات عقد مین اشتباہ در رواۃ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے **نوین نظیر**
صحیح بخاری صـ مین مسروق سے روایت ہے کہ کہا ابن مسعود نے کہ جب قریش نے
اسلام قبول کرنے مین دیری کی تو جناب رسالت مآب نے اونپر بد دعا کی
جسکے بدولت وہ سب قحط شدید مین مبتلا ہوئے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے
ہڈیان مردار کھانے کی نوبت آئی تب ابو سفیان حضرت کے پاس آیا اور
کہا اے محمد تم حکم کرتے ہو کہ ہم لوگ صلہ رحم کرین حالانکہ تمہاری قوم
ہلاک ہوئی خدا سے دعا کرو پس حضرت نے آیہ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان
مبین کی تلاوت کی بعد ازان پھر اونہون نے کفر کیطرف رجوع کیا اسکے طرف
اشارہ ہے قول الٰہی مین یوم نبطش البطشة الکبریٰ کہ مراد اوس سے روز بدر ہے
اور اسباط نے منصور سے اس روایت پر یہ زیادہ کیا کہ حضرت نے دعا کی
تو بارش ہوئی سات روز تک پانی برستا رہا جب لوگون نے کثرت بارش
کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا اللھم حوالینا ولا علینا تب ابر دور
وقع ہوا اور اطراف کے لوگ سیراب ہوئی تمام ہوئی روایت صحیح بخاری کی
علامہ محمود بن احمد حنفی عمدة القاری مین شرح اسکے فرماتے ہین لوگون نے
اس اسباط والی روایت پر اعتراض کیا ہے کہ داودی نے قصہ مضر
قصہ قریش مین داخل کر دیا [illegible] عبدالملک [illegible] اسباط و [illegible]

عبقات الانوار صـ ۲۵۹ جلد اول لدھیانہ

صـ ۱۳۹
باب اذا استشفع المشرکون بالمسلمین عند القحط
[illegible]

کیونکہ سند عبداللہ بن مسعود مین اور قول انس بن مالک مین (یعنے بارش والا مضمون) ترکیب کر دیا ایک کی سند کو دوسرے کی متن روایت سے
ملادیا ومیاطی نے کہا کہ پہلی روایت عبداللہ بن مسعود ہے جو واقعہ
مکہ ہے اوسمین یہ قصہ دوسری روایت کا نہین ہے تعجب ہی بخاری ہے
کہ اس روایت مختلط کو نقل کیا حالانکہ بہت سی روایتین اسکے مخالف ہین
بعض نے تائید بخاری مین کہا ممکن ہے دو مرتبہ یہہ قصہ واقع ہوا ہو مگر یہ
احتمال محض لغو ہے کہا کرمانی نے اگر تو کہے کہ قصہ قریش و التماس ابو سفیان
مکہ مین ہوا تھا نہ مدینہ مین تو ہم کہینگے کہ اصل قصہ مکہ کا ہے اور جسکو اسباط نے
ملا دیا وہ مدینہ کا قصہ ہے (تمام ہوا کلام عینی) پس جب خود صحیح بخاری مین ایسا
اختلاط ہوا کہ مکہ کا قصہ مدینہ کے قصہ مین ملا کر راویون نے معجون مرکب بنایا
جسکی بدولت بخاری کی تصحیح ہوئی تو ان روایات عقد مین اگر چہ صحیحین مین ہے
نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحۃ مین نہ کوئی روایت بھی صحیح ہو
ایسا اختلاط اور امتزاج ہوا کہ بنت ام کلثوم کے مختلف حالات کو بوجہ اشتراک
نام جو تھی ہمنام کیطرف منسوب کیا تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے بہر کیف اگر چہ
ایسے اشتباہ روایات اہلسنت مین ہزارہا مقام پر ہین چنانچہ کتاب
مستطاب استقصار الافحام و عبقات الانوار و تشیید اثنا عشریہ مین مفصلاً مرقوم
[illegible] استقصار بیان نہین لکہ سکتے لیکن [illegible] اشتباہ و خطا کی نظیر بنیاد دفعہ
[illegible]

پہلے یہہ کہ ابن حزم نے گمان کیا کہ حضرت نے قبل تشریف لیجانے کے فرمایا کہ
رمضان کا عمرہ برابر حج کے ہے حالانکہ یہہ صریح غلطی ہے کیونکہ حضرت نے
بعد معاودت از حجۃ الوداع یہہ فرمایا نہ قبل دوسرے یہ کہ بیان کرتے ہین
حضرت پنجشنبہ ۲۴ ذیقعدہ کو روانہ ہوُے حالانکہ تشریف لیجانا حضرت کا
بہ یقین روز شنبہ کو ہے تیسرے یہہ کہ طبری نے بعض کا قول ذکر کیا
کہ حضرت بروز جمعہ بعد نماز روانہ ہوے حالانکہ محض غلط ہے کیونکہ روانگی
حضرت کے روز شنبہ ہے چنانچہ طبری اور واقدی کا بھی یہی قول ہے
مگر یہ بھی واقدی نے تین خطا کی ایک یہہ کہ کہا حضرت نے ذوالحلیفہ
مین نماز دو رکعت پڑہے دوسرے یہہ کہ کہا حضرت نے اوسی روز بعد نماز ظہر
احرام باندہا حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت شب کو ذوالحلیفہ مین مقیم رہے
دوسرے روز احرام باندہا تیسرے یہہ کہا کہ وقفہ روز شنبہ کو ہوا حالانکہ
غلط ہے چوتھے یہہ کہ قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت نے وہین قبل غسل
خوشبو لگائی اور وقت غسل دہو ڈالے حالانکہ محض وہم ہے پانچوین
ابو حزم نے کہا کہ احرام قبل ظہر باندہا حالانکہ غلط ہے کسی حدیث مین
منقول نہین ہے چھٹین ابو حزم نے کہا ہدے حضرت کے ساتھ اور بعض
اصحاب کی تھی یہہ بھی غلط ہے ساتوین یہہ کہ بعض نے کہا کہ حضرت نے
وقت احرام تعیین نسک نہین کیا حالانکہ غلط ہے اوسنے کہا کہ عمرہ مفردہ
کے تعیین کے مع تمتع جیسا کہ قاضی ابو یعلیٰ و صاحب مغنی وغیرہ کا قول ہے
یہہ بھی غلطی کی اور جنہون نے کہا کہ مجرد افراد کی تعیین کی کہ حضرت دوسرے

عمرہ نہ کیا اوسنے بہی وہم کیا اور جسنے کہا کہ تعیین عمرہ مفردہ کے کی تھی اور
اوسپر حج کو داخل کیا اوسنے بہی وہم کیا اور جسنے کہا کہ حج مفردہ کے تعیین سے تھے
اوسپر عمرہ کو داخل کیا بعد حج اوسنے بہی وہم کیا آٹھوین یہ کہ طبری سنے کہا
اثناے راہ مین حجۃ الوداع کے ابو قتادہ نے جو محرم نہ تہا حمار وحشی کا
شکار کیا اور حضرت سنے کہایا حالانکہ یہہ قصہ عمرہ حدیبیہ کا ہی نہ حجۃ الوداع کا
نوین طبری نے بعض سے نقل کیا ہے کہ حضرت مکہ مین سہ شنبہ کو داخل
ہوے حالانکہ یہہ غلط ہے داخلہ حضرت کا یکشنبہ نہم ذی الحجہ کو ہے دسوین
قاضی وغیرہ کا قول ہے کہ حضرت بعد طواف وسعی محل ہوے حالانکہ غلط ہے
گیارہوین بعض نے گمان کیا کہ حضرت وقت طواف رکن یمانی کا بوسہ لیتے تھے
حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت نے تقبیل حجر اسود فرمائی تھی بارہوین قول
ابن حزم ہے کہ حضرت نے وقت سعی تین شوط مین رمل کیا اور چار شوط مین مشی کی
حالانکہ خلاف ہے اور دعوے اتفاق اسپر غلط ہے تیرہوین وہم کیا جسنے کہا کہ
طواف درمیان صفا ومروہ کے چودہ شوط اور ذہاب وسعی ایک مرتبہ تھا
چودہوین جسنے گمان کیا کہ حضرت سنے پر روز نحر قبل از وقت نماز صبح رمی کیا اوسنے
بہی غلطی کی ہے پندرہوین جو قائل ہوا کہ حضرت نے ظہر وعصر عرفہ اور مغرب و
عشا اوس شب کو دو اذان دو اقامت سے پڑہے اوسنے بہی غلطی کی اور
جسنے کہا کہ صرف دو اقامت سے نماز پڑہے اذان مطلقا نہ [illegible]
[illegible]

اقامت فرمائی سولہوین وہم کیا اوسے جو قائل ہوا کہ حضرت نے
بروز عرفہ دو خطبہ پڑہے اور درمیانمین بیٹہ گئے اور موذن نے اذان کہی
بعد اذان دوسرا خطبہ شروع کیا اوسکے بعد اقامت صلاۃ ہوئی کہ کسی
حدیث مین یہ مضمون نہین بلکہ جابر والی حدیث مین تصریح ہے کہ بعد کمال
خطبہ بلال نے اذان و اقامت کہی پس حضرت نے نماز ظہر پڑہی بعد خطبہ
کے سترہوین ابو ثور نے کہا کہ جب حضرت منبر پر تشریف لیگئے موذن نے
اذان کہی بعد فراغ اذان حضرت نے کہڑے ہو کر خطبہ پڑہا حالانکہ یہ
قول وہم ظاہر ہے کیونکہ اذان بعد خطبہ ہے اور جسنے یہ روایت کی
کہ ام سلمہ لیلۃ النحر کو آئین اور حضرت نے حکم دیا کہ بوقت نماز صبح مکہ مین آئین
اوسنے بہی خطا کی اٹھارہوین جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر طواف
زیارت کو رات ہونے تک موخر فرمایا اوسنے بہی خطا کی انیسوین اوسنے بہی
خطا کی جو قایل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ کوچ کیا ایک دن کو دوسرے شب کو
بیسوین اوسنے بہی وہم کیا جسنے یہ بیان کیا کہ بروز نحر طواف قدوم کیا بعد اوسکے
زیارت کا طواف کیا اور راوسنے بہی وہم کیا جسنے کہا کہ حضرت نے سعی
فرمائی طواف کے ساتھ اکیسوین جو قایل ہوا کہ حضرت نے بروز نحر مکہ مین نماز ظہر
پڑہی اوسنے بہی وہم کیا اور جسنے گمان کیا کہ حضرت نے وادی محسر مین جلدی
نہ کی اوسنے بہی وہم کیا بائیسوین طاوس وغیرہ کو وہم ہوا کہ قایل ہوئے
حضرت ہر شب کو منی سے خانہ کعبہ مین تشریف لاتے تہے تیئسوین اوسنے
بہی وہم کیا جو قایل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ عمرہ فرمایا اور جسنے گمان کیا کہ حضرت نے

مکہ کو خروج و دخول مین بطور دائرہ قرار دیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے یہ
گمان کیا کہ حضرت نے محصب سے طرف مکہ عقبہ کے انتقال کیا اوسنے بھی وہم کیا
پس یہ کل اوہام ہین جسپر ہمنے اجمالًا و تفصیلًا تنبیہ کی (تمام ہوا خلاصہ کلام ابن القیم
زاد المعاد مین) پس جب صرف واقعہ حجۃ الوداع مین ان علماء اہلسنت کو سقدر
اوہام لاحق ہوئے جسکی تعداد قریب پالیس کے ہے تو واسطے برد دیگر وقایع
کیونکہ حج انکے اصول دین مین داخل ہے ہمیشہ عمل کی ضرورت دامی ہے روزمرہ
حج کرتے ہین اور حضرت کا یہ آخری حج تہا اسی غرض سے کہ تعلیم احکام
حج ہو جاوے حتے کہ آیۃ اکملت لکم دینکم اسی حج مین بقول خلیفہ دوم
نازل ہوئے بلکہ امارت حج بقول شاہ ولی اللہ لوازم خلافت خاصہ سے ہے
جس سے عیاذًا باللہ جناب امیر محروم رہے سوا اسکے کوئی ضرورت
وضع و افتراء رواۃ بھی نہین پائی جاتی یا انیہمہ جب اکابر علماء اہلسنت
کو ایسے اوہام و اغلاط پیش آئے تو اس مسئلہ مقدمہ مین انکے اوہام اور
اغلاط اور اشتباہ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے جو نہ داخل اصول دین ہے
نہ ضرورت عمل صرف علم ہی علم ہے کہ بفرض وقوع حسب مرحوم اہلسنت
خیال بہت سے فضائل خلیفہ دوم ہین انکے بیان نکین سے یہ بھی ایک
اور ضمن ان ضرورت تحقیقات بھی نہین ہے بلکہ ضرورت وضع و افترا حسل و
ثابت الخ موجود ہے پس ایسی حالت مین جو موضوع ہونا ان روایات
کا ہے اور اوہام اشتباہ کی ہو دکت [illegible]

ج مین مذکور ہوئے پس ان اوہام پر تعجب ہوتا اور ان اغلاط پر اسناد و صدقنا
کہنا سراسر حیرت خیز ہے گیارہوین فطیر ابو الفضل محمد بن احمد بن عبد اللہ
بن عبد المجید بن اسماعیل معروف بحاکم شہید متوفی ۳۳۴ھ کتاب کافی مین شمس الائمہ
ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی متوفی ۴۸۳ھ کتاب مبسوط مین فخر الدین
حسن بن منصور اوزجندی فرغانی معروف بہ قاضیخان متوفی ۵۹۲ھ اپنے فتاوے مین
کہ مشہور بہ فتاوی قاضی خان ہے برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی متوفی
۵۹۳ھ کتاب ہدایہ مین ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد قاضی محتسب بخاری متوفی
۶۱۹ھ اپنے فتاوے کہ مشہور بہ فتاوی ظہیریہ ہے فخر الدین ابو محمد عثمان
بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ تبیین الحقایق شرح کنز الدقائق مین اکمل الدین محمد
بن محمود بابرتی الحنفی متوفی ۷۸۶ھ عنایہ شرح ہدایہ مین ابوبکر بن علی معروف بحداد
عبادی متوفی سنہ ۸۰۰ھ سراج وہاج شرح مختصر قدوری سے
بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ رمز الحقایق شرح کنز الدقائق
عالم بن علاء الحنفی فتاوے تاتارخانیہ مین وجیہ الدین [illegible]
ارزنجانی حدائق الازہار شرح مشارق الانوار [illegible] الیاس شرح وقایہ مین
ابو المکارم شرح وقایہ مین یوسف اعور رسالہ رد مذہب شیعہ مین [illegible]
[illegible] خزانۃ الروایات مین اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد
اور دیگر علماء کبار اہلسنت جنکی تحقیقات و فتاوی پر دین ایمان اہلسنت کا
مبانہ ہے کا سامی گرامی [illegible] جلد اول [illegible]
[illegible] مع نقل عبارات [illegible] ہے اور [illegible] اصل کتاب [illegible]

[illegible]

لکھی ہے اون سہون کا بالاتفاق بیان ہے کہ امام مالک کے نزدیک

متعہ جائز ہے حتے کہ شمس الایمہ سرخسی وغیرہ نے دلائل جواز متعہ بھی امام

مالک سے نقل کئے کہ کن دلیلون سے وہ جائز بتاتے ہین جب اقوال

ان علماء فحول کے اہلسنت کے سامنے پیش کئے گئے تو اون سبکا جواب

یہی دیا چنانچہ قول فاضل رشید ہی از صاحب ہدایہ در نقل مذہب مالک خطا واقع

شدہ و بعض علما را کہ صاحب رسالہ نامبردہ در مولفات خود تبعیت صاحب ہدایہ

نمودہ اند پس ہرگاہ اس مسئلہ مین کہ قدیم الایام سے اسکے حلت و حرمت مین

درمیان شیعہ و سنی گفتگو چلی آتی ہے اور الزام عظیم خلیفہ دوم پر وارد کیا ہے

جیسا کہ ناظرین کتب کلامیہ پر مخفی نہین ہے بقول فاضل رشید صاحب ہدایہ نے

ایسی غلطی صریح کی کہ اوس متعہ کے جواز و حلال ہونے کے نزد امام مالک

قائل ہوے جسکو کس مشقت سے خلیفہ دوم نے حرام کیا تھا اور بقول فاضل مذکور

دیگر علما نے بھی غلطے فاحش مین صاحب ہدایہ کی متابعت کی اور انکے

مذہب کے نقل کرتے چلے گئے جسمین نہ کوی وجہ اس خطا کی معلوم ہوتی ہے

نہ کوی سبب اشتباہ بلکہ طرہ اسپر یہ ہے کہ برخلاف حکم حضرت عمر جو جناب امیر

اور عبد اللہ بن عباس اور عمران بن حصین [illegible]

وغیرہ قائل بجواز متعہ تھے جس سے معلوم ہوا کہ اگر جناب رسالتمآب نے

[illegible] منع کیا تھا [illegible]

بلکہ امام فخرالدین رازی سنے جو دربارہ جواز متعہ عمران بن حصین صحابے
سے نقل کیا اوسکے بارمیں رشادت پناہ فرماتے ہین کہ امام رازی سے
خطا ہوئی اور اس عار کے دفعیہ کے لئے علمائے کرام کے تخطیہ با خود باکو
نقل کرتے ہین حالانکہ علامہ نیشاپوری اور امام ثعلبی وغیرہ بھی اوس روایت
کے ناقل ہین جسمین امام رازی خطاوار بنائے جاتے ہین پس جب ایک
ایک مسئلہ مین اتنے صحابہ وخلفا وائمہ وعلما خطا کرین سہو فرمائین تو اس
مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین اگر ایسی خطائے فاحش ان علما سے سرزد
ہوئی ہو جنہونے یہہ روایت ذکر کی اور یکے بعد دیگرے اوسکو نقل کرتے گئے
کہ تعداد اس جماعت خاطئین کی کم ہے پہلے جماعتون سے تو کیونکر جائے
تعجب ہوسکتا ہے حالانکہ دونو صورتون مین فرق بین نمایان ہے کہ یہان
بقطع نظر از ضرورات جعل وافترا اشتباہ روات بہت اچھی طرح ثابت ہے
اور اسباب اشتباہ بھی موجود بخلاف مسئلہ متعہ کے کہ کوئی خاص وجہ اشتباہ
وصدور خطا [illegible] یکے بعد دیگرے [illegible]
دلائل قویہ کے اب کسکو اسمین شبہہ رہیگا کہ روات اس مسئلہ مین [illegible]
نام مشتبہہ ہوئے اور باشتباہ ہمنامون کے دو مختلف واقعے جو تھے
ہمنام کیطرف منسوب کر دئے اور دیگر علما نے متابعت ونقل کی اور باتحقیق
تفصیل اس واقعہ کو اسی حقیقت سے لکھ یا از بسکہ جناب شیخ [illegible]
علامہ [illegible] اس مسئلہ کے بارے مین فرماتے ہین کہ جو روایت
[illegible]

بن بکار ہے اور وہ نقل مین موثوق بہ نہین تہا اور متہم تھا اوس باب مین جسکو وہ
ذکر کرتا ہے بسبب دشمنی امیر المومنین علیہ السلام کے اور وہ غیر مامون ہے یہانتک
کہ فرماتے ہین حاصل اسمین یہہ ہے کہ ابی محمد حسن بن یحییٰ صاحب علم النسب نے
اپنی کتاب مین اس روایت کو نقل کیا چونکہ وہ شخص سادات علوی مین سے تہے
لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہ امر حق اور واقعی ہے ورنہ یہ علوی کیون نقل کرتا حالانکہ
اونہوں نے اسپر نہین غور کیا کہ اس علوی نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہے انتہے
کلامہ الشریف بقدر الحاجتہ پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اول موجد اس افترا کا
زبیر بن بکار ناصبی ہے کہ اوس سے ابی محمد حسن بن یحییٰ نے نقل کیا بعد اسکے
لوگ اسیوجہ سے مشتبہ ہوے اور بہت اشتباہ بڑہا اور بقول مولوی حیدر علی جسطرح زمانہ
ابو حنیفہ مین بہت سی مسائل خلاف واقع ابو حنیفہ کوفی کیطرف بوجہ اشتراک
نام منسوب ہو جسکی تحقیق بعضونکو اوسوقت ہوی بعضون کو نہوے اور
متاخرین نے طوق تقلید گلے مین ڈالکر بلا تحقیق تفحص اون معائب کو نقل کیا
اوسیطرح اس مسئلہ مین بھی متاخرین نے بتقلید واضعین متقدمین یا مشتبہین
سابقین بلا تحقیق و تفحص انہین روایات کو نقل کیا درپے تحقیق نہوے اور متعدد
ام کلثوم کے مختلف حالات مین جو مجبو صینا کر ایک کی طرف منسوب ہوے
تمیز نکر سکے یا بالقصد یا زاسطہ الاحق واضح ہوتا ہے ہلکا لفھمنا النعد یہم سبنا
[illegible] تقریر [illegible] تقریر [illegible] متعلقات مین جو فرق ہے [illegible]
[illegible]

کہ جب روایت احکام حلال و حرام ہو تو اوسمین تشدد کرو اور جب بیان فضائل وغیرہ
مین ہو تو اوسمین مساہلہ کرو اور تحقیقات مین تشدد نہ کرو جیسا کہ سعی مشکور مولوی
عبد الحی مین ہے پس جب عموماً احادیث فضائل کے لیے یہ قانون مقرر ہو
تو واسطے بر حال فضائل عالیہ موضوعہ خلیفہ دوم جنکے لئے ہزارون موضوعات
کی یوہین ضرورت ہوتی ہے مگر **افسوس یہ** ہے کہ عمل درآمد اس قانون کا
صرف دربارہ خلفا و صحابہ و ائمہ مقبولین اہلسنت ہی ہوتا ہے جناب امیر ع اور
اہلبیت طاہرین کے لیے تو برخلاف اسکے آیات محکمہ اور روایات صحیحہ و یقینیات کی
بھی تکذیب کرتے ہین جیسا کہ ناظرین تحفہ و ازالۃ الغین پر مخفی نہین لیکن شیعون کی
شکایت اہلسنت سے اس بارہ مین بیکار ہے کیونکہ جب انبیاء کرام کے ساتھ بھی
انکے یہی برتاو ہین کہ بجاے اظہار فضائل و مناقب و انکے حقائق حالات
کو مکرتے ہین اور درپے تحقیق نہین ہوتے مساہلہ کرتے ہین تو اہلبیت
کے بارہ مین کیا امید کیجاے دیکھیے علامہ ابن حجر مکی نے کتاب منح مین جہان
اسکی تحقیقات کی ہے کہ [illegible]
[illegible]
[illegible] ثابت [illegible]
اور ہین علامہ مذکور بعد تحقیقات بیشمار تحقیق یہ حضرت ابراہیم مین فرماتے ہین
[illegible] کہا جاتا تھا چونکہ اہل عرب چچا کو باپ کہتے تھے اسوجہ سے
[illegible] کا اختلاف ہوا قاعدہ جمع بین الاحادیث [illegible]
[illegible]

صفحہ ۱۹۸ سعی مشکور ... ان الرسل ... ان ابا ابراہیم ... تعدیلہ و تکذیب ... الطاہرین ... صفحہ ... ۲۸۵ مع ... بتفصیل ... الیہ ۱۲

ص ۶۱ مدارج النبوة ج ۲

پوری نہ کی اسمین مساہلہ اور سستی کی نتھے اور شیخ عبد الحق صاحب مدارج النبوۃ
مین فرماتے ہین متاخرین اثبات کردہ اند کہ آباء و اجداد آنحضرت پاک و مصفا
بودند از دنس شرک و کفر جس سے معلوم ہوا کہ متقدمین اہلسنت کو اسکی تحقیق
نہوئی یا دیدہ و دانستہ امر خلاف کے قایل ہوے ہای افسوس صرف
خلفا کے معائب پوشی نے ان لوگون کو کن کن امور مین مبتلا کیا کہ آبا انبیا
کرام کے کفر کے قایل ہوئے بلکہ ہواخواہی حضرت فاروق بغرض مساوات
نسب رسول مین بھی قدح کی ہے کہ بتصریح محمد بن فضل اللہ المحبی خلاصۃ الاثر
فی اعیان القرن الحادی عشر مین ملا علی قاری نے ایک رسالہ مشتمل بر
اسارت ابوین آنحضرت صلعم تصنیف کیا اگرچہ تصنیف نہوتی تو اوسکے
تالیفات و تصنیفات کے فوائد سے دنیا مملو ہو تی نتھے چونکہ یہہ واقعہ نہایت
شرمناک واقعہ ہے جس سے مخالفین اسلام کو خندہ زنی کا موقع ملتا ہے
لہذا یہان نہین لکھ سکتے اصل کتاب پر مع رد محول ہے بہر کیف جب ایسے
امور عظیمہ مین ان لوگون نے مساہلہ کیا بلکہ درحقیقت افترا کیا اور انتساب انبیا
ان اغراض باطلہ سے مقدوح و مخدوش کیا تو اگر انہین اغراض سے اس مسئلہ
[illegible] مساہلہ کیا اور طالب تحقیق نہ ہے یا [illegible]
فاروق کے لیے افترا پردازیان کین ہون [illegible]
[illegible] نہین کیونکہ اسکے لیے [illegible]

مع نظایر و دلایل و وجوہ اشتباہ بیان کیا ہے ثابت قدم ہین وہ صاحب گفتگو کرتے ہین کہ رواۃ کو بوجہ اشتراک نام اس مسئلہ مین اشتباہ ہوا اور اس نسبت مین اونسے خطا ہوئی دیگر علما و رواۃ بھی بہ تبعیت اونکے مبتلا سے خطا و وہم و اشتباہ ہوتے گئے درپے تحقیق نہوے ورنہ جیسا بعد بعثت مدید اسلام آبا و اجداد انبیاء کرام علیہم السلام کا انکو پتہ ملا اور طہارت نسب سرور انام کا سراغ لگا یہہ بھی ضرور معلوم ہوتا کہ یہ نسبتین بھی محض غلط اور سراسر تہمت اصل سے بحث ہین نہ خلیفہ نے خواستگاری کی نہ عقد ہوا نہ دوسرا کوئی امر بلکہ اصلیت اسیقدر ہے کہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابوبکر سے خطبہ عقد کیا اوسنے انکار کیا حسب استدعا بی بی عائشہ عمرو عاص نے مکر و حیلہ سے کام لیا کہ پھر فتنہ فرو ہوا اور زوجیت ام کلثوم بنت جرول خزاعی جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم کے زوجہ تھی اور اوسکے بطن سے عبداللہ بن عمر و زید بن عمر وغیرہ پیدا ہوئے تھے کہ ان مان بیٹے نے بعہد معاویہ ساتھہ وفات کی اور نیز زوجیت ام کلثوم بنت عقبہ جس سے بمقام حدیبیہ خلیفہ نے بعد اسلام عقد کیا تھا سبب اشتباہ رواۃ ہوا جب سبب اشتراک نام وقوع عقد و تولد زید و وفات [illegible] وغیرہ سب امور حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر کیطرف منسوب ہوگئے مرد ناقلین آثار و حاملین اخبار نے بالخصوص اون علما نے جنکو اثبات موافقت [illegible] اور رابطہ کے سب سے زیادہ منظور تھی مثل ابن شہاب مصنف کتاب [illegible] وغیرہ کی و نیز غلط و [illegible] [illegible] مسمی اپنی [illegible]

[illegible]

قبول کرلیں تو سبحان اللہ نعم الوفاق کیونکہ مدار اونکی حقیت و بطلان کا کچہہ اسی
قصہ پر نہیں ہے نہ خلیفہ دوم کے ایمان و فضیلت کا ثبوت اس عقد پر منحصر ہے پہر کیون
ناحق ایذا دہی خدا اور رسول کی جاوے اور اگر مصالحہ و مباہلہ سے فرار کرین اور
خلاف حکم خدا اور رسول حدیث موالی قصہ کیطرح اپنی اہنین روایات موضوعہ
واہیہ پر اڑے رہیں تو بدرجہ مجبور ہے ہم بھی اونکی خدمت گذاری سے باز نہ رہینگے
اونہین کے قواعد و اصول کے مطابق غلطی بلکہ موضوعیت انکی روایات کی
ثابت کر دکہائینگے بحول اللہ و قوتہ تعالے **مقالہ ثانیہ** یہ امر تو
یقینی ہے کہ جب کسیکو خدا اور رسول کا خوف نہیں ہوتا تو نہ اوسکو کچہہ دین و ایمان کا
پاس ہوتا ہے نہ کذب و افترا سے پرہیز خصوصاً در صورتیکہ اس جہوٹ سے
کوئی غرض بہی نکالنا ہو خواہ وہ غرض کسیکی عداوت سے متعلق ہو یا کسیکے
بیجا محبت سے دیکہئے **حضرت مریم** علیہا السلام پر اعدائے دین نے
کیا کیا تہمتیں لگائیں جسکی پروردگار عالم کو اپنے کلام مجید مین کرنی پڑی چند
سورتوں میں اونکی پاکدامنی و عصمت و عفت پر شہادتیں فرمائیں حالانکہ وہان تہمت
لگانیوالوں کو صرف عداوت اسکا باعث ہوئی کیونکہ اس تہمت سے عیاذاً باللہ بجز
ابطال ایک آیۃ الٰہی یعنے نبوت صادقہ حضرت عیسی روح اللہ علی نبینا و
علیہ الصلوٰۃ کے دوسرا کوئی فائدہ نہ تہا بخلاف اس مسئلہ عقد [illegible]
[illegible] کلثوم علیہا السلام کے عداوت و محبت کی دونون غرضین
[illegible]

مقالہ ثانیہ اثبات موضوعیت روایات

کیا کیا بہتان نہ جوڑے گئے تھے کہ عیب پوشی نسب کے لیے

نسب مطہر سرور عالم مین قدح کی گئی بلکہ بالخصوص نسب خلیفہ دوم کے

مماثلت مین اوسکو پیش بھی کیا اور خوف دارو گیر الحق سے آخر

اوسکے قباحت پر متنبہ ہو کر خود ہی اوسکو باطل بہی کیا اور اوسکے

قایل کو کافر بنایا پس ان لوگون سے ایسا اتہام لگانا کیونکر

تعجب خیز ہو سکتا ہے خصوصًا درصورتیکہ یہی بغض و نفاق اصل

اصول مذہب قدر یائی اور اہالیان سلطنت کی بہی دلی خواہش

کیا خوب تقریر کی ہے ابوجعفر اسکافی نے بجواب جاحظ عثمانی

کہ اگر خیال غلبہ جہل و حب تقلید نہوتا تو اس عثمانی سے کے جواب

دینے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ سب جانتے ہین دولت و سلطنت

اونہین کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے [illegible]

ہون اور سب آگاہ ہین کہ قدر و منزلت اونہین علما و شیوخ کے

ہوتے تھے جو فضائل [illegible] کتابین [illegible]

[illegible] تائید [illegible] ہے کہ بدون اسکے کسیطرح دنیا سے

تمتع ممکن نہ تھا پس ان محدثین نے بہی کوئی دقیقہ ایسی [illegible] کے

[illegible] مین اوٹھا نہ رکھا اور چونکہ یہ امر بدون [illegible]

[illegible] مطالب ممکن نہ تھا [illegible] طرح در پے ہوئے [illegible]

[illegible]

کرین اور منبرون پر لعن کرین اور اونکے یعنے اولاد علی کی یہ حالت تھی کہ اونکے
دشمنون کی قطار روز مرہ بڑہتے جاتی ہے اور تلوارین اونکے خون سے
رنگی جاتی ہین تعداد کم ہوتی جاتی ہے کوئی کہین قتل ہوتا ہے کوی اسیر ہوتا ہے
کوئی کہین پوشیدہ ہو رہا ہے غرض عجب عالم خوف وبیم وترس ہے یہانتک
کہ فقیہ محدث قاضی متکلم سبکے سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہین
کہ انکے فضائل نہ بیان کروانکے گرونہ پہنچے نوبت بدینجا رسید کہ محدثین مارے
خوف کے جناب امیرؑ کا نام نہین لے سکتے اگر کسی حدیث مین حضرت کا ذکر ہے
تو یون تعبیر کرتے ہین کہ کہا ایک مرد نے قریش سے یا ایسا کہا ایک مرد قریش نے
مگر نام نہین لے سکتے انکی تو یہ حالت ہے اما اہل مذہب جتنے ہین وہ سب اسی پر
تلے بیٹھے ہین کہ فضایل ومناقب کو انکی باطل کرین تاویلات بعیدہ اور حیلہ
ومکر سے کام لین خارجی ہون یا ناصبی عثمانی ہو یا معتزلے یا جو فرقے
ان فرقون سے پیدا ہوے سبکی یہی خواہش ہے کہ کسیطرح انکی فضائل
ومناقب کو مخفی کرین حتے کہ زمانہ معاویہ ویزید سے ما بعد والی سلاطین
بنی امیہ تک کہ اسنی سال تک اونکی سلطنت رہی کوی دقیقہ سب وشتم ولعن
وطعن مین انحضرت کے اوٹھا نہ رکھا اسپر بھی نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا گیا فضائل
ومناقب انکے مشہور ہوتے گئے انتہے پھر دوسرے مقام پر کہتے ہین
تم خوب جانتے ہو کہ سلاطین وملوک کوئی دین یا کوئی بدعت قائم کرتے ہین
تو اپنی رعایا کو اوسکی تعمیل پر ایسا مجبور کرتے ہین کہ اس دین و بدعت
کے دوسرے سے واقف تک ہونے نہین دیتے جیساکہ حجاج بن

یوسف نے کہ عامل عبد الملک بن مروان تھا علاوہ اون ظلم و ستم کے جو اولاد علی پر کئی لوگون کو مجبور کیا کہ قرآن کو بقرارت عثمان پڑہین اور قرارت ابن مسعود و ابی بن کعب کو ترک کرین کل بیس برس اوسکی سلطنت رہی مگر اوسکی زندگی ہی تک تمامی ملک عراق قرارت عثمان پر متفق ہو گیا اب انکی جو اولاد دین ہوئین تو سوا اس قرارت عثمانی کے دوسری قرائتون سے بالکل ناواقف تہے خواہ اس وجہ سے کہ اون کے ماں باپ مانع ہوے یا او سوجہ سے کہ معلمون نے اوسکی تعلیم ہی موقوف کی تا اینکہ اگر کوئی شخص عبد اللہ بن مسعود یا ابی بن کعب کے قرارت پر پڑہتا تو اوسکو وہ لوگ قرآن نہ جانتے تھے بلکہ پڑہنے والے کی تالیفات و موضوعات سے قرار دیتے تھے پس یہ حال تو ان سلاطین و رعایا کا اس قرارت کے بارہ مین تھا جسکے خلاف کے رواج سے نہ خوف زوال ملک تھا نہ کسی فساد کا ڈر بخلاف اظہار فضائل علی عم کے اور اونکی اولاد کی بزرگیون کے ظاہر ہونے مین تو ہر طرحکا خوف تہا اسلیے اسمین اور بہی کد کے مگر خدا نے ان لوگون کے عظمت و جلالت کو روز بروز ظاہر کیا اسے تھے مختصر ایسی حالتو نمین جو کچہہ نہ ان دنیا پرستون کے اتہامات کو فروغ ہو تہوڑا ہے اور جو کچہہ نہ انکے موضوعات کو ترقی ہو کم ہے کیونکہ استحکام سلطنت و حصول تمکنت و جاہ کا اسی پر دار و مدار تھا جلب دنیا بغیر اسکے محال تہا چہ جائیکہ بغیر ان ضرور تونکے بھی موضوعات بنائی جائین اور ادنے ادنے امورونکے لئے اسکا ارتکاب ہو چنانچہ علامہ ابن اثیر جامع الاصول مین بذیل طبقات مجروحین فرماتے ہین کہ بدترین طبقات جرح سے افترا کرنا ہے رسول مقبول پر جسکے باعث ہین

تبدیل قرارت عثمان

حضرت سنے فرمایا ہے جو جان بوجھ کر مجھپر افترا لگائیگا اوسکی جگہ جہنم مین ہے
مگر اس بلا مین بہت بڑی جماعت مبتلا ہوئے جنکی مقاصد و مطالب جداگانہ
ہین بعض ایسے زنادقہ ہین مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی کی جنہونے
اس غرض سے احادیث وضع کیے کہ لوگون کے دلونمین شک پیدا کرین
بعضون نے اپنے خواہشون کے مطابق حدیثین بنائین جس سے بعض نے
توبہ بھی کی اور اپنی وضع کا اقرار کیا چنانچہ ایک شیخ نے شیوخ خوارج سے
بعد توبہ کہا کہ یہہ حدیثین دین ہین دیکھو تم اپنے دین کو کس سے لیتے ہو ہم لوگ
جب کوئی بات چاہتے تھے تو اوسکو حدیث بناتے تھے ابو العینا کہتا ہے
کہ ہمنے اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے سامنے پیش کی
سبنے قبول کی مگر ابن شیبہ علوی نے کہ وہ پہچان گیا اور کہا اول حدیث آخر سے
نہین ملتی سلیمن بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ کی خدمت مین گیا دیکھا کہ وہ روتا ہے
ہمنے وجہ پوچھی تو اوسنے کہا کہ چار سو حدیثین بنا کر مینے داخل کر دین کیا کرون
بعضون نے بغرض خوشنودی خدا حدیثین بنائین تا کہ لوگونکو فضایل اعمال
کیطرف رغبت دلائین مثل ابی عصمہ و نوح بن مریم مروزی و محمد بن عکاشہ کرمانی
و احمد بن عبد اللہ جوئباری وغیرہ کے چنانچہ کسینے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم اسقدر
حدیثین ہر ہر سورہ کی فضیلت مین ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت
کرتے ہو حالانکہ دوسرے شاگردان عکرمہ اوس سے واقف نہین تو ابی عصمہ
نے کہا چونکہ مینے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ و مغازی ابن اسحق مین مشغول ہین
قرآن سے بالکل روگردان ہین اسلئے مینے قربۃً الی اللہ یہہ احادیث

وضع کی بعضون نے خوشامد مین بادشاہون کے حدیثین بنائین چنانچہ
غیاث بن ابراہیم محدث مہدی خلیفہ کی بیان گیا چونکہ اوسی اوڑنیوالے کبوترونکا
بڑا شوق تھا کہ دور دور مقامات سے منگاتا تھا اسلیئے غیاث نے ایک
حدیث نقل کی کہ فرمایا حضرت نے سبق نہین ہے مگر خف اور حافر اور نصل اور
جناح مین جسپر مہدی خلیفہ نے دس ہزار درہم دلوائے جب غیاث وہان سے
چلنے لگا تو مہدی خلیفہ نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ تیری قفا جھوٹہون
کی ایسی ہے بعد اوسکے کل کبوترون کو ذبح کرڈالا کسینے کہا کبوترون کا
کیا قصور ہے اوسپر خلیفہ نے کہا انہین کی بدولت تو رسول پر تہمت دہری گئی
کسینے مامون بن احمد مروزی سے کہا شافعی کی عظمت و جلالت دیکھتے ہو
کہ خراسان والے انکے کیسے مطیع و منقاد ہین مامون نے یہہ حدیث بنائی
کہ فرمایا حضرت نے ہماری امت مین ایک مرد ہوگا جسکو محمد ابن ادریس
کہینگے اوسکی مضرت ہماری امت کے لیئے ابلیس سے بہی زیادہ ہوگی
اور ایک شخص ہماری امت سے ابو حنیفہ نامی ہوگا جو چراغ ہے ہماری امت کا
بعض انہین سے وہ لوگ ہین جو دروازون پر سوال کرتے پھرتے ہین دربارون مین
کھڑے ہوکر حضرت کیطرف موضوعات کی نسبت کرتے ہین چونکہ سندین
صحیح یاد کرلی ہین انہین اسناد صحیحہ کے ساتھ اپنے موضوعات کو بیان کرتے ہین
اسلئے فرعبارت جامع الاصول واضح ہو کہ یہہ خلیفہ مہدی عباسی وہ تہا ہے
جسکے لیئے اسقدر موضوعات بنائے گئے کہ مہدی موعود اہلسنت کا قرار
پایا اور اسیکے بدولت یہہ حدیث بنائی گئی کہ مہدی کا نام میرا نام ہوگا اور اوسکے

اصل حدیث
یہ ہے لاسبق الا
فی خف او
حافر او نصل
غیاث نے
او جناح بڑہا
دیا ۱۲ منہ

وضع حدیث بنسبت شافعی
و مدح ابو حنیفہ مین

باپ کا بھی وہی نام ہوگا جو میرے باپ کا نام ہے چنانچہ تاریخ الخلفا مین ہے

واخرج ابن عدی من حدیث عثمان مرفوعا المہدی من ولد العباس عمی تفرد بہ محمد

بن الولید مولی بنی ہاشم وکان یضع الحدیث وورد الذہبی ہم انما حدیث ابن مسعود مرفوعا

المہدی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی اخرجہ ابوداود والترمذی وصححہ یعنے ابن عدی نے

روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا مہدی اولاد سے چچا میرے عباس کے ہونگی راوی اسکا محمد

بن ولید ہے جو حدیث وضع کیا کرتا تھا اور یہین پر ذہبی نے اس حدیث کو ہی

وارد کیا ہے کہ مہدی میرے ہمنام ہونگے اور اونکے باپ میرے باپ کے

ہمنام ہونگے اور ابوداود اور ترمذی نے بطور صحیح اسکی روایت کی اب اسی سے

انکے موضوعات کا حال سمجھہ لینا چاہیے کہ حالانکہ بالیقین ثابت ہے کہ حضرت

مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ اولاد جناب سیدہ س ا از نسل جناب امام حسین علیہ السلام

ہین مگران خوشامد خورون نے مہدی عباسی کو مصداق اس حدیث کا بنادیا

اور اسم ابیہ اسم ابی اوسپر اضافہ کیا جسکی وجہ سے کیا کچھہ اختلاف پیدا ہوا

چنانچہ تفصیل اسکی مجلد ہشتم ذوالفقار حیدریہ مین بتشریح وبسط تمام مرقوم ہے

بہرکیف جب واضعین کی یہ کثرت اور اونکے مقاصد کی یہہ حالت ہو سلطنت

کا وہ تقاضا ہو سبب کے وہ اغراض تو ایسی صورت مین مدح خلفاے ثلثہ اور

توہین حضرات اہلبیت طاہرین مین موضوعات کا بننا اور مشہور ہونا کوئی

بڑی بات نہین ہے خصوصًا درصورتیکہ بڑے بڑے علماے اہلسنت

جنکو خاص خلیفہ دوم والاخطاب امیر المومنین فے الحدیث کا لقب ملا ہو

اس مرض مہلک مین مبتلا ہوں چنانچہ ایک واقعہ ہی ہے جسکے روایت

نہ کرنے سے حدیث غدیر ایسی حدیث متواتر غیر صحیح ہوجاوے ملقب امیر المومنین فی الحدیث
فی الحدیث ملقب تھا اوسنے بیس ہزار حدیثین موضوع بنائین میزان الاعتدال
مین ہے کہا اور آوردی نے واقدی امیر المومنین فی الحدیث ہے اور مسند
ابو حنیفہ خوارزمی مین ہے کہ کہا یحیی بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار
حدیثین بنائین اور رسول خدا کیطرف انکی نسبت کی اور شافعی نے کہا کہ کتابین
واقدی کی کذب ہین منتہی الکلام والتفصیل نے المجلد الاول من استقصاء
الافحام کیون صاحب جب ایک عالم اہلسنت بلکہ امیر المومنین انکا بیس ہزار
حدیثین بنائے اور خاص رسول پر تہمت لگائی اور وہ سب شایع و مشہور ہون تو انکی
اتباع و لواحق نے کیا کچھ نہ بنائی ہونگی اور جب رسول پر اسقدر تہمتین ہوئین تو دیگر صحابہ
خلفا پر اور خاص جناب امیر علیہ السلام پر کیا کیا تہمتین لگائی ہونگی یہی وجہ ہے کہ امام
ابو حنیفہ و شافعی و امام غزالی وغیرہ بھی اس فیض سے محروم نہ رہے پس
بنظر کثرت واضعین و تواتر موضوعات و تکاثر اغراض ان روایات عقد کے
موضوع ہونیکا اگر یقین نہین ہوتا تو ظن غالب قریب بیقین تو ضرور حاصل
ہوتا ہے خصوصاً بنظر اون احادیث کے جنمین حضرت نے پیشین گوئی
فرمائی کہ جو امور بنی اسرائیل مین گذرے ہین اس امت مین بھی ضرور ہونگے
کیونکہ ان اتہامات کی نظیر جو حضرت مریم علیہا السلام پر بنی اسرائیل نے لگائے
اگر ملتے ہی تو یہی نظیر کہ عیاذاً باللہ مریم ثانی حضرت ام کلثوم بضعہ رسول
پر ایسی تہمت لگائی اور خلاف عقل و دیانت ایسی نسبت کی چنانچہ بتصدیق
میرے اس دعوے عدم صحت ان حکایات کے اور موضوعیت ان

دلیل اول

روایات عقد کی ان ادلہ سے بخوبی ہوتی ہے دلیل اول یہ ہے
کہ جتنی روایتین دربارہ اس عقد موضوع کے حضرات اہلسنت پیش
کرتے ہین کوئی روایت اسکی نہ صحیح بخاری مین ہے نہ صحیح مسلم مین نہ دیگر صحاح
ستہ مین چنانچہ مطالعہ انکا شاہد ہے اور صواعق محرقہ و ازالۃ العین کا سیر
گواہ ہے اور صحیحین مین مذکور نہونا دلیل عدم تیقن بہ صحت روایت ہے کیونکہ
قاضی محمد بن ابراہیم کتاب منہل الروی فی علم اصول حدیث النبی مین فرماتے ہین

صفحہ ورق

ویعرف ان یدل علیھما بالنص علی صحتہ من امام معتمد فی السنن المعتمدۃ لا
بمجرد وجودہ فیھا الا اذا اشترط فیھا مولفھا الصحیح ککتاب ابن خزیمہ وابی بکر
البرقانی ونحوھما یعنے جو حدیث کہ صحیحین سے خارج ہو اوسکی صحت قابل قبول
نہین جبتک کوئی امام معتمد سنن معتمدہ مین اوسکی صحت پر نص نہ کرے فقط کسی
کتاب معتمد مین پائی جانے سے وہ صحیح نہین ہو سکتے ہان اگر کتاب کے مصنف نے
شرط کر لی ہو کہ بجز روایت صحیح کے کسی حدیث کا اخراج نہ کرینگے تو البتہ حکم
صحت اوسپر جاری ہو سکتا ہے مثل کتاب ابن خزیمہ و ابوبکر برقانی کے انتہی
پس روایات عقد جو خارج از صحیحین ہین حکم صحت سے بھی خارج ہین کیونکر قابل
قبول ہونگے اور ابن القیم کہتے ہین دربارہ حدیث متعہ کے جو صحیح مسلم سے
منقول ہے کہ بخاری نے اپنی صحیح مین اس روایت کو نہ لکھا باوصف شدت
حاجت کے کیونکہ اصول اسلام سے ہے پس اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو
ممکن نہتا کہ بخاری اوسکو روایت نہ کرتا اور اوس سے احتجاج نہ کرتا اسیطرح
لکھا ابن تیمیہ نے دربارہ حدیث لا الا مومن کے جو صحیح مسلم مین منقول ہے

کہ بخاری نے اس سے اعراض کیا اور اپنی صحیح مین اوسکو نہ لکھا جس سے معلوم ہوا کہ صرف بخاری کا کسی روایت کو نہ لکھنا اور نقل نہ کرنا قادح صحت روایت ہے گو وہ صحیح مسلم مین بھی ہو چہ جائیکہ نہ صحیح بخاری مین ہو نہ صحیح مسلم مین نہ دیگر صحاح ستہ مین جیسا کہ ان روایات عقد مین مشاہدہ ہے اور حدیث غدیر ایسے متواتر و یقینی حدیث مین جسکے صرف طرق روایت کے جمع مین ابن عقدہ اور طبری اور عبد اللہ حسکانی اور ابو سعید سجستانی اور علامہ ذہبی نے مصنفات خاص اسکے بارہ مین تصنیف کئے اور ابو المعالی جوینی کا بیان ہے کہ مینے بغداد مین ایک صحاف کے ہاتھہ مین ایک کتاب دیکھی جسمین اسی حدیث غدیر کے طرق روایت کو جمع کیا ہے اوسپر لکھا تھا کہ یہہ اٹھائیسوین جلد ہے طرق من کنت مولاہ مین اور انتیسوین جلد اسکے بعد آتی ہے الخ اور سو صحابی سے زیادہ اس حدیث کے راوی ہین اور علامہ ذہبی اور علامہ سیوطی ملا علی متقی جمال الدین محدث اور ملا علی قاری محمد بن اسمعیل امیر ضیاء الدین مقدسی محمد صدر عالم قاضی ثناء اللہ پانی پتی علم الہدی اہلسنت ہونے مین وغیرہ بالاتفاق بیان کرتے ہین کہ یہہ حدیث متواتر ہے چنانچہ جناب آیۃ اللہ فی العالمین اعلی اللہ مقامہ فی اعلی علیین نے مجلدات عبقات الانوار فی حدیث الغدیر مین نمونہ اعجاز ید اللہی دکھایا ہے اہلسنت بھی عذر پیش کرتے اور اوسکی صحت و تواتر کو بوجہ نہ درج ہونے صحیحین کے باطل کرتے ہین چنانچہ امام فخر الدین رازی اور عضد الدین صاحب مواقف و علامہ تفتازانی

اسامی مصنفین کتاب در جمع طرق حدیث غدیر

اسامی مصرحین تواتر حدیث غدیر

اور سید شریف جرجانی شارح مواقف اور ملا سعد تفتازانی شارح تجرید اور عزرا مخدوم صاحب نواقض اور اسحق ہروی صاحب سہام ثاقبہ اور حسام الدین بربخی صاحب مرافض الروافض اور ابن تیمیہ اور ابن حزم اور محشی کشمیری اور شیخ عبد الحق دہلوی اسی بنیاد پر اس حدیث غدیر کو باطل کرتے ہیں جیسا کہ سید شریف شرح مواقف مین بجواب شیعہ کہتے ہین کہ صحت حدیث ممنوع و غیر مسلم ہے یعنے صحیح نہین ہے کیونکہ ارباب حدیث مثل بخاری و مسلم وغیرہ اسکو نقل نہین کرتے اور شیخ عبد الحق صاحب جنکی منصف مزاجی اہلسنت کو ناز ہے شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین روایت نہ کردہ اند انرا اہل حفظ و اتقان کہ در طلب حدیث طواف بلاد و سیر امصار کردہ اند مثل بخاری و مسلم و واقدی و غیر ایشان از اکابر اہل حدیث الخ **والتفصیل فی العبقات** پس ان تقریرون سے معلوم ہوا کہ بوجہ نہ روایت کرنے بخاری و مسلم کے یہ حدیث غدیر غیر صحیح قرار پائی تو یہ روایات موضوعہ عقد ید رجہ اولی غیر صحیح بلکہ موضوع قرار پائی جو نہ صحیحین مین ہین نہ دیگر صحاح ستہ مین بلکہ صرف بعض کتب غیر معتمدہ اہلسنت مین البتہ داخل ہین جس سے صاحب صواعق متعصب مولوی حیدر علی جا بجا نقل کرتے ہین کا اونکے نام مولوی صاحب یہ بتلاتے ہین ابو عمر صاحب استیعاب نور الدین حسینی و شریف موسوی و شیخ ابن السمان و دار قطنی و بیہقی و مانند ایشان جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے نزدیک بھی کوئی روایت صحاح ستہ مین نہین ہے ورنہ اونکے جامعین کے نام مرقوم ہوتے پس صحیحین بلکہ صحاح ستہ مین نہ مندرج ہونا

صاحب صواعق نے انکا مدار ... ابن حجر صاحب صواعق ...

ان روایات عقد کا دلیل عدم صحت سے ہے حالانکہ ہمیشہ صرف بذریعہ نقل کرنے بخاری ومسلم کے روایت کو غیر صحیح اور باطل کرنا کچھ اسی حدیث غدیر کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ دوسری روایتون مین بھی یہی دلیل پیش کرتے ہین ابن تیمیہ دربارہ حدیث ما اقلت الغبراء الخ منہاج السنہ مین کہتے ہین کہ اس حدیث کو نہ کل جماعت نے روایت کیا نہ صحیحین مین ہے سطر حدیث ستفترق امتی کے بارہ مین کہا کہ صحیحین مین نہین ہے اور شاہ سلامت اللہ کشفی معرکہ آرا مین مسبارہ حدیث کرار غیر فرار کہتے ہین دہر گاہ در روایتے از روایات صحیحین لفظ کرار غیر فرار نیست و زیادہ غیر ثقہ مقابل ثقہ و ثقہ مقابل اوثق محل کلام ست پس تشبث بازیادت کذائی معقول ارباب معقول نیست جس سے معلوم ہوا کہ چونکہ لفظ کرار غیر فرار صحیحین مین نہین ہے تو شاہ صاحب کے نزدیک وس سے استدلال کرنا غیر معقول ٹھہرا اور مولوی حیدر علی صاحب عالم تبحر جنکے قدح بلکہ حکم موضوعیت روایات متفقہ صحیحین سابقاً مذکور ہوے دربارہ اوس روایت سے کہ جو زرندی نے کتاب الاعلام بسیرۃ النبی علیہ السلام مین بطور حتم وجزم روایت کی ہے کہ جب بی بی عایشہ کو احتضار مرگ شروع ہوا تو لوگون نے کہا روضہ رسول مین آپکو دفن کرین تو عایشہ نے کہا ہمکو ہمارے بہنون کے ساتھ بقیع مین دفن کرو فانی قد احدثت امورا بعدہ یعنے بعد آنحضرت بہت سے امور مین نے ایسے احداث ہوے ہین منتہے الکلام مین فرماتے ہین حیث لا نسلم کہ لفظ احداث از جناب ام المومنین صحیح باشد و سند منع روایت بخاری ست کہ از لفظ مذکور عاری ست و روایت صاحب اعلام در باب سیزدہم از کتاب مذکور سند بے سند عاری ست پس جب ان احادیث و روایات کی صحت

بتصریح ان اکابر اہلسنت کے بوجہ نہ درج ہونے کے صحیح بخاری و مسلم مین
باطل ہوئی جس سے نہایت درجہ مستحکم ہونا اس دلیل کا کہ جو درپئے بہ عمل لانے
اس سے استدلال کیا ظاہر ہوا تو روایات عقد بدرجہا ولے غلط و
باطل قرار پائینگی جو نہ صحیح بخاری مین ہے نہ صحیح مسلم نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب
مشروط الصحۃ مین نہ مسانید معتمدہ مین مع حکم صحت امام معتمد اور یہ تقریر ان لوگون کی
صرف بمقابلہ شیعہ ہی نہین ہے جہان بغیر انکار قطعیات و یقینیات و متواترات
چارہ نہین ہے بلکہ باخود رہا کی خانہ جنگیون مین بھی کسی روایت کی باطل کرنے مین
یہی دلیل پیش کرتے ہین چنانچہ مولوی بشیر صارم منگی سے دربارہ من جاز نے
الخ ناقل ہین لم یخرجہ احد من اصحاب الکتب الستۃ ولا رواہ احمد فی مسندہ
ولا احد من الائمۃ المعتمد علی ما طلقوہ ولا صححہ امام یعتمد علی تصحیحہ یعنے دلائل
عدم صحت روایت مذکورہ مین کہتے ہین کہ یہ حدیث نہ صحاح ستہ مین سے ہے
نہ مسند احمد مین نہ کسی امام معتمد نے اسکی روایت کی ہے نہ کسی امام معتمد نے
اسکی صحت کا حکم کیا ہے پس ان روایات عقد کا نہ صحیحین مین ہونا نہ صحاح ستہ
مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحۃ مین دلیل قطعی بطلان روایات مذکورہ ہے
جسمین اہلسنت کو بھی عذر نہین کر سکتے فان اقرار العقلاء علی انفسہم مقبول
یعنی مقر کا اقرار اوس پر حجت ہوتا ہے اور یہ تقریر میری مثل تقریر لاطائل اہلسنت
از راہ مجادلا و ہٹ دھرمی کی نہین ہے بلکہ مطابق واقع و تحقیق کیونکہ درمیان
حدیث غدیر اور ان روایات عقد کے بڑا فرق ہے اسلئے کہ حدیث غدیر
[illegible] سے ہے جسکا خلافت جناب امیر پر نص ہونا آفتاب کی طرح نمایان ہے

چنانچہ امام غزالی اور حکیم سنائی اور شیخ فرید الدین عطار اور محمد بن طلحہ شافعی
اور سبط ابن جوزی اور محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی اور سعید الدین فرغانی
اور ابن رزاق اور شہاب الدین دولت آبادی ملک العلما اور علامہ محمود بن احمد
امیر یمانی اور مولوی محمد اسمعیل برادر زادہ شاہ عبد العزیز وغیرہ کی تصریحات سے
ظاہر و باہر ہے کما فصل فی العبقات پس ایسی روایت کا نقل نہ کرنا عموماً اہلسنت سے خصوصاً
بخاری و مسلم سے جائے تعجب نہیں ہے کہ انہوں نے ایسے مضر ترین روایت کو جس سے سارا مذہب
اہلسنت باطل ہوتا ہے حذف کر دیا کیونکہ خود اکابر اہلسنت نے تصریح کی ہے
کہ عادت بخاری سے ہے کہ روایات فضائل جناب امیرؑ میں دیدہ و دانستہ
اغماض کرتا ہے اور قطع و برید کر لیتا ہے اور بوجہ قدح و جرح قطان
درباره امام جعفر صادقؑ روایت کرنا حضرت سے اور دیگر ائمہ ہدیٰ سے
از قبیل مشہورات ہے بخلاف اسکے ان روایات وقوع عقد کو نہ ذکر کرنا
دلیل قوی اسکی ہے کہ یہ روایات اوسکے نزدیک بھی موضوعات و مفتریات
سے تھی جبھی تو نہ ذکر کیا کیونکہ بدانست اہلسنت جو فضیلت و منقبت خلیفہ دوم
اس امر سے ثابت ہوتی ہے دوسرے کسی امر سے یہ فضیلت نہیں نکلتی
اور اوسکو مشہور بھی سکتے ہیں پس ایسے منقبت عظمی کو نہ ذکر کرنا خصوصاً
بخاری کا جنکی محبت و ولا خلیفہ دوم کے ساتھ محتاج شرح نہیں دلیل قوی ہے
بطلان و عدم صحت روایات مذکورہ پر اور باوصفیکہ بتصریح مولوی حیدر علی
صحیحین میں دوسو سے زیادہ حدیث ضعیف اور موضوعات ہیں مگر
بھی ان روایات کا تذکرہ صحیحین میں نہ ہونا دیگر صحاح میں ہونے سے [illegible]

کہ یہ سب ایسی موضوعات اور مفتریات سے ہین کہ بخاری و مسلم وغیرہ نے دوسرے موضوعات کے برابر بھی اسکا وزن نہ سمجھا جو اپنے صحاح مین داخل کرتے حالانکہ اگر یہ روایات ان صحاح مین (جو حقیقۃً ستام ہین) مذکور بھی ہوتی تو شیعو پر حجت نہین ہوسکتی تھی بلکہ خود اہلسنت بھی اوس سے استدلال نہین کرسکتے تھے کیونکہ کابر اہلسنت نے بھی صحیحین کی قدح کی ہے چنانچہ کلام مولوی حیدر علی سابقاً مذکور ہوا والتفصیل فی منتہی الافحام و عبقات الانوار یعنی ایسی مہمل روایات سو ایسے عظیم استدلال کا ابنیٰ جبدالیعنی داد دینا ہو دلیل دوم یہ کہ مسند امام احمد بن حنبل کے بارہ مین حضرات اہلسنت فرماتے ہین کہ سات لاکھ حدیث سے انتخاب کرکے اسکو لکھا ہے اور اوسکو امام بنایا ہے جو روایت اسمین نہ پای جائے اوسکے اصلیت نہین ہے اور قابل حجت نہین ہے جیسا کہ طبقات شافعیہ امام سبکی و مفتاح کنز الدرایۃ مین مرقوم ہے اور کلام صارم ہنکی سابقاً مذکور ہوا پس اوسمین بھی اس روایت نہونے سے جیسا کہ منقولات ابن حجر مکی و حیدر علی وغیرہ سے ظاہر ہے اس قصہ کا بے اصل ہونا ثابت ہوا دلیل سوم یہ کہ اگرچہ صحیحین بلکہ صحاح ستہ و مسند امام احمد مین نہ مذکور ہونا ان روایات عقد کا خود عدم صحت اور بے اعتماد ہونے کے لیے ان روایات کی دلیل کافی ہے مگر بنظر مزید توضیح دوسرے بعض حالات انکے اجمالاً حوالہ قلم ہوتے ہین کیونکہ یہ سب روایتین دو حال سے خالی نہین ہین یا بلا سند ہین یا باسند بلا سند ہین وہ انکی موضوعات سے ہے یا دیگر کتب حدیث مین بلا درج

منتہی الافحام

عبقات الانوار

دلیل دوم

دلیل سوم

تواریخ **قسم اول** احادیث بلا سند یعنی مندرجہ کتب احادیث لیس انکے عموماً غیر صحیح ہونے کے لیے یہی دو جملے شاہ عبدالعزیز صاحب کے کافی ہین کہ ایک مقام پر فرماتے ہین اعتبار حدیث نزد اہلسنت بیافتن حدیث در کتب مسندہ محدثین ست مع الحکم بالصحۃ وحدیث بے سند نزد ایشان شتر بے مہار ست کہ اصلاً گوش بآن نمیدہند اور بذیل حدیث تشبیہ فرماتے ہین وقاعدہ مقررۂ اہلسنت ست کہ حدیثی راکہ بعضے ائمہ فن حدیث در کتابے روایت کنند وصحت ما فی الکتاب را التزام نہ کردہ باشند مثل بخارے ومسلم وبقیہ اصحاب صحاح وبصحت آن حدیث بالخصوص صاحب آن کتاب یا غیر او از محدثین ثقات بتصریح نہ کردہ باشند قابل احتجاج نیست زیرا کہ جماعۂ از محدثین اہلسنت کہ در طبقہ متاخر پیدا شدند مثل دیلمی وخطیب وابن عساکر چون دیدند کہ احادیث صحاح حسان را متقدمین مضبوط کردہ رفتہ اند وجائے سعی نماندہ مایل شدند بجمع احادیث ضعیفہ وموضوعہ ومقلوبۃ الاسانید والمتون تا بطریق بیاض یکجا فراہم آوردہ نظر ثانی نمایند وموضوعات را از حسان لغیرہا ممتاز سازند بسبب قلت فرصت وکوتاہی عمر خود آنہا را این مہم انجام نشد پس جو روایتین دربارہ اس عقد کے بلا سند ہین یا اونپر حکم صحت نہین جاری ہوا ہے وہ سب ہوا ہوگئین کہ اہلسنت نے اونپر کان دہرے سکتے ہین نہ ان شتران بے مہار کے مہار لے سکتے ہین اور شیعے تو یوہین اونکے روایات کو گوز شتر سمجھتے ہین باقی رہے روایات **قسم دوم** بلا سند کے جو درج کتب تواریخ ہین پس اونکے بارہ مین مولوی حیدر علی صاحب

فصل دوم در عبارات مجموعہ

ص ۸۹

ازالۃ الغین مین فرماتے ہین حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین مثل
تالیفات و تفسیر صافی ملا محسن و منہاج شیخ ابو العباس آنقدر عیان ست
کہ محتاج بیان نیست پس بطلان ان روایات عقد کا جو درج کتب تواریخ
ہین بخوبے ظاہر ہوا الحمد یہانتک تو اجمالی گفتگو اصل روایات بلا سند کے
متعلق تہی اب ایک نظر اجمالی متعلق بہ متن احادیث اور دیکہہ لینا چاہیے
دلیل چہارم یہہ ہے کہ کل روایتین اس عقد کی باسند ہون یا بلا سند
کتب احادیث مین ہون یا کتب تواریخ مین وہ سب اسقدر مختلف اور روات
اونکے ایسے مضطرب ہین کہ کسیطرح توافق اونمین ممکن نہین چنانچہ جناب شیخ
مفید اعلی اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان اسیطرف اشارہ فرماتے ہین کہ
بعد عبارت منقولہ سابق درباب زبیر بن بکار فرماتے ہین اور حدیث بہے
فی نفسہ مختلف ہے کہ کبہی روایت کرتا ہے جناب امیرؑ خود متولی عقد ہوے
اور نکاح کردیا کبہی یہہ روایت کرتا ہے کہ عباسؓ عم رسول نے عقد کردیا
کبہی یہہ روایت کرتا ہے یہہ عقد بعد وعید و تخویف و تہدید بنی ہاشم واقع ہوا
کبہی یہہ روایت کرتا ہے کہ رضا و خوشنودی سے عقد ہوا علاوہ برین بعض رواۃ کا
یہ بیان ہے کہ عمر سے لڑکا ہوا اور اوسکا نام زید رکہا بعض کا یہ بیان ہے کہ قبل از ہمبستری عمر
قتل ہوا بعض کا یہہ بہی بیان ہے کہ زید بن عمر کی بہی اولاد ہوئی اور بعضون کا قول ہے کہ زید قتل کیے گئے
اور اونکی کوئی عقب باقی نہین اور بعضون کا قول ہے کہ زید مر گئے اور بعضون کا
قول ہے کہ قتل ہوے بعض کا یہہ بیان ہے کہ ماں بیٹے دونون ساتہ قتل
ہوے بعض کا یہہ بیان ہے کہ بعد زید ام کلثوم زندہ رہین بعض رواۃ کا

پہلے جواب سے دلیل ... اختلاف روایات

دوسرا جواب حدیث ... مضطرب

یہ بیان ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا بعض کا بیان ہے کہ ہزار درہم مہر دیا
بعض کا بیان ہے کہ پانچ سو درہم مہر تھا پس اس کثرت اختلاف رواۃ سے معلوم ہوا
کہ یہ روایت باطل ہے اور کسیطرح درست نہین انتہے کلامہ الشریف

فنقول ایہا اللطیف ان اختلافون کے ساتھہ چند اختلاف و اضطراب اور
گزارش کرتا ہون کہ بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے استدعا کے
حضرت نے نسبت فرزند جعفر کا عذر کیا اوسپر عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے
اس حسن قرابت سے امید ہے کسیکو ایسی امید نہوگی پس اورا بعقد من بیاورد
علی جواب داد کہ بدرستیکہ من اورا در نکاح تو دادم بعد اوسکے خلیفہ صاحب
بمقام روضہ تشریف لا کر حضار سے طالب مبارکباد ہوئے الخ ازالۃ الخفین

ص ۹۴۱

بعض نے بیان کیا کہ عمر پیام عقد ام کلثوم نزد امیر المومنین علی فرستاد بجواب
فرمودند کہ ہنوز ام کلثوم صغیرست فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من
خانہ داری نیست (اس روایت مین وقوع عقد کا مطلقا ذکر نہین ہے)

ص ۹۴۰ ازالۃ الخفین

بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس مادہ مین کی تب حضرت نے
عذر صغر سنی کیا اوسپر عمر نے حدیث رسول بیان کیا حضرت نے زینت کر کے
عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہلا بھیجا مین بہت خوش ہون اور راضی ہون
پس حضرت امیر اورا عقد بستہ بخانہ عمر فرستاد و بعض کا بیان ہے کہ

ص ۹۴۲ ازالۃ الخفین

حضرت نے فرمایا کہ اسبارے مین میرے ساتھہ دو امیر ہین یعنی دولت سرا مین
تشریف لا کر حسنین سے فرمایا کہ بیٹے مگر وہ سمجھا کہ بغیر تمہارے اونکا نکاح کر دون
بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا بغیر مشورہ و جواب بیٹیکے حسنین سے

ص ۳ ذخائر العقبی

مشورہ کیا ہمہ کس گفتند کہ در تزویج دریغ مکن اوسکے بعد حضرت نے عمر یا ابن ... بھیجدیا عمر نے
گلے سے لگایا بوسہ لیا پھر لوگون سے کہا کہ ہمنے علی سے درخواست کی
اونہونے تزویج کردیا حضار نے کہا ایسے صغیرہ سے عقد کرنے کا کیا نتیجہ
عمر نے حدیث رسول بیان کی بعض کا یہہ بیان ہے کہ حضرت نے حسنین ع
سے فرمایا عمر سے نکاح کردو اوسپر امام حسین ع نے فرمایا وہ عورت ہین مثل
سایر زنان اپنی امور مین مختار ہین اسپر جناب امیر ع غضبناک ہوکر چلے امام حسن ع نے
دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جو فرماتے ہین بجا لاتے ہین تب عقد واقع ہوا بعض کا
یہ بیان ہے کہ حسنین ع سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسین ع ساکت رہے
امام حسن ع نے تعریف عمر بیان کی اوسپر حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا
کہ مطلب تمہارا بر لائے عمر نے گلے سے لگایا اور حضار کو خبردار کیا کہ اسنے
ہم عقد کیا چاہتے ہین بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے عباس اور عقیل
سے مشورہ کیا عقیل منع نمود اوسپر حضرت نے عباس ع سے کہا کہ یہ کلام عقیل
خیر خواہی نہین ہے بعد اوسکے عقیل سے کہا مینے تو عمر فقط عمل پر حدیث
رسول ہے کہ ہر سبب و نسب منقطع ہوگا بعض کا بیان ہے حضرت نے
عباس اور عقیل اور امام حسن ع سے مشورہ لیا حضرت عقیل غضبناک ہوے
اور کہا جسقدر زمانہ کو امتداد ہوتا ہے اور ایام و شہور گذرتے ہین
معاذ اللہ تمہاری بیعقلی بڑہتی جاتی ہے واللہ اگر تمنے ایسا کیا تو آخر مینہ ہوگا اور ہوگا یعنی فساد عظیم
قایم ہوگا الخ بعض کا بیان ہے کہ حضرت عباس نے جناب امیر ع کو سمجھا بوجھا کر خود عقد کردیا بعض کا
بیان ہے عمر نے ساق کہولا بعض کہتے ہین بوسہ لیا بعض کہتے ہین گلے سے لگایا

ص ۹۴۳ ازالة الغين
ص ۱۵۹ صواعق محرقہ
ص ۱۵۹ صواعق محرقہ
ص ۹۴۴ ازالة الغين
ص ۲۱ ذخائر العقبے
ص ۱۴ اسماء الرجال مشکوة

اور اضطراب سے بھی یہہ روایات باطل و غلط ٹھہرتی ہیں چنانچہ جناب شاہ عبد العزیز صاحب
فرماتے ہیں اضطراب مانع عمل ہے بالبدیہۃ التفصیلیہ [illegible]
لیکن نسبت انکا اسطرح حصول علم و یقین [illegible]
ناممکن ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہیں [illegible]
و تا بعضی اضطراب به احد الطرفین عمل نمیتوان کرد اور دوسرے مقام پر
فرماتے ہیں و تعدد روات ہمچون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد خبرے
روایت کند کہ مخالف دیگر روایت باشد [illegible] اور حضرت
حیدر علی نے کہا اذا تعارضا تساقطا یعنی جب دو روایتیں باہم خلاف ہونگے
تو دونوں ساقط کر دی جاینگی اور چونکہ یہہ روایتیں متضاد ہیں بھی اختلاف
بیان دلیل کذب و افترا ہے پس یہہ روایات ساقط الاعتبار محض بیکار
قرار پائیں کیونکہ ان روایات میں جسقدر اضطراب و تخالف ہے غالبًا
دوسرے روایات میں نہو پس اس رو سے بھی یہہ روایات غلط و بے بنیاد
قرار پائے فقولوا جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا افسوس
کہ اصل کتاب ذو الفقار حیدری میں ہر ہر روایتوں کے سبب ضعف کو کس کس
خیال سے یہہ حدیثیں مختلف بنائی گئیں بخوبی لکھا ہے بوجہ اختصار یہاں
بیان اختلافات پر اکتفا ہوا دلیل پنجم روایات سند کی عدم صحت
اور موضوعیت سے متعلق ہے افسوس کہ یہہ بحث اصل کتاب ذو الفقار حیدری
جلد پنجم میں اس توضیح و تفصیل سے لکھی گئی ہے کہ خلاصہ کرنا دشوار اگر
محال نہیں تو دشوار ضرور ہے کیونکہ ہر ہر روایت کے راوی کی تضعیف و

وتکذیب بلکہ اوسکے ناقلین کے مقدوحیت و رجن جنکتا بونمین یہ روایتین درج ہوئین اونکی لغویت اور بطلان بہ اقرار علمای خود اہلسنّت نہایت بسط سے دکہائے گئے ہیں حتے کہ ایک روایت بہی ان عیوب سے جنکو اہلسنّت ابطال روایت مین پیش کرتے ہین خالی نہین ناظرین بانکین نہین بعض روایتون جنکا حال بالاختصار یہان مذکور ہوتا ہے سمجہ سکتے ہین ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ روایت اول ازالۃ الغین مین ہے

اصابہ ابن حجر عسقلانی مین کہا ابن ابی عمر مقدسی نے حدیث کیا سفیان نے عمر سے اوسنے محمد بن علی سے کہ عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم بنت علی کا جناب امیر علیہ السلام نے صغر سنی بیان کیا لوگون نے عمر سے کہا کہ حضرت نے تمکو رد کیا دوبارہ عمر نے اصرار کیا حضرت نے کہا مین تمہارے پاس بہیجتا ہون اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے جب ام کلثوم عمر کے پاس آئین تو عمر نے ساق کو کہولا ام کلثوم نے کہا اگر تو امیر المومنین ع نہوتا تو تیری آنکہ پہوڑ دیتی انتہے یہ اصل روایت ہے راوی اسکے سفیان ہین جنکی تدلیس پر تلبیس مشہور ہے کیونکہ سفیان دو ہین سفیان بن عیینہ صاحب تفسیر اور سفیان ثوری یہہ دونو بزرگ تدلیس کرتے تہے جیسا کہ شرح الشرح نخبۃ الفکر ملا علی قاری مین ہے کہ اعمش اور ثوری یعنے سفیان ثوری اور ابن عیینہ یعنے سفیان بن عیینہ اور ابن اسحق وغیرہ تدلیس کرتے تہے یعنے روایت ہی اور کیکی نسبت کرتے ہین دوسرے کیطرف علامہ ابن جوزی تدلیس کو تلبیس ابلیس سے کہتے ہین و خیانت

ص ۹۲۶ ازالۃ الغین

سفیان

اعمش بن اسحق

نسبت تدلیس

جیسا تلبیس

شرع مطہر جانتے ہین اور کتاب الموضوعات ابن جوزی مین ہے کہ تدلیس
اعظم خیانات شریعت سے ہے علامہ سیوطی تدریب مین شعبہ سے
ناقل ہین کہ زنا کرنا بہتر ہے تدلیس روایت سے تدلیس برادر کذب ہے
اور امعان النظر توضیح نخبۃ الفکر مین ہے کہ جس شخص نے ایک مرتبہ
تدلیس کے وہ مجروح ہوا اور روایت اوسکی ہمیشہ کو مردود ہوے
خود شاہ صاحب نے بھی تدلیس کو کذب سے تعبیر کیا ہے چنانچہ فرماتے ہین
نیز اطلاق کنند بر خبر کاذب بالاسناد کہ راوی سماع آن خبر از شخصے دارد
ونسبت میکند اور ابہ پدر او یا جداو انتہے پس جب دونون سفیان مبتلائے
تدلیس ہوے کہ روایت ہو اور کی نسبت کرین دوسری طرف حالانکہ وہان
نہ شرکت نام ہوتی ہے نہ باعث اشتباہ تو ان بزرگون کے آگے
بھواخواہی خلیفہ دوم ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کیطرف
منسوب کردینا کون بڑی بات ہے بہرکیف یہ روایت سفیان کی کاذب
وباطل و مردود قرار پای خواہ سفیان ثوری ہون خواہ سفیان بن
عیینہ حالانکہ سفیان بن عیینہ بشہادت یحیی بن سعید آخر عمر مین مختلط ہوگیا تھا
کہ اس زمانہ کی روایتین لاشی ہوگئین جیساکہ حاشیہ کاشف اور میزان الاعتدال
مین ہے اور قبل اسکے بھی زیادہ نسبت احادیث مین غلطی کرتا تھا اور
سفیان ثوری علاوہ برآن کہ تدلیس پر تلبیس انکے ابلیس سے بھی زیادہ
مشہور ہے جیساکہ میزان الاعتدال تہذیب التہذیب تقریب التہذیب
کتاب التبیین لاسماء المدلسین وغیرہ مین مذکور ہے مخالفین او دھاندین

ص ۲۴۹ تحفہ

ص ۱۶۶ میزان الاعتدال

زید سے اوسنے اسلم سے کہ عمر نے نکاح کیا ام کلثوم سے اور چالیس ہزار
درہم مہر دیا انتہی اس روایت سے کسیطرح حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
علیہ السلام کی تخصیص اور تعیین نہین سمجھے جاتے کیونکہ یہ صرف نام ام کلثوم
کے متعلق ہے اور سابقًا مذکور ہوا کہ خلیفہ دوم کی دو جورو دونکا نام ام کلثوم
تھا پس اونہین دونومین کسیکا یہہ مہر ہوگا کما لیس ایسی روایت سے تعیین نکاح
حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام پر استدلال کرنا داخل خبط دنیا ہے ثانیًا
عبدالرحمن بن زید بتصریح میزان الاعتدال وکاشف وحاشیہ کاشف
بشہادت یحیی بن معین وعثمان دارمی وابن منکدر واصبغ وقتیبہ وہشام
وبخاری وابو حاتم وابن مدینی ونسائی ضعیف ہے اور یحیی نے کہا لیس بشئے
اور ابن مدینی نے کہا کہ کل اولاد زید بن اسلم مین کوئی ثقہ ومعتمد نہین ہے پس
یہ شخص کسطرح عموما وخصوصًا ضعیف ولیس بشئے وغیر ثقہ قرار پایا ہے کہ مولوی
عبدالحی دہلوی اپنی سعی مشکور مین اقرار کیا کہ تقی سبکے نے اقرار کیا ہے
کہ غفاری اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہین انتہی باقی رہا زید بن
اسلم خادم خاص خلیفہ دوم جیسا کہ ازالۃ الغین مین ہے زید بن اسلم وآزاد کردہ
کہ آزاد کردہ عمر بن خطاب بود انتہی پس خود خادمیت خلیفہ دوم بے اعتباری
کے لیئے کافی ہے کہ اپنے آقائے نامدار کے لیے کیا کچھہ بنایا ہوگا اور
حق نمک کیا کچھہ ادا کیا ہوگا لیکن علاوہ اس وجہ کے میزان الاعتدال مین ہے
کہ اہل مدینہ کو اسکے بارےمین کلام ہے اور عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ
قرآن کی تفسیر بالراے کرتا ہے جسکے بارے مین یہ روایت ہے جو شخص

صفحہ ۲۴۶ میزان الاعتدال جلد اول

صفحہ ۳۸۶ سعی مشکور

صفحہ ۹۴۴ ازالۃ الغین

صفحہ ۱۰۲ میزان الاعتدال جلد اول

تفسیر قرآن کرے اپنی رائے سے وہ کافر ہوا کما فی مدارج النبوۃ اور
تہذیب التہذیب مین ہے کہا مالک نے زید بن اسلم من تلقاء نفس حدیث
بیان کیا کرتا تھا اور مولوی حیدر علی نے بھی منتہی الکلام مین زید بن اسلم کی
روایت کو باوصف موافقت روایات صحیحین غیر معتمد قرار دیا چنانچہ کہا روایت
زید بن اسلم البتہ لائق احتجاج و اعتقاد نخواہد بود پس نہین معلوم اہلسنت
ایسے شخص کی روایت اس امر مین کیونکر پیش کرسکتے ہین جو خلیفہ دوم کا
غلام اور غلام زادہ تھا کہ بوجہ تفسیر بالرای کافر ہوا اور اپنی خواہش
نفسانی سے حدیثین گڑہا کرتا تھا پس یہ روایت بھی باطل ہوی اور موضوعیت
اوسکی بخوبی ثابت ہوئی **تیسری روایت** بنقل ازالۃ الغین اصابہ سے
کہا زبیر نے کہ بطن ام کلثوم سے زید و رقیہ پیدا ہوے ام کلثوم و زید نے
ساتھ وفات کی انتہے **اولاً** اس روایت مین بھی کوئی تصریح اسکی
نہین ہے کہ یہ ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام ہین کسی لفظ سے
اس روایت کے یہ امر ثابت نہین ہوسکتا اور سابقاً مذکور ہوا کہ ام کلثوم بنت
جرول خزاعی زوجہ خلیفہ دوم کے بطن سے بالاتفاق زید بن عمر پیدا ہوا تھا
پس معلوم ہوا کہ یہ بھی وہی ام کلثوم و زید ہے کہ بوجہ اشتراک نام حضرت
ام کلثوم علیہا السلام کیطرف نسبت ہوی جو باتفاق فریقین شریک
معرکہ کربلا تہین **ثانیاً** راوی اس روایت کا زبیر بن بکار ہے جسکا حال
سابقاً کلام جناب شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ سے مذکور ہوا کہ دشمن جناب امیر تھا
علاوہ برآن احمد بن علی سلیمانی نے اسکو منکر الحدیث کہا اور بروایت ضعیف حدیث

صـ ۸۲ منتہی الکلام

صـ ۹۲ ازالۃ الغین

مین شمار کیا جیسا کہ میزان الاعتدال علامہ ذہبی مین ہے کہ یہہ روایت ہی
باطل ہوئی اور موضوعات زبیر بن بکار مین شامل اگر ایسے موضوعات
پر بناے کار ہو تو اہل اسلام کا کہین ٹھکانا نہ رہیگا۔ اور یہہ صنعت اس واضع
ناصبی کی کچھ ایسے ہی مقامون پر موقوف نہین ہے جس سے کسر شان اہلبیت
طاہرین ہو اور اعلاے مراتب فاروقی بلکہ خلیفہ اول کی زوجہ بی بی
عایشہ کی مان ام رومان کی بزرگی جتاتے کے لیئے یہہ روایت بنائی
کہ جب ام رومان نے انتقال کیا تو سرور عالم جناب رسالت مآب اوسکی
قبر مین اوترے اور دعاے مغفرت فرمائی اور کہا کہ جسکو حور العین کے
دیکھنے کا شوق ہو وہ ام رومان کو دیکہ لے چنانچہ یہہ روایت موضوع
اسدرجہ مشہور و معروف ہوے کہ اعاظم دین ائمہ اہلسنت نے مثل ابن السکن
اور خطیب بغدادی و ابو عمر صاحب استیعاب و قاضی عیاض و ابراہیم
ابن یوسف صاحب مطالع الانوار و ابو القاسم سہیلے و ابو الفتح اندلسی
و حافظ مزی و امام ذہبی و ابو سعید صلاح الدین وغیرہ نے صحیح بخاری کے
اوس حدیث افک پر اعتراض کرنا شروع کیا جسکا راوی مسروق ہے
ام رومان سے بربنیاد اسکے کہ ام رومان تو عہد رسول مین وفات کر چکی تھی
اور مسروق بعد وفات سرور کائنات آیا پھر ملاقات کیونکر ہوی جو روایت
کرے چونکہ صحیح بخاری پر الزام سخت آتا تھا کہ ایسی روایت منقطع درج صحیح
ہوی لہذا علامہ ابن حجر عسقلانی کو جوش آیا اور سارا محنت کو فاش کیا
اور ثابت کردیا کہ یہہ حدیث محض غلط اور وضعیات زبیر بن بکار اور واقدی سے

ص ۲۵
کتاب المناقب و المغازی
حدیث الافک

واقدی سے ہے چنانچہ فتح الباری مین بعد نقل قول معترضین فرماتے ہین
کہ بنیاد انکی اعتراضات کی واقدی او زبیر بن بکار کے اس روایت پر ہے
کہ ام رومان نے ۶ہجری مین وفات کیا حالانکہ بخاری نے تاریخ اوسط
و صغیر مین اس قول کے غلطی کیطرف اشارہ کیا ہے اور ابراہیم حربی نے
بیقین بیان کیا ہے کہ مسروق نے پندرہ برس کی سن مین بعہد خلافت
عمر ام رومان سے سماعت کی کیونکہ ولادت مسروق سال ہجرت مین ہے
اسی وجہ سے ابو نعیم اصبہانی نے کہا کہ ام رومان بعد وفات آنحضرت
زندہ رہی در خطیب غیرہ کا اعتراض بر بنیاد دو قول واقدی و زبیر بن بکار ہے
جو صحیح ہین کیونکہ روایت احمد مین عائشہ سے منقول ہے کہ جب آیہ تخییر نازل ہوا
تو حضرت نے مجھسے ابتدا کی اور فرمایا کہ ایک بات مین تجھسے کہتا ہون مگر
اوسمین جلدی نہ کرنا جبتک اپنے باپ ابو بکر اور مان ام رومان سے مشورہ
نہ لیلو اور صحیحین مین بھی یہ روایت ہے مگر ام رومان کا نام نہین ہے اور آیہ
تخییر ۹سنہ مین نازل ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ جسوقت واقدی اور
زبیر بن بکار نے وفات بیان کی اوسوقت ام رومان نہین مرے تھے غرضکہ
اس عبارت طولانی سے معلوم ہو کہ ابن حجر عسقلانی نے کسطرح واقدی
او زبیر بن بکار والی روایت کو جسمین کمال فضیلت ملا در بی بی عائشہ
باطل کیا اور ان دونون کی لغویت اور بے اعتمادی اور غلط بیانی
ثابت کی پس ایسے شخص سے کے یہہ روایت باوصف عداوت اہلبیت علیہم السلام
کیونکر نہ موضوع قرار پایگے حالانکہ جن دلائل سے عسقلانی نے روایت

وفات ام رومان کو باطل کیا انہین دلایل سے یہہ بھی باطل ہے مگر ناظرین یہین سے سمجھ سکتے ہین کہ غلط قصے کسطرح مشہور ہوجاتے ہین کہ اتنے اتنے اکابر علمانے ایسے موضوعات کی بنیاد پر صحیح بخاری کو مقدوح کیا پس جہان فضیلت عمر اور توہین اہلبیت دونون غرضین شامل ہون وہان ایسی وضعی روایت کا مشہور ہوناکون بڑی بات ہے **ہای افسوس** صحیح بخاری کے برابر بھی اہلبیت نبوی صلعم کی قدر نہین جوکسیکو جوش آسکے اور ان وضاعین و کذابین کی پردہ دری کرے **چوتھی روایت** بنقل ازالۃ الغین از اصابہ ابوبشر دولابی نے بطریق ابن اسحق روایت کی کہ جب بیوہ ہوئین ام کلثوم بنت علی عمر سے الخ تاآخر روایت یہ ابن اسحق وہ بزرگ ہین کہ اہلسنت کے یہان علم سیر ومغازی انہین پر موقوف ہے سعید بن حجاج انکو امیر المومنین فی الحدیث کہتے ہین مگر دیگر ائمہ دین اہلسنت ان کو کذاب اور دجال بناتے ہین چنانچہ میزان الاعتدال مین ہے کہا ابوداود نے کہ ابن اسحق قدری معتزلی ہے اور سلیمان تیمی نے کہاکہ کذاب ہے یعنے بہت بڑا جھوٹا ہے ہشام بن عروہ نے کہا کذاب تہا یحیے بن سعید اور مالک ابن اسحق کے بارے مین جرح کرتی تہے ابن ادریس سے روایت ہے کہ مین امام مالک کے پاس بیٹہا تہا کہ کسینے کہا ابن اسحق کہتا ہے علوم مالک ہمارے پاس لاؤ کہ ہم اوسکے عیوب بیان کرین مالک نے کہا وہ دجال ہے منجملہ دجالون کے اسنے کہا ابن عیینہ نے کہ مینے ابن اسحق کو مسجد خیف مین دیکھا پس مجھکو شرم آئی کہ کوئی مجھکو اوسکی پاس نہ دیکھے کہا یحیے نے تعجب ہے کہ ابن اسحق

ص ۹۲۷

چوتھی روایت

ص ۲۵۸ ذ ۵

ابن اسحق دجال ہے

اہل کتاب سے روایت کرتا ہے اور شرحبیل کے روایت نہین مانتا کہا ہے

قطان نے مین گواہی دیتا ہون کہ ابن اسحاق کذاب ہے کہا دراوردی نے

صحبت ابن اسحاق مین بغرض تحصیل علوم بیٹھا تہا کہ ابن اسحاق کو پینک سے

آئے بیدار ہوکر کہا ابہی مینے خوابمین دیکہا کہ کوی مسجد مین آیا ہے اور اوسکے

ہاتہ مین رسی ہے ایک گدہے کی گردنمین ڈالکر کہیچتا ہوا لیجاتا ہے اس

خواب کے بیان کرنے کو تہوڑی دیر نہ گذری تہی کہ ایک آدمی ہاتہ مین رسی لئے

ہوے آیا اور ابن اسحاق کی گردنمین ڈالکر بادشاہ کے پاس لیگیا

اور اسپر تازیانہ لگائی گئی کہا محمد بن سہیل نے کہ خاص ابن اسحاق کے

ہزار روایتین ہین جنکو دوسرا کوی نہین روایت کرتا تہے اور علامہ ابو الفتح

اندلسی عیون الاثر مین فرماتے ہین کہ یحیے قطان نے کبہی ابن اسحاق سے

روایت نکی اور امام مالک نے کہا ایک دجال ہے منجملہ دجالون کے اور ہشام

بن عروہ سے کسینے کہا کہ ابن اسحاق یہہ حدیث بیان کرتا ہے اوسپر ہشام نے

کہا کذب الخبیث خبیث جہوٹہا ہے یہہ دشمن خدا کذاب میری زوجہ سے

روایت کرتا ہے بہلا کہان دیکہا اوسکو کہا مالک نے کہ ابن اسحاق کذاب ہے

تا آخر عبارت طولانی عیون الاثر پس اگر ایسی دجال بلکہ خر دجال اور کذاب کے

روایت سے استدلال اہلسنت درست ہو تو لچھمن و رام کے قصون سے

اہل اسلام کیون نہ ملزم ہونگے اب یہان سے اوس حدیث کی بہی بخوبی

تصدیق ہوگئی جسکو آنحضرت نے فرمایا کہ جب دجال خروج کریگا تو بہتیرے عثمان

اوسکی متابعت کرینگے جیسا کہ میزان الاعتدال ومغنی اور لسان المیزان مین

ف ابن اسحق کذاب ہے

ف خواب ابن اسحق کذاب

صفحہ ۱۵۲ میزان الاعتدال جلد اول
تحفہ اثنا عشریہ ... باب

ہے اور ذہبی اور حافظ ابن حجر نے اوسکی تصحیح کی ہے کیونکہ اس دجال یعنے
ابن اسحق کی روایت کو دوستداران عمر وعثمان کس بشاشت سے قبول کرتے ہین
اور اہلحق یعنے شیعہ کے روبرو پیش کرتے ہین اور ہنی کو کسطرح نہین مانتے
اور اس دجال کذاب کے پیروی پر اڑے ہین بہر کیف مولوی حیدر علی ... کے
اوس فقرہ کا بخوبی جواب ہوگیا جو رواۃ شیعہ کے بارہ مین نقل کیا تہا کہ بروایات
چندے از ابالسہ و دجاجلہ کہ نقیض این احادیث ست حوالہ می کنند کیونکہ خود
انہین حضرات کی روات دجال بلکہ فرد دجال قرار پای بائیں روایت
منقول ازالۃ العین از اصابہ عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ پہر جالا الخ (پیرا در یتم یا)
مضمون وہی ہے جو عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی روایت کا مضمون ہے بہر کیف
یہہ عطاء خراسانی عقیلی کے نزدیک ضعفا مین سے ہے اور کذاب و مفتری
بہی ابن حبان نے بہی ضعفا مین شمار کیا ہے اور اوسکی روایات سے استدلال
کرنیکو باطل قرار دیا ہے اور بخاری نے اوسکی روایات کو مقلوب الاسانید
کہا جیسا کہ میزان الاعتدال ذہبی مین ہے اور انساب سمعانی مین ہے
کہ ردی الحفظ تہا وہم وخطاء وخلل مین گرفتار تہا اوسکی روایات سے
استدلال کرنا باطل ہے انتہے پس ایسے ضعیف و کاذب مفتری کی روایت
المقلوب الاسانید سے بمقابلہ اہلحق استدلال کرنا کیونکر زیبا ہے کہ خود ان
اکابر نے اوسکی روایات کو باطل کردیا والحمد للہ وکفی اللہ المؤمنین القتال چہٹی
روایت ازالۃ الغین مین ہے نور الدین حسینی از رئیس المحدثین یعنے
دارقطنی روایت مینماید کہ ابو حنیفہ در مدینہ بشرف خدمت امام باقر ...

صفحہ ۹ مین ہمارے ریکا ... منقول ہوا ۱۲

ف جواب عبارت مولوی حیدر علی

صفحہ ۹ ورق قلمی ج ۲

صفحہ ۹۳۹

مشرف شدند در دستے کہ باشند گمان کو نہ را بسوے خود راه نمیداد و اظہار نہ
خود بمی نشاسید ابو حنیفہ گوید کہ من مطلب امام را فہمیدم و بسوی آنجناب
نشستم و گفتم کہ در حق ابو بکر و عمر چہ میفرمائی فرمود کہ خدا رحمت کند بریشان
عرض کردم اہل کوفہ میگویند کہ تو از شیخین بیزاری فرمود کہ برب کعبہ قسم میخورم
کہ آنہا برمن افترا می کنند آیا تو نمیدانی کہ حضرت علی ابن ابیطالب دختر خود را کہ نام
او ام کلثوم بود از بطن مبارک حضرت فاطمہ زہرا پیدا شد بنکاح عمر داد و جد او
حضرت پیغمبر خاتم المرسلین است و جدہ او حضرت خدیجہ کبرے سیدہ
اہل الجنۃ و برادرانش حسن و حسین سرداران اہل بہشت و عم او حمزہ و جعفر بن ابیطالب
اگر علی مرتضے عمر بن الخطاب را مستحق تزویج نمیدانست زینہار دختر خود را
کہ حالش دانستے بنکاح عمر نمی سپرد ابو حنیفہ میگوید کہ بعد ازین عرض کردم کہ
کاش این مضمون را باہل عراق در مکتوبے می نوشتے تا ایشان را معلوم می شد
کہ تو ازین تہمت مبراہستی فرمود کہ اہل عراق اطاعت نمیکنند ترا گفتم کہ
نزد من ہنشین برگفتہ من عمل نہ کردی انہا کہ سراز شریعت می تابند سخن مرا کے
گوش سکیند انتہے **اقول** اولاً اس نقل سے مولوی صاحب کی نور الدین حسینی
سے بخوبی شناخت صاحب کی اوس اتہام کی حالت ظاہر ہوئی جو تحفہ مین
اس روایت کے نسبت کتب شیعہ کی طرف کی اور کوی نام اوس کتاب کا
یا راوی کا بھی نہ لکھا کیونکہ اگر کچھ اصلیت اسکی شیعونکی کسی کتاب مین ہوتے
تو کبھی مولوی صاحب اس روایت کو اپنے یہان کی روایت نہ بتاتے چونکہ تحفہ کے
جا بجا بین شاہ صاحب کی صرفت اس بار مین بخوبی ظاہر کی گئی ہی لہذا مولوی صاحب

سنے اودہراسکی نسبت نہ کی ورنجوف تفضیح اپنے ہی مفتریون کے سرڑھا
خیر شکر خدا کہ مولویصاحب کی بدولت اس افترا سے نجاۃ ملی ثانیاً موضوعیت
اس روایت کی ہر ہر لفظ سے تو اس بداہت سے ظاہر ہے کہ کسی عاقل کو ذرا اہل
بھی نہو گا بفور سماعت اسکے موضوعیت کا حکم لگا دیگا ثالثاً خلاف روایات
مذکورۃ الصدر ہے جسمین انکار اور اعتذار جناب امیر اور ناراضی حضرت کی
لقاً مذکور ہے مگر ہم ان امور سے قطع نظر کرکے اصل روایت اور سند کے
حالت بیان کرتے ہین کیونکہ ناقل اس روایت کے نور الدین حسینی ہین جو
مشہور بہ سید سمہودی ہین جنکے تصانیف سے تاریخ مدینہ اور جواہر العقدین
ہے فاضل رشیدانکی ثنا مین فرماتے ہین ماکتاب جواہر العقدین از امید اہم
و مصنف ان از انمی شناسیم ذکر این قسم مجہولین بجز اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد
پس مولویصاحب کی خدمت مین ہم بھی یہی مضمون بلاغت مشحون
فاضل رشید ادا کرتے ہین عطاے تو بہ لقاے تو کہ ایسے مجہولین سے
استناد خصوصاً بمقابلہ اہلحق بجز اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد باقی رہے
نقال اول یعنے رئیس المحدثین دار قطنی جنسے سید سمہودی نے نقل کیا
پس انکے بارہ مین زیادہ کد وکد کرنیکی ضرورت نہین ہے یہان صرف عبارت
سعی مشکور پر کفایت کیجاتی ہے کیونکہ مولوی محمد بشیر تضعیف حدیث
من زار قبرے مین فرماتے ہین کہ اس حدیث کو کسی نے حفاظ مشہورین سے
صحیح نہ جانا اور نہ ائمہ محققین نے اسپر اعتماد کیا بلکہ فقط امثال دار قطنی نے
روایت کیا ہے جو اپنی کتاب مین غرائب سنن کو روایت کرتا ہے

سید سمہودی

ص ۲۳۰

دار قطنی

اور بہت سی روایات منکرہ اور موضوعہ اوسمین ہوتا ہے اور بعض جگہ
علت حدیث اور سبب ضعف و انکار بیان کرتا ہے انتہے مولوی عبدالحی
بجواب اسکی فرماتے ہین کہ اس سے موضوع اور ضعیف و واہی ہونا اس روایت کا
لازم نہین پس کچھ ضرور نہین کہ جو روایتین اسمین ہون وہ سب ساقط ہو جائین
تا آخر تقریرہ پس اس سوال وجواب اہل حدیث وحنفی سے دار قطنے کا
جامع غرائب سنن و مخرج روایات منکرہ و موضوعہ ہونا ثابت ہوا کیونکہ
مولوی عبدالحی نے جرح دار قطنی کو قبول کیا گو ایک روایت خاص
من زار قبری مین دوسرے خصوصیات سے وہ حکم عام کتاب دار قطنی نہ
جاری ہو مگر اصل کتاب کا مجموعہ غرائب سنن و موضوعات و منکرات
ہونا بخوبی ثابت ہوا حالانکہ بنص امام ذہبی لفظ منکر الحدیث مثل الفاظ
دجال و کذاب و وضاع وغیرہ از درجہ عبارات جرح سے ہے کمافی مقدمہ
میزان الاعتدال بہرکیف اگر مولوی صاحب روایت ابوحنیفہ کو دربارہ
عقد جسے دار قطنی نے نقل کیا مثل روایت من زار قبری کے عیوب
موضوعیت و منکریت سے خالص کہینگے تو دیکھا جائیگا ابھی تو حکم [illegible]
[illegible] جاری ہے اور کیونکر نہ جاری ہو کہ جو دیشاہ عبدالعزیز صاحب
نے [illegible] ظاہر کردی ہے چنانچہ فاضل [illegible]
[illegible] اصول صحت [illegible]
[illegible] بخاری [illegible]

و قبول در طبقه اوسط و ثانیه نرسیده و رجال آن کتب موصوف بعدالت اند
و بعضے مستور و بعضے مجہول و اکثر آن احادیث معمول به نزد فقہا نه شده اند
بلکه اجماع برخلاف آن منعقد شده و اسامی آن کتب این نیست مسند دارمی
مسند ابی یعلی موصلی مسند عبد بن حمید سنن دار قطنی الخ پس کتاب سنن دار قطنی
کا مجموعہ روایات مستورین و غیر عادلین و مجہولین ہونا مسلم ہوا اور خود دار قطنی
کی بہی عظمت تحقیق بخوبی معلوم ہو گئی پس کیا تماشا ہے کہ اپنی خانہ جنگی اور
تحقیقات واقعی مین تو روایات دار قطنی کو موضوعات و منکرات سے قرار دین
اور خلاف اجماعیات بتائین اور شیعون کے سامنے اس بشاشت
اور مسرت سے اوسکے موضوعات کو پیش کرین سبحانک هذا شئ عجیب
باقی رہے راوی اول اس روایت کے اہلسنت کے امام اعظم ابو حنیفہ تو
پس میری کیا مجال جو اونکی شان والا مین کچھ کہہ سکون ابھی اونکی مذمت
حنفی لوگ سر کہائینگے دماغ چاٹ جائینگے مگر چونکہ تحقیق روایت کا واسطہ اگر
گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل ہان چند شہادتین بڑے بڑے ائمہ دین اہلسنت
کی اونکے بارے مین [illegible] کیا مجہول [illegible]
اشارہ کافی ہے جنکے بعد کسی عاقل دیندار کو انکی روایت پر اعتبار نہین ہو سکتا
[illegible] اگر اہلسنت اون تمام شہادتون کو بتائین اور انکو بڑے بڑے پیشوایان
[illegible] تو مجبوری اور [illegible]
[illegible]

عمری مین بھی اہلسنت کو اختلاف عظیم لاحق ہے کوئی تو انکو کابلیون کی نسل
سے بتاتا ہے کوئی عجم سے کوئی نسل عرب سے کہتا ہے مگر اکابر علماے
اہلسنت مثل امام فخر رازی محقق دہلوی وغیرہ کے ناقل ہین کہ ابو حنیفہ
غلام زادہ تھے آزاد و احرار سے نہ تھے چنانچہ انکا نسل عجم سے ہونا بھی
اسی امر کی دلیل ہے انکے دادا زوطی نام کی نسبت مورخون کا بیان ہے
کہ کابل سے گرفتار ہو کر آئے اور قبیلہ بنی تیم کے کسی عورت کی غلام رہے
بعض ہوا خواہون نے اسکا بھی دعوے کیا ہے کہ غلام زادہ نہ تھے اور سند
مین اسکے خود انکے پوتے اسمعیل کا قول نقل کیا ہے جسکی بے اعتباری
ایسی ہے کہ محتاج برہان نہین بعضون نے یہانتک ترقی کی کہ انکو
نسل عرب مین داخل کر دیا جسکی بدولت غیر غیر لوگون کو انکا دادا پردادا
بنانا پڑا مگر جب اسکی خرابی پر تنبہ ہوا تو خود انہین لوگون نے تردید کر کے
مجہول النسل ہونا انکا ثابت کیا بہرکیف چونکہ امام فخر رازی نے انکے اس
غلام زادگی کو دلائل فضیلت امام شافعی مین پیش کیا ہے اور اسوجہ سے
بھی امام ابو حنیفہ کو ان سے مرجوح کیا الغرض اسقدر ہوا علم ہوا ورنہ
زیادہ بحث اس سے فضول ہے کیونکہ اکثر ... سے ...
... انکے ... نسبت ... معاف نہین کیا جاتا کہ ...

سوانح عمری امام ابو حنیفہ

ولادت امام ابو حنیفہ

سیرۃ النعمان ... صفحہ ۱۱

سیرۃ النعمان صفحہ ۱۲

... ابو حنیفہ

دیگر اقوام زیادہ تر انکے پیرو و مقلد ہین الجنس یمیل الی الجنس کیونکہ جنس
کیطرف میل کرنا امر فطری ہے انکی ابتداے تحصیل علم کے متعلق علامہ
خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین خود ابو حنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا
ابو حنیفہ نے جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت
کرنا شروع کیا کسینے کہا علم قرآن سیکھو مینے فائدہ پوچھا تو لوگون نے
کہا کہ جب قرآن سیکھ لوگے تو مسجد مین بیٹھکر لڑکونکو تعلیم کرو گے کچھ دنون بعد
کوئی لڑکا تم سے زیادہ یا تمہارے برابر حافظ ہو گا ساری ریاست تمہاری
جاتی رہیگی تب مینے کہا کہ علم حدیث حاصل کرین اور ایسے حافظ حدیث بنین
کہ دنیا مین ہمارے برابر کوئی حافظ نہو لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ بڑہاپے مین
مبتلاے اغلاط ہوگے آخر تمکو لوگ کاذب کہکر بدنام کرینگے تو مینے (ابو حنیفہ
کہا) ایسے علم کی مجھے حاجت نہین اچھا علم نحو سیکھین لوگون نے کہا
اب معلم ہوگے نہایت آمدنی تمہاری دو دینار یا تین دینار ہوگی تب کہا
فن شعر مین مہارت پیدا کرین لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسیکی مدح کی
اور انعام دیا تو [illegible] ورنہ تم ہجو کرنے لگے [illegible]
تب مینے کہا کہ علم کلام مین کمال پیدا کرین لوگون نے کہا آخر نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر و
زندقہ کا الزام لگایا جائیگا آخر قتل ہو جاؤگے اور اگر بچ گئے تو ہمیشہ مطعون
رہوگے تب مینے کہا علم فقہ حاصل کرین لوگون نے کہا اب تمام لوگ [illegible]
[illegible] پوچھنے لگینگے [illegible] علم فقہ سے زیادہ
[illegible]

فصل ابتداے تحصیل علم ابو حنیفہ

کلام ابوحنیفہ مختار مختصر تاریخ بغداد سے مولوی محمد شبلی نعمانی نے

بھی اپنی سیرۃ النعمان[صفحہ ۳۰] مین اس روایت کو کچھہ کتر بیونت کر بطور اختصار

لکھا ہے مگر اوسکے غلط ہونیکا بہی دعوے کرتے ہین کہ کہتے ہین کہ ما

جو ریمارک امام صاحب کیطرف منسوب کئے ہین ایسی جاہلانہ ریمارک ہین

کہ ایک معمولی آدمی کیطرف بہی نسبت نہین کیجا سکتی اس روایت کو صحیح

مانین تو ماننا پڑیگا کہ حدیث وکلام کیطرف امام ابوحنیفہ نے توجہ ہی نہین کی

حالانکہ ان فنون مین امام ابوحنیفہ کا جو پایہ ہے اوس سے کون انکار

کرسکتا ہے انتہے ہمکو بہت **افسوس** ہے کہ اس معترض نے مطلقا

اسکا خیال نہین کیا کہ یہہ اعتراض اس روایت پر کس اصول سے متعلق

ہے کیونکہ روایت کی غلطی یا از راہ سلسلہ کیجاتی ہے یا از راہ درایت سلسلہ

مین تو کوئی عذر ہی نہین کیونکہ علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین مسلسل بسند

صحیح لکھتے ہین اور اپنی تاریخ کا یہہ مرتبہ ہے کہ جناب رسالتماب صلعم

اسکی سماعت کو تشریف لاتے تھے کما فی بستان المحدثین لشاہ عبد العزیز

باقی رہا دوسرا اصول یعنی درایت کی راہ سے پس جب خود اسکو محرر

نے بیان کیتے ہین کہ ابوحنیفہ نے حسب تقاضائے سلطنت [illegible]

مسائل کو سہل کیا اور سلطنت کے ایک رکن قرار پائے [illegible]

[illegible]

[illegible]

چھیل ڈالا اور خلیفہ دوم کے بعض احکام کو ہذیان مجنون بتاتے تھے
کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد **بیان** بعض ہوا خواہون نے جیسا کہ انکی
تابعین سے ہونیکا دعوے کیا ہے اوسیطرح بعض صحابی سے بسند انکے
روایتین بہی نقل کین تا اینکہ ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی نے دفعیہ عار
جہل علم حدیث کے لیئے ابوحنیفہ کے پانچ سو چھپن برس مرنیکے بعد
سنہ ۶۶۵ کے قریب قریب ایک مسند تیار کیا جسمین چند اور مسندون کا
نام بہی بتایا ہے حالانکہ کہین اونکا پتہ نہین آخر خود انہین لوگون نے
فیصلہ کردیا کہ محض جعلی کارروائی یارون کی صرف بازی ہے
نتیجہ اس ہوا خواہی کا یہ ہوا کہ جس عیب سے بچنے کے لیئے امام صاحب نے
علم حدیث سے گریز کیا تھا اون بدخواہون کی بدولت اونہین جرم کے
مجرم اور اونہین الزامون کے ملزم قرار پائے شعر دشمن دانا کہ جان بود
بہتر از ان دوست کہ نادان بود بہت صحیح ہے مین اپنے دعوے کی تصدیق
مین چند شہادتین ائمہ عدول اہلسنت کی پیش کرتا ہون علامہ ذہبی
جنکو شاہ عبدالعزیز صاحب امام اہل حدیث کہتے ہین میزان الاعتدال
مین لکھتے ہین نعمان بن ثابت بن زوطی ابوحنیفہ کوفی امام اہل الرای
کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اسیطرح ابن عدی وغیرہ نے
بلکہ اوسی میزان مین ہے کہ اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت [illegible]
کو بہی ابن عدی نے [illegible] ضعیف مین [illegible]

۲ دا طلعت الثریا امن الزرع من العاہۃ کے ضعیف ہونے کی وجہیں بیان کی ہیں سہیں لکھتے ہین کہ راوی اس حدیث کا ایک شعیب ہی جسکو ذہبی نے ضعفا مین شمار کیا ہے اور ایک راوی اسکے نعمان بن ثابت (ابو حنیفہ) ہین جسی ذہبی نے ضعیفون مین گنا ہے اور ابن عدی کہتے ہین کہ کل روایتین انکی غلطی اور تصحیف و زیادات سے مملو ہین اور علامہ ابن جوزی نے کتاب منتظم مین لکھا ہی کہ کہا سعید بن ابی مریم نے کہ یحیی بن سعید سے ابو حنیفہ کو پوچھا تو یحیی نے کہا حدیثین اوسکی لکھی جائین قابل نقل نہین اور عبد اللہ بن علی نے عبد اللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ کو از حد ضعیف جانا کیونکہ ابو حنیفہ نے کل پچاس حدیثین روایت کین اور سبھون مین خطا کی اور ابی حفص عمرو بن علی سے روایت ہی کہ کہا ابو حنیفہ حافظ نہین ہی مضطرب الحدیث اور واہی الحدیث ہی ابو بکر بن ابی داؤد نے کہا کہ کل ایک سو پچاس حدیثین ابو حنیفہ نے روایت کین سبھون مین خطا کی یا یہ کہ نصف روایتین غلط ہین انتہی اور ابن حجر ... سے ناقل ہین کہا ابو حنیفہ نے جب مین مکہ معظمہ گیا تو حجامت بنانے والے سے تین سنتین سیکھین کیونکہ جب حجامت کیلیے ہم بیٹھے تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو بعد اوسکے داہنی طرف سے حجامت بنانا شروع کی اور دونون ہڈیون تک حجامت بنائی کہا حمیدی نے کہ جو شخص ایسی سنت رسول اللہ اور اصحاب رسول ... میں ... محتاج ہو وہ کیسے ... احکام ...

اسلام مین کیونکر کی جاسکتی ہے اور امام فخرالدین رازی رسالہ ترجیح مذہب
شافعی مین فرماتے ہین کہ بخاری ابوحنیفہ کو ضعفا مین شمار کرتے تھے اور
امام احمد بن حنبل کہتے ہین کہ ابوحنیفہ کی نہ راے ہی نہ حدیث بلکہ تاریخ صغیر
بخاری مین ہے بروایت نعیم بن حماد کہا فزاری نے ہم سفیان کے پاس
تھے کہ خبر مرگ ابوحنیفہ آئی اوس پر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکڑہ ٹکڑہ
کرتا تھا اس سے زیادہ شوم کوئی مولود اسلام مین پیدا نہین ہوا پس جب
ایسے ایسے ائمہ دین اہلسنت اور ارکان شرع متین انکے ضعف و عدم لیاقت
اور عدم صحت روایت پر ابوحنیفہ کی نص قطعی کرین اور انہی جماعت کثیر محدثین
محققین متفق اللفظ انکی روایت کے باطل ہونے پر شہادت دین تو کون ایسا
مسلمان ہے جو انکی روایت پر اعتماد کر سکتا ہے بالخصوص اس روایت مین
جس سے ہمکو بحث ہے یعنی روایت عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے
بات مین تو پھر برابر بھی انکی صداقت نہین مانے جاسکتے کیونکہ خود
اصل روایت ہی سے انکی مخالفت امام کے ساتھ ظاہر ہے کہ امام زبان
منع کرتے ہین تو ہمارے پاس نہ آؤ مگر یہ عدول حکمی کرتے ہین اور کبھی
حکم امام نہین مانتے اور دربار امام مین چلے جاتے ہین گویا امام علیہ السلام
مسلوب الطاقت یا بخوف فتنہ و فساد کان پکڑ کر نکلوا تو دیا مگر غیظ و غضب کا
اظہار کیا اور کہدیا کہ تو بھی ہمین اہل کوفہ سے ہے جنہون نے احکام [illegible]
[illegible] کی نہ تھے منع کیا [illegible] آگیا [illegible]
[illegible]

اور افترا جوڑنا کیا مشکل ہے چنانچہ یہی ابو حنیفہ نے جنکو اسکا دعوی ہے
کہ ہم امام محمد باقر علیہ السلام کے شاگرد ہین اور مریدان انکے اس شاگردی
و تلمذ کو بڑے فخر سے لکھتے ہین ابہی جو مخالفت امام کی وہ معلوم ہوے
اب دنکی سلوک کو اپنے مرشد زادہ اور محسن زادہ محسن تمام عالم جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام ابن جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ ملاحظہ
فرمائیے کہ قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابو حنیفہ
مین لکھتے ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے
کہلا بہیجا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر مفتون
اور گرویدہ ہو رہے ہین تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت
و دشوار ہون تاکہ امام اوسکے جواب سے عاجز ہون پس مینے حسب الحکم
خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب کئے اور منصور خلیفہ کے پاس [illegible]
حیرہ بہیجدیا خلیفہ نے مجھے بلا بہیجا جب گیا تو دیکھا کہ منصور خلیفہ سریر خلافت پر بیٹھا ہے
اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بہی بائین طرف خلیفہ کے [illegible]
ہین امام علیہ السلام کو دیکھا [illegible] سے وہ ہیبت اور رعب میرے دل مین
معلوم ہوا کہ منصور خلیفہ کا بہی یہ دبدبہ کبہی نہ معلوم ہوا تہا حسب الحکم خلیفہ
مین بیٹھ گیا تو منصور امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوا اور کہا
کہ یا ابا عبد اللہ یہ ابو حنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہان مین پہچانتا ہون
تب منصور خلیفہ نے کہا اے ابو حنیفہ [illegible]
[illegible]

ہر مسئلہ کا ایسا مسکت جواب فرماتے تھے کہ مین لاجواب ہو جاتا تھا
یہانتک کہ چالیسون سوال کا جواب دیا اسیوجہ سے مین کہتا ہون کہ
امام جعفر صادق علیہ السلام اعلم ناس ہین باختلاف فقہا اور سب
سے زیادہ فقیہ ہین سنتے **ناظرین** کو اس روایت سے جسکو تنے مجرے
خیر خواہ بلکہ محسن ابو حنیفہ نے لکہا ہے اخلاص و محبت ابو حنیفہ کا حال
بہ نسبت حضرات اہلبیت طاہرین علیہم بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا اور سلطنت کے
مخالفت امام سے اور ابو حنیفہ کا لگاو سلطنت کے ساتہہ اور خاندان
رسالت سے اپنی علیحدگی جتانا خلیفہ وقت کے نزدیک جس سے خلیفہ نے
جانا کہ جناب امام علیہ السلام ابو حنیفہ کو پہچانتے ہی نہونگے اسیوجہ سے
ظاہر کیا کہ یہ ابو حنیفہ ہے اور فرزند رسول کا صبر و تحمل اور خوش اخلاقی
سے کام لینا کہ اتنا بہی نہ فرمایا ہمارے ہی خاندان کا تعلیم یافتہ ہے
لیکن [illegible] ہر شخص اس روایت کے دیکہنے سے سمجہ سکتا ہے
پس جس شخص کی ہمت حیلیا بخاطر خلیفہ عباسی تذلیل و تحقیر فرزند رسول
امام جناب امام علیہ السلام پر ایسے منہمک ہو کہ دربار عام مین حضرت کو
لاجواب [illegible] عام پر جہالت حضرت [illegible]
اونکی گرویدگی [illegible] تو اوسکے نزدیک امام
[illegible] اپنے امراء و خلفا و اعداء
[illegible]

خلفائے ثلثہ خصوصاً خلیفہ دوم کی فکر مین رہتی ہون اور انواع مکر وحیلہ

سے اسکے اشاعت اور شہرت مین سرگرم رہتے ہون پس گو اب اس

روایت کے بعد کہ ابو حنیفہ نے دربار عام مین اپنے محسن زادہ فرزند رسول

کے ساتھ یہ برتاو کیا بلکہ جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کے ساتھ بھی حضرت

کے عالم صغر سنی مین یعنی پنج شش سالگی مین بھی سلوک کیا اور جواب دندان شکن

پاکر خود ذلیل ہوا اسکا موقع نہین رہا کہ انکے مخالفات کو اصحاب امام کے ساتھ

بیان کرین مگر چونکہ ظرافت آمیز ہے اور اوس مخالفت امام کی زیادہ تر

تائید ہوتی ہے لہذا ایک لطیفہ بیان کرتا ہون کہ ایک روز ابو حنیفہ اور

مومن الطاق علیہ الرحمہ سے جو صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام

کے تھے مسئلہ رجعت مین مباحثہ ہوا ابو حنیفہ کچھ منہ آئے اور کہا کہ تمہارے

کے عقیدہ کے مطابق مومن منافق پھر زندہ کئے جاینگے اور قتل و

قصاص جاری ہوگا پس دو سے اشرفیان اسوقت ہمکو قرض دو رجعت مین

ہم سے لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے کہا ان اگر یہ مجھے کیونکر معلوم

ہوگا کہ تم کس صورت مین مسخ ہوکر زندہ ہوگے جو ہم تم سے روپیہ طلب

کرینگے اگر اسکے اطمینان ہو جائے تو ہم قرض دینے کو حاضر ہین ابو حنیفہ

اس جواب سے شرمندہ ہوکر ساکت ہوئے چلے ہذا القیاس ہزارہا ان کی

ہزار ہا باتین ظاہر ہوا جو بغض و عناد اہلبیت سے کی ... ابو حنیفہ

[illegible]

[illegible]

علوم و کمالات اہلبیت طاہرین ع کے مقر ہین حتی کہ اس شاگردی کو ابو حنیفہ
کے بڑے فخر و مباہات سے بیان کرتے ہین کہ یہ امام محمد باقر علیہ السلام کے
شاگرد تھے با اینہمہ نہ معلوم انکو امام اعظم کا خطاب کیونکر ملا اور امام مالک جو
انکے اوستاد تھے اس شرف سے کیون محروم ہوے شاید اسکے یہہ وجہ ہو
کہ جس خلیفہ یا عالم کو قران و رسول و اہلبیت سے زیادہ علحدگی ہو وہی اعظم
بنایا گیا چنانچہ خلیفہ دوم جنہوں نے سیکڑون مسائل مین خود رائی کر کے
خلاف حکم خدا و رسول اپنے قیاس و رائے سے احکام جاری کیے جنکو اصول
اجتہادات ائمہ اربعہ کہتے ہین اور مذہب فاروقی کہا جاتا ہے اونکو فاروق
اعظم کا خطاب ملا ابو حنیفہ نے جو بہ نسبت بقیہ ائمہ اربعہ کے بالکل قرآن و حدیث
و اہلبیت کے مخالفت کر کے اپنے قیاس و رائے سے حسب خواہ سلاطین
وقت احکام جاری کیے تو امام اعظم بنے چنانچہ دیکھیے معاویہ و یزید و یار ملت
و غیرہ جو اپنی مان بہن بیٹیون کے ساتھ مرتکب فعل شنیع ہوسکے اونکی لئے
یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنے محرمات شرعیہ کے ساتھ بلعقد مرتکب حرام ہو
تو جائز ہے فرق اتنا ہوا کہ نام بردگان بلا پردہ مرتکب ہوسکے اس امام اعظم
نے ایک پردہ شرعی قائم کر دیا طرہ آن یہ فرمایا کہ اگر کوئی اپنی مان بہن
کے ساتھ نکاح کرے تو کسیطرح اوسپر حد نہین جاری ہوگی اور حد کا
[illegible]
[illegible]

سیرۃ النعمان

ہدایہ جلد اول
صفحہ ۴۹٦

متنبہ ہوکر اخیر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکال دیا چنانچہ سنا گیا
مذکور ہوا مگر امام ابو حنیفہ نے عام فتویٰ دیدیا کہ عورتون کے ساتہ لواطہ جائز ہے
اور اوسکی کوئی اصلاح بھی نہ کرسکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار
مین لکھتے ہین کہ کہا عبد الرحمن بن قاسم نے مینے کسی ایسے شخصکو جو قابل
اقتدا ہوا مردین مین ایسا نہ پایا جو اسمین شک کرتا ہو کہ عورتون کی دبر
مین وطی کرنا حلال ہے بعد اوسکے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا آب
اسکے پڑھ کر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ
اگر وطی کرے اپنے غلام کے دبر مین یا اپنی لونڈی کے دبر مین یا اپنی عورت
کی دبر مین تو اوسپر حد نہین ہے اور اسمین کسیکو اختلاف نہین ہے
اسیطرح چونکہ اون سلاطین کو شراب و کباب کا از حد شوق تہا جسے
کہ خود قاضی یحییٰ بن اکثم جو بڑا عالم اہلسنت کا تہا [illegible]
پلایا کرتا تہا تو اونکی خوشامد مین ابو حنیفہ نے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر نو پیالہ
شراب پی اور [illegible] گوشت [illegible]
[illegible]
[illegible] آلودہ کرے اور [illegible]
[illegible]

ص ۶۷۸ عینی شرح ہدایہ ج ۲ مطبوعہ لکھنؤ
صفر المبین ص ۲۹۰
[illegible]

کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے چنانچہ کہا ایمان
ابوبکر و ایمان ابلیس واحد ہے اسیطرح اگر بغرض تقرب خدا نعلین
وکفش وغیرہ کی پرستش کرے تو جائز ہے وغیرہ وغیرہ مسائل کہ اجمالاً
جلد اول نمبر ۲ ذوالفقار حیدری مین مرقوم ہوا پس غالباً یہی وجہ ہوے کہ اس امام
مذہب اہلسنّت کو نہایت درجہ مرغوب ہوا کیونکہ ع ہر عیب کہ سلطان بہ
پسند د ہنر ست ۱۲ اہلسنّت کا نہایت ہی مضبوط اصول ہے چنانچہ ابتدا
سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قایم ہے کہ سلطان وقت جو
فعل کرے وہ قابل اعتراض نہین ہے از نجاست کہ اصول کو تابع ان
سلاطین کا بنایا نہ یہ کہ خلفا و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دین
چنانچہ جب امام صاحب نے ان سلاطین و امرا کی رعایت مین احکام
فرعی کی یہہ حالت بنائی تو اُن سلاطین نے بھی بقاعدہ ہل جزاء
الاحسان الا الاحسان اس مذہب کے ترویج مین نہایت کوشش کی سیرۃ النعمان
مین ہے ابن حزم جو ارباب ظاہر کے مشہور امام ہین اونکا قول ہے
کہ دو مذہبون نے سلطنت کی زور سے ابتدا سے رواج عام حاصل
کیا ایک ابو حنیفہ کا مذہب کیونکہ جب قاضی ابو یوسف کو قاضی القضاۃ کا
منصب ملا تو انہوں نے حنفی لوگوں کو عہدۂ قضا پر مقرر کیا دوسرا امام مالک
کا مذہب اندلس مین کیونکہ امام مالک کے شاگرد یحییٰ مصمودی خلیفہ اندلس کے
[illegible]

مصنف سیرۃ نے اور اور خلفا اور سلاطین کے حالات بہی لکہے ہین جنہون نے
اس مذہب حنفی کو رواج دیا اور بنہایت غلو سے اسکی ترویج مین کوشان
ہوئے مگر افسوس ہی کہ ان واقعات کے بعد بہی مولف کو خیال تردید قول
ابن حزم پیدا ہوا جو موجب صد مضحکہ ہے از انجا کہ مشاہدہ سے یہ بہی ثابت ہے
کہ اکثر ظالم لوگ اپنی سزا کو پہونچ جاتے ہین خوشامدی کی مکاری آخر کہل جاتی ہے
ابو حنیفہ نے بہی اپنا نتیجہ اوٹہایا جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کو
تباہ کیا تہا پہلے اونہو نے کفر و زندقہ سے دو مرتبہ ابو حنیفہ کو توبہ کرایا
آخر مین یزید بن عمر و بن ہبیرہ نے جو مروان کیطرف سے کوفہ کا گورنر تہا
حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس درے لگائے جائین چند روز تک کوڑے
کہایا کئے جب مروانی سلسلہ سلطنت کے بعد بنی عباس کا دور آیا خلیفہ
منصور جسکی خاطر سے ابو حنیفہ نے چالیس سخت مسئلے جناب امام جعفر صادق
سے پوچہے تہے اور معاذ اللہ حضرت کو جاہل بنانا چاہا اور دوستون کے
مجمع مین حضرت کی [illegible] کو کم کرنا چاہا تہا [illegible] مالک نے
کتاب موطا تصنیف کی [illegible] علم کا نام [illegible]
کہتے تہے جیسا کہ تاریخ ابن خلدون مین ہے اور اوسکی تعریف [illegible]
[illegible] فضل و کمال ہے کتاب تاریخ خمیس و [illegible] الاخبار
[illegible] تاریخ الخلفا علامہ سیوطی اور تاریخ ابن خلدون وغیرہ بالا مالی ہین جسے
خلیفہ [illegible] عالم [illegible] جنکو [illegible]
[illegible]

ابو حنیفہ کا کفر و زندقہ سے توبہ کرنا
تاریخ بغداد
جامع المسانید
صفحہ ۳۰۴
سیرۃ النعمان
صفحہ ۸۷

ابو حنیفہ کو ۱۴۶ھ مین قید کیا مگر انکے مریدون اور پیروان کی جماعت ایسی لاتعداد تھے کہ منصور ایسا خلیفہ عادل امام برحق انکا باوصف ثبوت جرم ابو حنیفہ کے عام مجمع مین تعزیر نہ کر سکا اور باوصف کمال رعب و دبدبہ شاہی اور شوکت و جلالت سلطانی کے ایسا خائف رہا کہ بقول حضرات اہلسنت ابو حنیفہ کو قتل نہ کر سکا آخر قید خانہ مین زہر دلوا دیا مگر اسپر بھی فتنہ انکا فرو نہوا اور لوگون نے اونکی پیروی نچھوڑی علامہ خطیب بغدادی ایک ۱۴۱ھ سنہ علماے دین کا نام ایکجگہ اور پینتیس ۳۵ امامونکا نام دوسری جگہ لکھتے ہین جنہون نے امام ابو حنیفہ کی تردید کی اور نہایت توہین و تحقیر سے پیش آئے تھے کہ امام بخاری کے اوستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف کفر کا فتوے دیا اور امام غزالی کا فتوے کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو اولٹ دیا تھی کہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا ناجائز ہوا وہ اسقدر سخت الفاظ آپکے اس امام اہلسنت کے نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ خطیب کا حکم کہ ابو حنیفہ دجال ہے اور خود پیر دستگیر غوث الاعظم عبد القادر جیلانی کی شہادت انکے کفر و گمراہی اور جہنمی ہونے پر حصہ اول ذو الفقار حیدری مین تفصیل لکھ چکا ہون لہذا حاجت اعادہ نہین صرف حضرت [illegible] امام صاحب کے قیاس فرمانے کا اور شریعت نبوی کی تخریب کے [illegible] سے بھولی بھولی ہے کہ صاحب سیرۃ النعمان [illegible]

[illegible] ہے کہ امام ابو حنیفہ [illegible]

اپنی فقہ مین داخل کر سکے لئے اس عبارت کو مولف نے تعریف مین ابو حنیفہ کے
ذکر کیا ہے کہ مثل مقننین قوانین انگریزیہ انکا درجہ قایم کیا چنانچہ اسی وجہ سے
اس فقہ حنفی کو چار شخصون کی رایونکا مجموعہ قرار دیا مگر آخر مین کچہ سمجہ
بوجہ کر اسکی تردید کرنے چاہے ہی اور بہت کچہ دماغ سوزی کی مگر کچہ
بن نہ پڑا آخر مین اسکا اعتراف کیا کہ مینے رومن لا مین دیکہا جو موازنہ کرتا
بہرکیف اس جملہ سے امام غزالی کے اوس جملہ کی بخوبی تصدیق ہوئے
کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو اولٹ دیا اور انتظام کو اوسکے بدل دیا اور
چونکہ شناخت کے لیے یہہ قاعدہ بہی نہایت ہی خوب ہی کہ جس شخص کے
حالت دریافت کرنا منظور ہو تو اوسکے ساتہی کو دیکہنا چاہیے لہذا
اس امام اہلسنت کے شاگرد ساتہی کا حال لکہنا بہی دلچسپی سے خالی نہوگا
خصوصًا حال ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ جو بلقب احد صاحبیہ ملقب ہین
تاریخ الخلفا صـ۲۰۵ علامہ سیوطی مین ابن المبارک سے جو مثل ابو یوسف وغیرہ کے
تلامذہ ابو حنیفہ سے ہین اور اونہین چند لفظون نے ملکر ابو حنیفہ کو امام بنایا
اور فقیہ کہلوایا نقل ہی کہ ہارون رشید خلیفہ ہونیکے بعد اپنے باپ
مہدی عباسی کی ایک لونڈی پر عاشق اور فریفتہ ہوا جب قصد ہم بستری کے
کیا تو اوس لونڈی نے کہا کہ ہم تمپر حرام ہین کیونکہ تمہارے باپ کے
تصرف مین آچکے ہین ہارون نے ابو یوسف قاضی کو بلا بہیجا اور سارا
بیان کیا ابو یوسف نے کہا اے امیر المومنین اس لونڈی کی [illegible]
کیا اعتبار [illegible] اوسکے کلام کی تصدیق [illegible]

جان کر اپنی کارروائی کرے ابن المبارک کہتے ہین ہم نہین جانتے ان تینون
آدمی کے حال سے کسکا حال زیادہ قابل تعجب ہو آیا ہارون رشید کے
حال سے تعجب کرین جسنے ہزارون مسلمانون کا ناحق خون کیا اور مال
اونکا غصب کیا اسپر بھی اپنے باپ کی حرمت کا خیال کر کے
ابو یوسف سے فتوے لیا یا اس لونڈی کے حال پر تعجب کرین کہ
بادشاہ روے زمین اوسکا قصد کرتا ہے اور یہ گریز کرتی ہے یا اس ابو
یوسف کے حال سے تعجب کرین جو فقیہ روے زمین ہے ہارون رشید
کو فتوے دیا کہ اپنے باپ کی ہتک حرمت کرے اور اپنی شہوت پوری
کرے اور گناہ اوسکا میری گردن پر رکھے لعنتہ اور نیز اوسی کتاب مین ہے
کہ ایکروز ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ ہم ایک کنیز خریدا چاہتے
ہین کہ قبل از تمامی عدہ اوس سے کاربرآری کرین کوئی حیلہ تمہارے
پاس ہے ابو یوسف نے کہا ہان اوس کنیز کو اپنے کسی لڑکے کو
ہبہ کر دو بعد اوسکے نکاح کر لو اور ابن اسحق سے منقول ہے کہ ہارون رشید نے
ایک [illegible] ابو یوسف کو بلایا اوسنے حسب خواہش خلیفہ فتوے دیا ہارون رشید
نے حکم دیا کہ لاکھ درہم انعام مین دیا جاے ابو یوسف نے عرض کیا
کہ اگر امیر المومنین میرے انعام کے ادا کرنے مین تعجیل کرین تو بہتر ہے کہ قبل
از طلوع آفتاب وصول ہو جاے خلیفہ نے تعجیل کا حکم دیا ملازمین
نے عرض کیا کہ [illegible]

بلایا اور دروازے کہلگئے اور شاہ ولی اللہ رسالہ انصاف مین لکہتے ہین کہ
ابو یوسف و محمد شاگردان ابو حنیفہ عیدین مین بطریق ابن عباس تکبیر کہتے
تہے کیونکہ ہارون رشید کو اپنے جد امجد کا طریقہ نہایت پسند تہا انتہے بہرکیف
ان شہادتون سے دنیا طلبی ابو حنیفہ اور اونکے شاگردون کی بخوبی
ثابت ہوئی کہ اونہون نے امر دینی مین خلیفہ کے خوشامد مین یہ لوگ اپنے
دین و ایمان کو برباد کرتے تہے افسوس کہ بوجہ اختصار زیادہ شرح و بسط
نہین کر سکتے صرف ترجمہ پر اختصار کیا جسکو شوق تفصیل ہو عبقات اول
استقصاء الافحام و ضربت حیدریہ ملاحظہ کرے بہرکیف بمضمون اس کے
کجا بودم اکنون کجا آمدم بہزار فتم اما بجا آمدم بعض وجوہ سے خارج
از بحث چلا گیا کیونکہ مقصود دیدن جرح و قدح ابو حنیفہ ہے متعلق بفن حدیث
پس ہرگاہ یہ بزرگوار بشہادت ان ائمہ کبار کے مقدوح و مجروح ہون
بلکہ بلقب دجال ہذہ الامۃ ملقب ہون اور بقول امام غزالی ائمہ سلف سے
انکے حق مین لعن و طعن منقول ہو تو انکی روایت کسطرح قابل اعتبار ہوسکتی ہے
خصوصاً در صورتیکہ یحیے بن معین کا عام حکم ہو کہ روایات ابو حنیفہ قابل
نقل نہین اور علامہ عبد الرؤف مناوی صرف اسوجہ سے کہ ابو حنیفہ
راوی ہین حدیث کو باطل کر دیتے ہین تو اس روایت کے موضوع
اور کذب و باطل ہونے مین کس جاہل کو شک ہوسکتا ہے
[illegible] علمائے اہلسنت [illegible] روایات [illegible]
[illegible]

پرتال کے بعد ثابت کیا کہ کل سترہ روایت کا انسے وجود پایا جاتا ہے
چنانچہ علامہ ابن خلدون جو متاخرین محققین سے ہین اپنی تاریخ مسمے
بہ عبر دیوان المبتدا والخبر مین فرماتے ہین فابو حنیفة رح یقال بلغت روایتہ
الی سبعة عشر حدیثا او نحوها یعنے کہا جاتا ہے کہ ابو حنیفہ کی روایتین سترہ
ہین یا مثل اسکے جس سے معلوم ہوا کہ کل سترہ روایتین انسے منقول ہین
خواہ وہ صحیح ہون یا غیر صحیح بلکہ فے الواقع کل غیر صحیح ہین کیونکہ شاہ
ولے اللہ صاحب جو ابن خلدون سے بھی متاخر ہین اپنی کتاب مسوے
شرح موطا مین فرماتے ہین کہ امام ابو حنیفہ سے بطور ثقات کے روایت
نہین ہوئی انتہے پس معلوم ہوا کہ کوئی روایت انکی صحیح نہین ہے
والحمد للہ حمدا کثیرا یہانتک گفتگو اس روایت مین از روے سند تھی جس سے
ضعیف و واہی و موضوع و باطل ہونا اس روایت کا ثابت ہوا
اب ایک نظر اجمالی از راہ درایت بھی اس روایت پر کیجاتی ہے جسکے
اصول کو بقول صاحب سیرة النعمان خود بدولت نے قایم کیا ہے پس اس
[illegible] موضوعیت [illegible] سکے بھی ہے کیونکہ اولاً یہی امر خلاف عقل
کہ جناب امیر [illegible] واشجع بلا وجہ و بلا سبب اس عقد کو قبول [illegible]
[illegible]
[illegible] رسول [illegible]
[illegible]

ص ۳۴
کما نقل فے الحطہ
لصدیق حسن خان
مطبوعہ نظامی

ص ۱۹
کما نقل فے عمارة المشائخ
لمحمد سعید بنارسی

بلکہ خود دختر بھی عدم رضا اپنی ظاہر کرے اسپر بھی بحال جبر شدید عقد فرماوین
کوئی عاقل منصف مزاج قبول نہین کر سکتا تھا ثانیاً ایسے امر کو جو بفرض
محال باین جبر شدید واقع ہو جیسا کہ روایات موضوعہ اہلسنت مین مندرج
ہے اور کوئی بھی راضی ہو جناب امام علیہ السلام فضائل عمر مین
بیان کرین وہ بھی بمقابلہ ابو حنیفہ جسکو دعواے شاگردی واخلاص ہو
کیونکہ یہ امر خود نہایت بدیہی ہے کہ جو بات کسی مجبوری کے عالم مین ہوتی ہے
اوس سے نہ کسی فضیلت پر استدلال کیا جاتا ہے نہ کسی عیب پر چہ
جائیکہ خود امام ع ایسے امر سے استدلال فرما دین اور ابو حنیفہ ساکت
ہو جائین بلکہ اسی جملے سے حضرت کو دوستداران شیخین سے مانین اور
اون روایات کو بھی نہ پیش کرین جنمین ناراضی جناب امیر ع اور حضرت
عقیل و عباس و جناب امام حسن ع و امام حسین ع مندرج ہے تمام
کہیں بہ جہت عقل سلیم معلوم ہوا کہ یہ روایت جیسے از روے سلسلہ
موضوع و غلط ہے ویسے ہی [illegible] درایت [illegible] غلط [illegible]
کوئی اصلیت نہین ہے مین سمجھتا ہون کہ جن ہواخواہان خلیفہ دوم و ابو حنیفہ
کے روایت کرنے کو صحابہ رسول سے جھوٹی جھوٹی موضوعات روایات
نے ثابت کر دیا [illegible] نہین کہ ہم آوازون نے [illegible]
[illegible] لوگون نے [illegible]
[illegible]

دوم اس خیال فاسد سے یہہ صرف یاروںکے درمیانی کارروائی ہے
ازینجاست کہ یہہ روایات صحاح ستہ اہلسنت مین نہین پائی جاتی بلکہ
بلکہ صرف دار قطنی ایسے لوگون نے اپنی کتابون مین جو مجموعہ موضوعات
وضعاف ہے نقل کیا جیسا کہ سابق تمام قوم ہوا پس الحمد للہ کہ اس روایت کے
بطلان و موضوعیت مین درایۃً روایۃً کوی حالت منتظرہ باقے نہ رہی

ساتوین روایت اوسی ازالۃ الغین مین صفحہ ۹۴۰ محدث ابو صالح سے
روایت ہی مضمون وہی ہے کہ عمر نے خواستگاری کی اور حدیث
رسول بیان کی کہ ہر حسب و نسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا حسب
و نسب جسپر عقد حضرت ام کلثوم ہوا اب انکی حالت سننا چاہیے کہ ابو صالح
کاتب لیث وہ ہین کہ علامہ ذہبی میزان الاعتدال مین صفحہ ۲۲۱ فرماتے ہین کہ
کہا صالح جزری نے ابن معین اسکے توثیق کرتے ہین اور میرے نزدیک
وہ مرتکب کذب ہوتا تھا حدیث مین اور کہا نسائی نے کہ ثقہ نہین ہے
یحیے بن بکر میرے نزدیک اون سے احسن ہے اور کہا ابن مدینی نے ہم
کچھ نہین دیکھتے ہین تعجب ہے کہ ایسے کلام مین غور نہین کرتے
روایات الحق کے سامنے پیش کرتا ہے امر عظیم کا اثبات تھا
آٹھوین روایت بھی ازالۃ الخفاء مین صفحہ ۹۴۲ ہے دار قطنی اور حدیث لیف
کی بعلیۃ موسی بن علی بن رباح مضمون تھا حدیث ...
[illegible]
[illegible]

جسکو ابو علی غسانی منقطع کہتے ہین پہلے روایت تیمم مین ہے حدیث ابی الجہیم
کہ روایت کیا لیث بن سعد نے الخ اور ظاہر ہے کہ روایت مجہول کی کبھی
مستند نہین ہو سکتی جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا **نوین روایت** اوسے
ص ۹۴۳
ازالۃ العین مین ہے و مولف کتاب ذریۃ طاہرہ از عاصم بن عمر بن قتادہ
روایت مینماید الخ حالانکہ عاصم کے بارہ مین عام حکم ابن معین سے ہے کل عاصم
فی الدنیا ضعیف جیسا کہ کتاب الضعفا محمد طاہر گجراتی مین ہے اور عبد الحق نے
ص ۳ ج ۲
تضعیف اسکی علما سے بالخصوص نقل کی ہے کما فی میزان الاعتدال
دسوین روایت اوسی ازالۃ العین مین ہے ہم دار قطنی از طریق ابن مہران
از حدیث شریک بسند آوردہ الخ راوی اول بن مہران یعنی سہیل ابن ابی
حزم مہران ضعیف ہے کما فی التقریب راوی دوم شریک اسکے
بارہ مین علامہ ذہبی میزان الاعتدال مین فرماتے ہین شریک بن عبد اللہ
نخعے کوفی یحیی بن سعید نے اسکی تضعیف منقول ہے کہا عبد الجبار نے
[illegible] آخر مین
مختلط ہو گیا تھا [illegible] نے کہا ہمیشہ سے مختلط ہے ابن معین نے کہا شریک
بن عبد اللہ بن سنان نخعی جد اوسکا قاتل حسین ہے ابن مبارک
[illegible]
[illegible]

ص ۱۸۶ میزان الاعتدال جلد اول

[illegible]

العبد ہوگز عون سی الخ یہ زہری وہ بزرگ ہین کہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح
نہج البلاغہ مین لکھا ہے منجملہ منحرفین کے جناب امیر ع سے زہری ہے
چنانچہ جریر بن عبد الحمید نے محمد بن شیبہ سے روایت کیا کہ مین مسجد رسول
مین تھا کہ دیکھا زہری اور عروۃ بن زبیر بیٹھے ہوے جناب امیر ع کا تذکرہ
کر رہے ہین پس ان دونون نے جناب امیر ع کو برا کہنا شروع کیا یہ خبر جب
جناب امام زین العابدین ع نے سنی تو تشریف لائے اور فرمایا اے
عروہ میرے پدر بزرگوار یعنے جناب امیر ع سے اور تیرے باپ زبیر سے
خدا کے یہان محاکمہ ہوا خدا نے میرے جد امجد کے مطابق فیصلہ کیا
اور تو اے زہری اگر مکہ معظمہ مین ہوتا تو جناب امیر ع کی عظمت و جلالت
دکھاتا انتہے واضح رہے کہ ابن ابی الحدید گو معتزلی ہے اور اہلسنت
بمقابلہ شیعہ معتزلہ کے نام پر غوغا واویلا کرنے لگتے ہین مگر یہ معتزلی وہ شخص ہے
کہ فاضل فضل بن روزبہان صاحب ابطال الباطل اسکے کلام سے
استدلال کرتے ہین بلکہ قرینہ ابن جوزی ذکر کرتے ہین تاہم انحراف زہری جناب امیر
سے [illegible] سفیان بن عبد الملک سے یہی ظاہر ہے کیونکہ ذکر [illegible] ہین
لکھتے ہین کہ کہا زہری نے ہم جانتک جانتے ہین زید بن حارثہ سے پہلے
کوئی اسلام نہ لایا کہا عبد الرزاق نے سوائے زہری کے اور کسی نے ایسا
بیان نہین کیا ہے انتہے پس ان سے یہی انحراف زہری کا جناب امیر
[illegible] اسلام سے تحمل خاست [illegible]

بغرض اغواے عوام ایسا بیان کیا کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ اسلام
لائے پس اگر ایسے معاندین جناب امیر ؑ سے روایت کر کے اثبات اس
عقد کا کیا جائے تو سخت عجب ہے باینہمہ زہری بتصریح امام ذہبی مبتلاے
تدلیس تھا کہ روایت ہو اور کی نسبت کرین دوسرے کیطرف جسکی مذمت
سابقا مذکور ہوی ہین جب بلا سبب ان لوگون کی تدلیس کارگر ہوتی ہے
تو جہان اشتراک نام ہوگا ایک ام کلثوم کے واقعات کو دوسری ام کلثوم
کیطرف منسوب کرین تو کیونکر یہہ تدلیس پر تلبیس نہ کارگر ہوگی اور شیخ عبد الحق
جنکو مولوی حیدر علی محقق دہلوی سے کہتے ہین اور وہ حضرت بڑی پردہ داری
بعض جگہ بمجبوری اپنی رواۃ کے معائب کو ظاہر کرتے ہین اسماء الرجال
مشکوۃ مین جو تحریر کرتے ہین وہ بھی ابن زہری کی ضلالت و خسران کے
لئے کافی ہے کیونکہ شیخ صاحب موصوف فرماتے ہین زہری بن شہاب
صحبت مراد ہے یعنی خلفاے بنی امیہ مین مبتلا ہوا اقران اوسکے جو عباد
و زہاد سے تھے معترض ہوتے تھے اور اس شخص کو اوسکا قبیح جانتے
تھے زہری بجواب اون کے کہتا کہ مین داخل امر خیر مین شریک ہوں نہ امور شر
وہ لوگ بجواب اوسکے کہتے تھے کہ یہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اونکے فسق و فجور کو دیکھتا ہے
اور خاموش رہتا ہے کچہ اعتراض نہین کرتا [illegible] مین بعض ہمسال زہری
کے اتنے ہین کہ شخص بطمع دنیا شریک فسق و فجور خلفاے بنی امیہ ہوا
[illegible] شخص [illegible] تلبیس و [illegible] کی [illegible]
جاے [illegible]

صہ ۶۲ دستی [illegible]

اور اہتمام اونکا ایسی احادیث کے بنوانے مین جس سے توہین حضرت
کی ہو اور خوشامد پرستی علماے اہلسنت کی کہ کبوترون کے واسطے
رسول پر تہمت لگا دی ہو ڈہونڈکو رہوی پس خود صحبت خلفاے بنی امیہ
اسکے لئے کافی تھی چہ جائیکہ تو دہیا تنا برادشمن ہو کہ عیاذاً باللہ حضرت کو
دشنام دے اور برخلاف اجماعی فریقین صرف بغرض کسر شان علوے
زید بن حارثہ کو سب سے سابق الاسلام بناوے بہرکیف بوجہ اختصار انہی
روایتون پر اختصار کرتے ہین جنکو مولوی حیدر علی سے عالم متبحر امام المتکلمین
اہلسنت نے انتخاب کرکے لکھا ہے بقیہ دو چار روایتین واہیہ ازالۃ الغین
کی اور صواعق محرقہ وغیرہ کی جنکی حالتین مع قدح رواۃ وجرح مخرجین روایات
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین بشرح وبسط تمام مرقوم ہے
ذکر اونکا بسبب تطویل سمجھکر یہان حذف کیا اگر پروردگار عالم نے توفیق
اور حیات مستعار نے وفا کی اور مومنین بالیقین نے توجہ فرمائی تو عنقریب
انشاء اللہ اصل کتاب حلیۂ طبع سے مجلی ہو کر ملاحظہ مومنین مین در آئیگی
[illegible] افسوس صد افسوس کہ حضرت
اہلسنت ایسے روایات موضوعہ سے (جنکا راوی ضعیف کاذب وضاع
مفتری لیس بشیء دجال بلکہ خود دجال ہین اثبات ایسے امر عظیم کا چاہتے ہین
دشمنان ومخالفین اہلبیت طاہرین ہوا نہا ان عرجا دبان خلیفہ دوم
تو روایت کرتے ہی تھے تو بہت [illegible]

جنہونے اہلبیت نبی کی خون ریزی کی ہے اونکو یا اونکی اولاد کو آبرو ریزی
اہلبیت مین کیا عذر ہوگا ناظرین با انصاف غور کرین کہ ان راویون کے
روایتین کبہی لایق سند ہو سکتی ہین ایسے ایسے واضعین و کاذبین و
مفترین بلکہ دجالون کی روایتون پر کوی بہی اعتماد کر سکتا ہے کیا غضب ہے
کہ ذری ذری باتون پر تو روایتون کی یہانتک قدح کیجای کہ چونکہ ابو حنیفہ
راوی ہے لائق اعتبار نہین اور ان روایات عقد کے بار مین تحقیق و تفحص سے
ذرا کام بہی نہین لیا جاتا یہ نیا ظلم ہے بدعتین خلفا و صحابہ خصوصًا بی بی
عایشہ کا احداث ایسا قطعی و یقینی کہ خود بی بی عایشہ نے کہا مجکو روضہ
رسول مین نہ دفن کرو کیونکہ مینے بعد آنحضرت احداث کیا اسپر بہے
بدعتین اونکی جب کتب صحاح اہلسنت سے دکہائی جاتی ہین تو قدح و جرح
رواۃ کی بدولت غلط بناتے ہین مگر ان روایات واہیہ و موضوعہ مین ذرا
تامل نہین کرتے دیکھئے خود شاہ صاحب تحفہ مین (صفحہ ۲۵۰) سوان طعن بی بی
عایشہ یہ بیان کرتی ہین کہ عایشہ نے ایک اپنی لونڈی یا ایسا لڑکی
کو خوب آراستہ [illegible]
کو شکار کرین اور رہنمائیں لاتے تہے حالانکہ یہ طعن شیعون کی کتابون مین نہین
پایا جاتا شاید شاہ صاحب نے اوپچ کی لی ہو کہ جن اعترون کو شیعہ نہین بہی لکہتی
اونکا بہی جواب ہین بہرکیف اسکی جواب مین شاہ صاحب فرماتے ہین جواب
این طعن اہلسنت کہ اول آنکہ این روایت بچند وجہ مجروح است زیراکہ مدار او
بر ابن الحمام ... عن عمار بن العمران عن امراۃ من ... عن عایشہ ... است

بن عمران مجہول الحال ست و امرءتہ من حنفیہ مجہول لا سیما والمسمی ست فلا یصح الاحتجاج بہما و باز درین روایت عنعنہ ست کہ محتمل ارسال و انقطاع باین قسم روایات سے سرو بن در مطاعن امہات المومنین تمسک جستن شان مومنین نیست دوم جاے طعن نیست زیرا کہ طلب کفو کریم براے دختر خانہ پرورده خود چہ عیب دارد پس جاے تعجب ہی کہ راوی کو صرف مجہول الحال ہونیکے سبب سے تو یہہ روایت باطل ہو جاے استدلال نہ درست ہو (حالانکہ سیکڑون بلکہ ہزارون مجہول الحال کی روایتین کتب صحاح وغیرہ مین بہری پڑی ہین) اور ان روایات عقد کے جو رواۃ مجہول الحال کذاب جال وضاع مفتری ہین او سپر بہی اس روایت کے صحت مین کوئی خلل نہ پڑے اور استدلال اس سے باطل ہو اور روایت کا بطریق عنعنہ ہونا کہ عن فلان عن فلان یہان قادح کیا جاتا ہے (حالانکہ صحاح کی اکثر روایتین بہی یونہین ہین) اور روایات عقد علے بطور عنعنہ ہین یہہ قدح نہ کارگر ہو سراسر عجب ہے دیکہئے اصحابہ کی کل روایتین اس مادہ مین یونہین وارد ہین عن عمر عن محمد بن الخ عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ الخ من طریق ابن اسحق عن الحسن بن علی الخ ابن سعد عن انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ الخ واہ کیا خوب انصاف اہلسنت ہی کہ جہان جو چاہا بنالیا خیر یہان تو مطاعن بی بی حایشہ کا تو حفظ تہا اب سنئے کہ فضائل جناب امیر جو باکثر ... اہلسنت کیسی لطف اور متواتر ... مین ... کوشش کیجاتی ہے ... ہے ... یہان کی روایات ... کی ...

اصل روایت کو باطل کرین جیسا کہ حدیث ان علیا منی وانا من علی
وهو ولی کل مومن بعدی مین شاہ صاحب فرماتے ہین نیحدیث باطل است
زیرا کہ در اسنادا واجلح واقع شدہ واو شیعی ست متہم در روایت، و در جمہور اورا
تضعیف کردہ اند پس بحدیث او احتجاج نتوانکرد وغیرہ وغیرہ جسکی رد مجلدات عبقات
الانوار مین موجود ہے بس سراسر حیرت ہے کہ ایسی روایات متواترہ قطعیہ تو
ایک راوی کے ضعیف یا شیعہ ہونیکی بدولت باطل ہو جائین حالانکہ بکثرت
طرق اس روایت کے اس عیب سے خالی ہین اور یہ الزام بھی غلط ہے جیسا
کہ جلد ثالث عبقات الانوار خاص اسی حدیث کیلیے تصنیف ہوے
دوران روایات موضوعہ وکاذبہ مین روات دجال کذاب وضاع مفتری خائن خلیفہ
دوم اولاد قاتل امام حسین سے ہین ایک نظر سرسری بھی نہین ڈالی جاتی
کہ روات اس قصہ کے کیسے ہین نہ اصل واقعہ پر غور کیا جاتا ہے کہ کسطرح
سوا جو ان روایات مین مذکو رہین ممکن الوقوع ہین یا نہین بہرکیف ان
روایات کی حالات سے بخوبی معلوم ہو انکی [illegible] باطل [illegible]
اور اصل قصہ باطل ہے کیونکہ یہ بات تو بدیہیات اولیہ سے ہے کہ توثیق حدیث
موقوف توثیق رجال پر ہے کما قال المولوی لبغیر سلامہ المولوی عبدالحی فی
[illegible] انہ یدرکہ بدلیات بلکہ کل روایات اس قصہ کے فاسد و بے بنیاد
ہین کیونکہ جب صرف ایک صاحب ہدایہ کے خطاسے بہت [illegible] عالم نے
انکی متابعت کی [illegible] تو جہان تک [illegible]
[illegible]

تو سب جاطی وضال ومضل بنائے جاوینگے حالانکہ بلا اس جرح و قدح کے
بھی یہ روایتین عقلا باطل ہین چہ جائیکہ بلا سند ہون اور روایت بلا سند
بقول شاہ صاحب قابل اعتبار نہین بلکہ شتر بیمہار ہین فالحمد للہ ثم الحمد للہ

بحث از دعوی اہلسنت بشہرت و تواتر این قصہ

بحمد اللہ وحسن توفیقہ بطلان اور موضوعیت ان روایات کی اجمالا و تفصیلا
بخوبی ثابت ہوچکی تو اب ہمکو کوی ضرورت انکے دعوے شہرت و تواتر سے
بحث کرنے کی نہین رہی کیونکہ شہرت اور تواتر انہین روایات موضوعہ کے مجموعہ
کا نام ہے نہ یہ کہ کوی خاص جانور ہو پس جب اصل روایات موضوعہ و
غلط و باطل ہوے تو انکے مجموعہ کے موضوع و باطل ہونے مین کیا
عذر رہا چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین ؎ اگراحیانا خبرے از اخبار
الیشان بروایت جمعی وارد شد بیک لفظ یا لفاظ متقاربہ بنسبت اختلاف
الفاظ واضطراب آن بہ نہجے می آید کہ جمع و تطبیق دشوار مے افتد و تعدد
رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد خبرے روایت کند کہ مخالف
دیگر باشد قادح صحت خبر میشود نہ مفید شہرت ؎ سنتے مگر بنظر مزید تسکین خاطر
مخالفین اجمالا اس سے بھی بحث کیجاتی ہے پس واضح ہو کہ واقعہ نکاح
عقد کے بارے مین کوی روایت بھی صحیح نہین چہ جائیکہ مشہور و متواتر ہو کیونکہ
دربارہ وفات ام کلثوم و زید بن عمر کے شاہ صاحب و مولوی حیدر علی
نے دعوے تواتر کیا ہے چنانچہ عبارت شاہ صاحب یہ ہے کہ ہمچنانچہ
[illegible]

عمر بنام برادر خود زید بن الخطاب که در جنگ مسیلمه کذاب شهید شده بود مسمی کرد
و زید بن عمر جوان شد و بیست سال عمر یافت در خانہ جنگی که فیما بین
بنی عدی واقع شده بود شب هنگام برای اصلاح از خانه خود برآمده بود
از دست کسی در آن حیص بیص شهید شد و مادر مطهر او نیز همان روز بمرض
درگذشته بود و هر دو جنازه را بیک وقت حاضر نمودند حضرت امام حسین ع و عبد الله
بن عمر نماز جنازه خوانده دفن کردند انتهی اور مولوی حیدر علی نے بھی اسے
امر پر دعوے تواتر کیا ہے کہ وفات حضرت ام کلثوم و فرزند او زید بن عمر
در ایام خلافت معاویہ بن ابی سفیان رو داده در وقت واحد جماعہ محدثین
اہل حق ہمین امر تصریح کرده اند و از قبیل متواترات شمرده و ہیچ وتردد
درین باب بخاطر خود راه نداده اند جس سے معلوم ہوا کہ اصل دعوے
تواتر وفات ام کلثوم و زید بن عمر پر ہے بنفس وقوع پر جسکے بارہ مین
روایتین مذکور ہوئین گو بطریق لزوم دعوے کر سکتے ہین کہ جب وفات
[illegible]
اسی وفات سے متعلق ہے شاہ صاحب نے سند مین اس دعوی کے
حاشیہ پر عبارت نہایۃ الارب نقل کی ہے اور مولوی صاحب نے باوصف
تطویل لاطائل کوئی سند نہین دی سوائے اسکے کہ عبارت اصابہ
متعلقہ مولوی صاحب مین یہ مرقوم ہے ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم و [illegible]
[illegible] اور عبارت استیعاب [illegible] سے یہ نقل کیا ہے [illegible]
[illegible]

و زید نے ساتھہ وفات کیا امام حسن ع یا امام حسین ع یا سعد بن ابی وقاص
یا ابو ہریرہ یا عبد اللہ بن عمر یا سعید بن عاص نے نماز جنازہ پڑہی ہین
اسکو سند صحیح سے تعبیر کرین یا متواتر بتائین یا مشہور کہین ہمکو صلیت
سے اس واقعہ کے مطلقاً گفتگو نہین مگر اس سے حضرت ام کلثوم بنت
جناب امیر ع کی کسیطرح تعین نہین ہو سکتے کیونکہ اصل روایات مین صرف
نام ام کلثوم وزید وارد ہے جس سے نہ بالخصوص ام کلثوم بنت علیؑ
کے تعین ہو سکتی ہے نہ زید کا پسر عمر ہونا اور سابقاً ہم ثابت کر چکے ہین
کہ خلیفہ دوم کی دو زوجہ کا نام ام کلثوم تہا ایک ام کلثوم بنت جرول
خزاعی جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین رہی اور اوس سے زید
بن عمر پیدا ہوا دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے
بمقام حدیبیہ عقد کیا اور بروایات متواترہ فریقین یہہ بھی یقیناً اور حتماً ثابت
ہو چکا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر ع اپنے بہائی امام حسین ع
کے ساتہہ شریک معرکہ کربلا رہین بلکہ اوسکے بعد بہی زندہ رہین جس سے
ببداہتہ عقلیہ معلوم ہوا کہ زید کے ساتہ ان حضرت ام کلثوم علیہا السلام نے بعد
معاویہ نہین وفات کی جو تا معرکہ کربلا زندہ رہین بلکہ وہ ام کلثوم بنت جرول
خزاعیہ زوجہ عمر مادر زید تہی رواۃ نے بتدلیس یا تلبیس بیان کیا اور علمائے
بوجہ اشتراک نام ایک ام کلثوم کا قصہ دوسری ام کلثوم کیطرف منسوب
کر دیا جیسا کہ سابقاً بصراحت تمام مع نظایر مذکور ہوا اصل قصہ وفات
ام کلثوم و زید کے متواتر یا صحیح السند یا مشتہر ہونے سے ہم ہرچند کہ جو

تعریف مشہور اور متواتر کی اصول فقہ کی کتابوں مین بیان ہوی ہے اور جو شرائط مقرر ہوے ہین کسطرح بیان نہین پائے جاتے ہمکو بحث نہین ہے کیونکہ مقصود ہمارا تحقیق اصل عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام سے اور اولاد زید کا پیدا ہونا اور ساتھ مرنا بھی جو بخوبی باطل ہوا اور یقیناً ثابت ہوا کہ نہ انکا عقد عمر سے ہوا نہ مادر زید ہوئین نہ ساتھ مرین حالانکہ بفرض محال اگر اہلسنت اسکے مدعی بھی ہون اور مشہور قرار دین تب بھی کوئی فائدہ نہین کیونکہ خود امام فخر الدین رازی ہانک پکار کر کہتے ہین کہ بیس یا ہزار راوی کے اتفاق کر لینے سے کسی امر پر نہ تواتر واقعی حاصل ہوتا ہے نہ تواتر معنوی کیونکہ عرف مین ہرگز مستبعد نہین ہے کہ بیس آدمی کسی دروغ واقعہ پر اتفاق کر لین اور بعبارات مختلفہ بیان کرین اور تصدیق اس دعوے کی عبد اللہ بن زبیر کے حرکت سے بخوبی ظاہر ہے جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے چون اصحاب برآمد عبد اللہ بن زبیر پنجاہ مرد از سکان انموضع نزد عایشہ آوردند کہ گواہی دادند کہ این آب حواب نیست و لشکر از آب حواب در اول شب گذشت و گویند کہ این گواہی اول شہادت دروغی بود کہ در اسلام بوقوع پیوست پس جب بیس یا ہزار آدمیون کا دروغ واقعہ پر اتفاق کرنا ممکن ہوا اور عہد صحابہ کبار مین جسکو خیر القرون کہتے ہین بلکہ خود صحابہ کبار روبروی ام المومنین کے اس امر شنیع کے مرتکب ہون کہ خفیف خفیف امر پر پچاس پچاس آدمی جھوٹی گواہی دین تو دو چار یا دس پانچ راویون کا اتفاق کر لینا اس دروغ واقعہ پر کیونکر موجب تعجب ہو سکتا ہے دیکھئے

صفحہ ۲۵۸ کا نقل نے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت
قد نقل فے عبقات الانوار صفحہ ۱۱۴۵

اہلبیت طاہرین علیہم السلام کا انکار کرنا جواز قیاس سے اور اوسکو
ناجایز جاننا بہ اجماع علماے امامیہ و اتفاق علماے اہلسنّت حد حد
مشہور و متواتر ہے کہ علامہ عبری قائل ہین کہ حق یہہ ہے کہ اہلبیت ع
کا مثل باقر و صادق کے انکار کرنا قیاس سے ویسا ہی مشہور ہی
جیسا کہ ابو حنیفہ و شافعی و مالک سے قول بوجوب عمل بہ قیاس مشہور ہے
انتہے اور خود مخالفت ان حضرات ع کی ابو حنیفہ کے قیاس سے حیوٰۃ الحیوان
اور تاریخ ابن خلکان اور تاریخ یافعی وغیرہ مین بھی مذکور ہے اور اصل
حدیث معاذ جسکو جواز قیاس کی سند قرار دیتے ہین ایسی غلط و باطل ہی
کہ خود علامہ سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد مین جوزقانی سے
ناقل ہین کہ یہہ حدیث باطل ہے لوگ شعبہ سے نقل کرتے ہین مینے مسانید
صغار و کبار مین اس حدیث کو تفحص و تلاش کیا اور بہت اہل علم سے ملاقات
ہوئی اونسے بھی دریافت کیا مگر بجز اس طریق کے یعنی جس مین حارث بن
عمرو داخل ہے دوسرے طریق سے یہہ روایت نہین پائی جاتی اور یہہ
حارث بن عمرو مجہول ہے اور اصحاب معاذ شہر حمص کے بھی معروف
نہین ہین اور ایسی سند پر اصول شریعت مین اعتماد نہین ہوسکتا اگر
کوئی کہے تمامی فقہا نے اس روایت کو اپنی کتابون مین لکھا ہے اور
اوسپر اعتماد کیا ہی تو کہا جائیگا اس روایت کا یہی طریق ہی اور متاخرین نے متقدمین
کی اسمین تقلید کی اگر اس طریق روایت کے سوا دوسرے طریق سے کوئی روایت
قابل قبول اہل نقل پیش کرینگے تو ہم اوسکے قول کیطرف رجوع کرینگے مگر یہہ

مردنکی امکان مین نہین ہے البتہ اسقدر ہے جس سے معلوم ہوا کہ خود اہلسنت
کے یہان بھی ایسی حدیث قابل اعتماد دربارہ قیاس نہین ہے اور خود
فاضل رشید بھی استشہار انکار اہلبیت اطہار کے مقر ہین چنانچہ شوکت عمریہ
مین لکھتے ہین استشہار انکار بر قیاس و منع آن از ائمہ اطہار در حق فدایان
شیعہ مسلم است اگرچہ در اکثر جا مے بو زند الخ با اینہمہ بطلان واقعی روایت
قیاس واضح است اربعہ استشہار انکار اہلبیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام من الملک
الغفار فاضل ملتانی اپنی تنبیہ السفیہ مین بہ نسبت اسکے کہتے ہین چیزیکہ محتاج
کہ کذابین و وضاعین مشتہر میسازند و در حقیقت اصلے ندارد بمجرد استشہار احتجاج
نتوان کرد انتہے و تفصیلہ فے المجلد الاول من استقصاء الافحام لیکن جب
واقعی ایسے مشہور و متواتر ہین یہ احکام اسکے نافذ ہون تو نہ معلوم کہ ہم لوگ
اہلحق ان روایات موضوعہ و واہیہ عقد کے بارہ مین جسکی حالت مذکور ہوے
بشرط تسلیم شہرت بطور واقعی کیون نہ کہینگے کہ چیزیاست کہ کذابین و وضاعین
مشتہر میسازند و در حقیقت اصلی ندارد لہذا بمجرد استشہار احتجاج نتوان کرد
سبحان اللہ نسبت شیعون کی جناب امیر ۱۲ اور اہلبیت طاہرین علیہم السلام
کیطرف کسدرجہ یقینی اور متواتر ہے کہ جو حضرات اہلسنت بھی بالاتفاق
حضے کہ اسی جرم پر شیعے مورد طعن ہوتے ہین جیسا کہ کلام عضدی و دوانی
و مولوی عبد الحلیم سابقاً مذکور ہوا انہیمہ صاحب رجوم الشیاطین اس
تواتر کو مفید علم قطعی نہین جانتے چنانچہ کہتے ہین و نمی بینی تواتر کہ منحصر در جماعت
خاص باشد بغرض من الاغراض ہرگز مفید علم قطعی نیست چہ جائے اینکہ

از بدیہیات باشد وجواب فی معین الصادقین پس جب ایسے ایسے اغراض کے لیے جہوٹہ اور غلط امر متواتر کرنا اور اوسکو مشہور کرنا ممکن ہے تو اگر بفرض محال یہ روایات عقد اہلسنت کے نزدیک ایسا ہی مشہور ہے ومتواتر ہون جیسا کہ انتساب شیعہ اہلبیت کیطرف یقینًا وواقعًا مشہور ہے تو بھی بوجہ انحصار اوسکی جماعت کا ذبین در بنا خائنین آثمین مین بغرض من الاغراض مفید علم قطعی نہین ہوسکتا چہ جائیکہ شہرت اسکی عشر عشیر شہرت انتساب تشیع کی برابر بھی نہو چنانچہ فے الواقع ایسا ہی ہے پس صاحبان عقول ادراک ایسی لغویات اور مزخرفات کو کیونکر قبول کرسکتے ہین پس الحمد للہ کہ بتقریر وافی وکافی ان روایات کا بشرط تسلیم شہرت بھی غیر مفید علم ہونا ثابت ہوا اگر بنا بر احتمال اول اشتباہ رواۃ اور خطائے علما کے قایل ہون تو بھی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ اسباب اشتباہ و دلائل وقرائن وشواہد ونظایر اوسکی سابقًا مذکور ہوے کہ بڑے بڑے علمائے متبحرین چہ فقہا وچہ محدثین وچہ مورخین وچہ متکلمین سیکڑون اغلاط مین ایسا مبتلا ہوے کہ اپنی دہوکھونکی بدولت روایات صحیحہ کو باطل کرگئے چنانچہ قصہ وفات ام رومان اور نسبت متعہ طرف امام مالک کے اور اعتماد کرنا تمامی فقہا کا روایت باطل جواز قیاس پر سابقًا مذکور ہوا پس بعض فقہا کا ان روایات موت ام کلثوم وزید بن عمر سے جناب ام کلثوم علیہا السلام کو سمجھ لینا اور سارے واقعی کو ادہر منسوب کرنا اسی قبیل سے ہوگا اور اگر بنا بر احتمال ثانی وضعیت روایات اور وضاعی رواۃ کے قایل ہون تو بھی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ دلائل اور شواہد اور نظایر اسکی اوپر احوال شہرت وتواتر ہی مذکور ہوے جس سے بطور حتم ویقین

ثابت ہوا کہ یہ قصہ عقد حضرت ام کلثوم علیہ السلام کا محض غلط اور موضوع
اور باطل اور تہمت اور افترا ہے نہ خلیفہ نے خطبہ کیا نہ عقد ہوا نہ زید پیدا ہوا
نہ بعہد معاویہ وفات کیا وغیرہ وغیرہ واضع اول نے اصل خطبہ ام کلثوم
بنت ابو بکر کے قصہ کو کچھ تبدیل و تغیر کر کے بغرض اصلاح خرافت خلیفہ
حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کیا مابعد والی راویوں اور
عالموں نے بالعمد یا بلا عمد زید و ام کلثوم کے اصلی حالات کو ادہر منسوب
کر دیا اور متاخرین نے اپنے متقدمین کی تقلید کر لی تحقیق امر واقعے
نہ کی از ینجاست کہ حالات صدر اول کے غور کرنے سے کوئی نشان
اور اصلیت اس قصہ کی مطلقاً معلوم نہین ہوتی بلکہ خلاف اسکے
ثابت ہوتا ہے چنانچہ بعض حالات کیطرف اجمالاً اشارہ کیا جاتا ہے
اول یہ کہ جب خلیفہ دوم پر ابو لولو کا وار کاری لگا تو عبد اللہ بن عباس سے
کہا کہ کیا یہ امر تم لوگون کے مشورہ سے تہا ابن عباس نے انکار کیا جس سے
معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب بنی ہاشم کو کسیطرح سے اپنا دشمن سمجہتے تھے
پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو کسیطرح خلیفہ صاحب ایسی تہمت لگا
نا ایسا خیال دوڑاتے دوسرے یہ کہ جب خلیفہ دوم نے وقت موت
اضطراب و قلق و بیچینی شروع کی تو بروایت بخاری وغیرہ حضرت ابن عباس
نے یون تسکین دینا شروع کیا کہ تم صحبت رسول مین رہے اور حضرت
راضی گئے ابو بکر سے صحبت رہی وہ بہی راضی گئے اور لوگون کے
ساتہ بہی اچہی سلوک کرتے رہے پہر کیون جزع کرتے ہو اوپر خلیفہ نے

ص ۲۱۲
ازالۃ الخفا

کہا کہ جو کچھ ہمکو خوف والم ہے وہ سب بدولت تمہارے اور تمہارے
اصحاب کے ہے انتہے اسیطرح اور لوکون سے کہے فہما لنفسین بہی مرقوم ہیں
مگر یہہ کسینے نہ کہا کہ اب کیا جزع و فزع کرتے ہو کہ ان سب فضایل و مناقب
وصحبت نبوی کے ساتہ رسول سے تمکو ایسی قرابت قریبہ اور ایسا وسیلہ
حاصل ہے کہ خود حضرت نے فرمایا سب حسب و نسب بروز قیامت
منقطع ہونگے مگر سبب و نسب جسکو بقول اہلسنت خلیفہ نے اپنی نجات
کے لیے اسدرجہ کا عروۃ الوثقے جانا کہ بمقابلہ اسکے تمامی فضایل
ومناقب کو ہیچ و پوچ سمجھا پس اگرچہ بہی اس واقعہ کے اصلیت ہوتے
تو ممکن نہ تہا کہ صحابہ ایسے بزرگ فضیلت کو وقت تسکین جزع و فزع
خلیفہ نہ پیش کرتے اور اس نعمت عظمی سے اونکی تسلی و تشفی نہ کرتے
کیونکہ کوئی عاقل نہین باور کر سکتا کہ جس فضیلت کو خلیفہ صاحب یہ عظمت
سمجہین صحابہ کبار اوسکو عدل خلیفہ وصحبت رسول وصحبت ابوبکر کے
برابر بہی نہ جانین کہ ایسے وقت نازک مین اوسکا اظہار کرتے حالانکہ
عقلا و نقلا مسلم ہے کہ ایسے جانکاہ وقت مین کہ مومنین کو رحمت
خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے اور فساق اور فجار کو غضب جبار و قہار کا
سامنا پس ایسی حالت مین قاعدہ مقررہ ہے کہ وہ باتین تسکین بخش
ذکر کرتے جس سے نہایت درجہ کا اطمینان اور پوری تسکین حاصل ہو اور
پہلے سہنے کے فضایل و بزرگیان بیان کرتے ہین کہ دل قوی ہے
اور مسرور و خوش رہے چنانچہ دیکہئے بنا بر مزعوم اہلسنت نے بی عایشہ

کو وقت موت حضرت ابن عباس نے اونہین فضائل و مناقب سے تسلی
اور تشفی دی جو اعلیٰ درجہ کے فضایل سے انکے تہے چنانچہ صحیح بخاری سے
منتہی الکلام مین منقول ہے کہ قبل موت عایشہ ابن عباس آئے او خیریت
مزاج پوچھی اسکے بعد کہا تم بخیر ہو انشاء اللہ کیونکہ زوجہ رسول ہو اور سوائے
تمہارے کسی باکرہ سے رسول نے نکاح نہین کیا اور تمہارا عذر آسمان سے
نازل ہوا الخ اور ظاہر ہے کہ یہ اوصاف فضائل عالیہ بی بی عایشہ کے
مذکور ہوتے ہین اور ایسا کوئی وصف ونہین نہ تہا پس اگر خلیفہ کا عقد ہوا
ہوتا تو اسوقت یہ امر پہلی دن کلمات تشفی سمات مین پیش کرتے جس سے
بڑہ کر کوئی فضیلت نہ تہی حالانکہ کسی نے بجز صحبت رسول و ابو بکر و عدالت
جو انکے فضیلت خلیفہ مین مذکور ہوتے ہین اس امر کو نہ بیان کیا
جس سے معلوم ہوا کہ اسکی کچھ اصلیت نہین ہے ورنہ ایسے وقت نازک
مین ضرور ذکر کرتے تیسرے یہ کہ بجواب ابن عباس خلیفہ صاحب یہ
نہ فرماتے کہ میری بہتیجی دا اضطراب سب تمہاری بدولت و تمہارے
اصحاب کے سبب سی ہے کیونکہ جب اس درجہ محبت و موافقت تہی تو ل
اہلسنت تو پہر انکے سبب سی خوف عذاب کیون ہوتا جو کہا قسم بخدا
اگر تمامی بروے زمین طلا ہو جاتا تو قبل مشاہدہ عذاب خدا اوسکو تصدق
کرتا چوتہی یہ کہ اگر واقعی یہہ عقد ہوا ہوتا تو کچھ تو خلیفہ صاحب جناب امیر
کی خلافت مین سعی کرتے جیسا کہ عبد الرحمن بن عوف نے عثمان کے
لیے سعی کی لا اقل مرتین کی تو سعی نہ کی ہوتی جیسا کہ ذو الفقار حیدری

مین مفصلاً لکھ چکا ہون پانچوین یہہ کہ نواصب جنکو محبت شیخین سے اور عداوت اہلبیت طاہرین سے باقرار اہلسنّت انسے زیادہ ہے وہ بھی اس امر غلط کا ادعا نہین کرتے چنانچہ شاہ صاحب نے جو اقوال انکے نقل کیے ہین انسے بخوبی اسکی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ حاشیہ تحفہ مین فرماتے ہین بدان وفقک اللہ کہ تزویج حضرت زہرا با یشان دامادان فضیلتے ست کہ مختص باوست و نواصب گفتہ اند کہ رسول دو دختر بعثمان داد و فرمود مرا اگر صد دختر بودی ہمہ را بعثمان میدادم یکے پس دیگرے پس عثمان افضل باشد دریناب از علی و تخصیص این فضیلت بہ علی روا نبود و نیز گفتہ کہ رسول دو دختر از شیخین گرفت پس ہر چہار اصہار ثابت و فضیلت مصاہرت بدو مختص نباشد اہلسنت جواب گفتہ اند کہ حضرت زہرا از جملہ دختران بزرگتر در مرتبہ و محبوب تر او نزد پدر دیگر آنکہ حضرت زہرا اولاد گذاشت و پس از پدر زندہ ماند پس مصاہرت نسبت باو اقوی بود از انچہ نسبت غیر وے بود نواصب درین سخن قدح کردہ اند کہ بزرگی زہرا مقابل زیادتی منکوحات عثمان ست چہ آن دو بودند و ضعیفان یطلبان قویا و اولاد گذاشتن و پس از پدر زندہ ماندن در امر میراث سود میکند و آن نیز شما باطل ست و در اصل مصاہرت مردن منکوحہ ضرر نمی کند چہ بعد از وفات حضرت زہرا حضرت علی را معزول نمی فہمید و نیز خود روایت کردہ اید کہ کل صہر و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا صہرے و نسبے پس عثمان و علی درین ہر دو برابر اند و انکہ منکوحات ایشان مردند در ز حیات

ص ۶۹۱

ودر منکوحات ایشان برانگیختہ شد پس پیش مردان راچہ اعتبار است
جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ نواصب نے شیخین کو سے حضرت کا بنا بر
یکہ داماد حضرت کا اقرار دیا ہو پس اگر یہ عقد ہوا ہوتا نو عمر کو بھی داماد
رسول دونو قرار دیتے جیسا کہ عثمان کو اسوجہ سے کہ دو بیٹیان بیاہی گئین
جناب امیر سے افضل کہتے ہین حالانکہ اوس روایت کل سعد ونسب
کو بھی لکھتے ہین معذلک اس شرف دامادی رسول مین جناب امیر او
عثمان ہی کو داخل کرتے ہین نہ عمر کو بلکہ عمر وابو بکر کو صرف سسر جانتے ہین
پس بالیقین معلوم ہوا کہ نواصب بھی اسکے مدعی نہین ہین کہ یہ عقد واقع
ہوا اور سچ ہے وہ کیونکر مدعی ہون ایسے امر کذب محض کے کہ بقول اہلسنت
وہ لوگ پابند راستی وصدق مقال ہین پس جیسا اس تقریر سے عدم وقوع
عقد مسلم ہوا ویسا ہی اہلسنت کا نواصب سے زیادہ مفتری اور دروغگو
اور وضاع ہونا بلکہ زیادہ دشمنِ اہلبیت ہونا بھی ظاہر ہوا کہ باوصف
عدم ادعاے نواصب اہلسنت ایسے امر لغو کے مدعی ہین اور بے محابا
کذب و افترا کے مرتکب ہوتے ہین اور خوف خدا و رسول نہین ہوتا پس
درمیان نواصب و اہلسنت وہی فرق ٹھہرا جو درمیان کافر و منافق
کے ہے جسکے بارے مین پروردگار عالم یہ شہادت ادا کرتا ہے کہ واللہ
یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكَاذِبُوْنَ **واضح** رہے کہ شاہ صاحب نے اعتراضات
خوارج و نواصب کو بھی استحکام اور مضبوطی سے بیان کیا ہے
ایک اعتراض کا تو ٹوٹا پھوٹا کچھ جواب بھی دیا جس سے خود اس جواب کا

ضعف ظاہر ہے اور اعتراض ثانی کا بالکل جواب ہے نہ دیا جس سے
تسلیم کرنا اوس اعتراض کا اور لاجواب ہونا اہلسنت کا ظاہر ہے چونکہ ہمکو یہان
کیسکے سوال و جواب سے غرض نہیں ہے لہذا اسکا جواب نہین دیتے مگر
اتنا کہی دیتے ہین کہ بنا بر تسلیم عثمان کے متابعت یا مماثلت جناب امیر
کے ساتھہ اس دامادی بنوی مین محض لغو ہے کیونکہ عثمان کی مثال وہ تو وہ
اشخاص ہو سکتے ہین جو بقول اہلسنّت داماد رسول تھے اور اون کے
ازواج نے رو برو سے آنحضرت وفات کی یا طلاق پائی مثل ابوالعاص
شوہر زینب و عتبہ و عتیبہ شوہران سابق رقیہ و ام کلثوم جنکی طلاق کے بعد عثمان
ان دونین دختروں کا عقد ہوا بلکہ وہ تینوں باعتبار شرف تقدم حضرت عثمان سے
اشرف ہوے اور شیخین کا خسر رسول ہونا ویسا ہی ہے جیسا کہ کفار
مردگان کے سوا زندونین ابوسفیان کو یہ شرف ملا اور رسول کا سسر ہونا بہ نسبت
خلیفہ دوم مثل خلیفہ اول سسر ہی رہے داماد نہوے اور اگر عقد اونکا حضرت
ام کلثوم علیہا السلام سے عیاذاً باللہ ہوا ہوتا تو وہ بھی داماد رسول کہلاتے
جیسا کہ عثمان سمجھے گئے بلکہ اونکی دامادی عثمان سے افضل ہوتی پس
اس سے بھی معلوم ہوا کہ ہرگز ہرگز یہ عقد واقع ہوا نہ اسکی کچھ اصلیت ہے
بہرکیف ان روایات عقد کے موضوع اور باطل اور افترا و تہمت ہونین عقلاً و
نقلاً و سنداً و متناً کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے اور ان راویوں کے
کذاب و وضاع و دجال مفتری غیر ثقہ ہونے مین ذرا شک و شبہہ
نہ رہا اور یہ اہلسنت کے بدتر از نواصب و خوارج ہونین جنسا تامل کی گنجائش نہو

اصابہ و استیعاب مذکور ہوئے مگر شیخ عبدالحق صاحب جنکو لقب محقق دہلوی
ملا ہے سبکے خلاف بلاسند کسی کتاب وغیرہ کی رہبری سے ناقل ہین کہ بعد
عمر عون سے عقد ہوا اور اون سے ایک لڑکی پیدا ہوئی بعد عون کے
عبداللہ سے عقد ہوا ان محقق صاحب نے محمد کو ایک دم غایب کر دیا اور صاحب
تاریخ خمیس وسی رہبری سے بالکل خلاف اونکے ناقل ہین کہ بعد عمر عون
سے عقد ہوا اور کوئی لڑکا نہین ہوا بعد عون محمد سے عقد ہوا اونسے
ایک لڑکی ہوئی بعد محمد عبداللہ سے عقد ہوا اور اونسے کوئی اولاد نہین ہوئے
اونہین کی زوجیت مین وفات کی انہین اختلاف سے انکی تحقیقات کا حال بخوبی
معلوم ہوتا ہے اور اسیکے ساتھ یہ بیان بھی ہے جو تمامی روایات مین مذکور ہے
کہ بعد محمد و عون عبداللہ بن جعفر سے عقد ہوا بلکہ بقول مولوی حیدر علی
خود جناب امیر نے یہ عقد کیا غلط ٹھرا کیونکہ عبداللہ بن جعفر شوہر حضرت
زینب علیہا السلام سے تھے سپر باوصف موجودگی ونکے یہ عقد جس سے جمع بین
الاختین لازم آوے کیونکر ممکن ہے پس یہ کل بیانات ان روایات کے
غلط ٹھرے اور صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کا محمد بن
جعفر سے ہوا چنانچہ یہ امر استیعاب اصابہ تاریخ خمیس اسد الغابہ سر الشہادتین
شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا تحفہ تعین مولوی حیدر علی وغیرہ مین مرقوم ہے مگر اون مین
مہملات کے سات جسکو ہم باطل کر چکے لیکن عبارت استیعاب و اصابہ سے
البتہ تعین محمد بن جعفر کے بخوبی ظاہر ہے چنانچہ عبارت اصابہ ہے
محمد بن جعفر بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی ہیں اور عبداللہ

وعول جو حبان وغیرہ نے انکو صحابہ مین ذکر کیا ہے دار قطنی نے کہا بمقام
حبشہ پیدا ہوے اور ابن مندہ وغیرہ نے کہا کہ عہد نبی مین اونکی ولادت
ہوئی در باد عمر نے کہا کہ کنیت اونکی ابو القاسم ہے انہین کا عقد حضرت
ام کلثوم بنت جناب امیر سے بعد عمر ہوا الحاصل بخوبی تعین وانحصار
عقد محمد کے ساتھہ ظاہر ہوا اور چونکہ جملہ اخیرہ یعنی بعد بیت عمر غلط ہے جیسا کہ
مذکور ہوا پس صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم کا حضرت محمد بن جعفر سے
ہوا نہ عمر سے نہ عون سے نہ عبداللہ سے اور از انجا کہ حسب تصریحات
علماے اہلسنت ہمسن وہمعمر ہونا جناب زینب وعبداللہ بن جعفر کا وجناب
ام کلثوم ومحمد بن جعفر کا اور زیادہ تفاوت سنی نہ ہونا و بیان ہر دو خواہر
مسلم ہے پس بہنایت قرین قیاس بلکہ مطابق واقع ہے کہ عقد ہر دو
خواہر کا زمانہ واحد ہوا جو مقدم ہے اوس زمانہ سے جسمین خطبہ خلیفہ دوم
وغیرہ بیان کرتے ہین جیسا کہ مقاد تمامی ان روایات کا ہے اور تائید
اس امر کی اون روایات سے بہی ہوتی ہے جسمین دربارہ تعجیل نکاح دختران
میانشک تاکید کی گئی ہے کہ بلوغ اونکا اپنے شوہرون کے گہر ہو کیونکہ
ظاہر ہے کل مکارم اخلاق کے منبع اور اصول کرم حضرات اہلبیت
طاہرین ہین پس کب ممکن ہے کہ خود جناب امیر نے تاخیر کی ہو اور اتنی
مہلت دی ہو خصوصًا درصورتیکہ ہر دو خواہر ہمسن محمد ون اور اس عسرت
کے ساتھہ گہر ہی مین اپنے بہتیجون سے جنکی پرورش جناب امیر علیہ السلام ہی
متعلق ہو بیاہ دیا ہو کہ وہ دونون خود بہی ہمسن اور از واج بہی ہمعمر وہمسن ہون

اور ضرورت امد و رفت بہی ۔۔ وصًا بوجہ اسکے کہ اسما بنت عمیس مادر حضرت
عبداللہ و محمد و عون فرزندان جعفر جناب امیر عم کی زوجیت مین بہتین ہمہ وقت
رہتی تہے اور پردہ شرعی مانع و عایق اسکا تہا پس ایسی صورت مین
عموماً عقد مین تعجیل کیجاتی ہے اگرچہ احد الزوجین صغیر ہون چہ جائیکہ حد
بلوغ شرعی پر پہونچ بہی گئے ہون چنانچہ جناب رسالتماب نے بہی رقیہ
وام کلثوم کا عقد ساتہی کیا تہا پس اس سے بہی معلوم ہوا کہ عقد
حضرت زینب و ام کلثوم کا زمانہ خلافت خلیفہ اول ہی مین انجام پا گیا تہا
اور وفات محمد بن جعفر جنگ صفین کے بعد ہوئی چنانچہ اصابہ مین ہے
کہ محمد بن جعفر جناب امیر علیہ السلام کے ساتہہ شریک معرکہ صفین رہے
عبید اللہ بن عمر معاویہ کیطرف سے اور محمد بن جعفر جناب امیر ع کیطرف سے
میدان مین لڑنے گئے دونوین لڑائی ہوئی ایک نے دوسرے کو
مار ڈالا اور دونون وہین قتل ہوے اور بعض کا بیان ہے کہ محمد بن
جعفر محمد بن ابی بکر کے ساتہہ مصر مین تہے اور بعد شہادت محمد بن ابی بکر
مخفی ہوے اور وہانسے فلسطین گئے اور ایک شخص نے اونکے
مادری رشتہ دارون سے حفاظت کی اور معاویہ کے ظلم و ستم سے
نجات دی اور یہی امر محقق ہے انتہے عبارۃ الاصابہ بہرکیف بعد وفات
محمد بن جعفر حضرت ام کلثوم یقیناً معرکہ کربلا تک زندہ رہین اور پہر کسی
سے عقد نہین ہوا کیونکہ سابقاً اہلسنت کی روایات کا یہہ بیان کہ بعد
محمد انکا عبداللہ سے ہوا غلط ہوچکا ہے اور سواے عبداللہ

اہلسنت کے یہان بہی کسیکا نام نہین ہے پس معلوم ہوا کہ یہی امر صحیح ہے اور دعواے عقد ثالث و رابع مثل دعواے عقد عمر محض غلط وافترا ہے باقی رہی وفات حضرت ام کلثوم پس اہلسنت کی یہین تین قول ہین ایک یہہ کہ قبل عبد اللہ وفات کیا دوسرے یہ کہ بعد عبد اللہ تیسرا وہی وہی قول ہے کہ عہد معاویہ مین زید کے ساتہ وفات کیا جسکا بطلان سابقا مذکور ہوا کہ وہ دوسرے ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ عمر مادر زید ہے کہ بجہت اشتراک نام ایک ام کلثوم کا نام دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب ہوا اور اصل یہی ہے کہ وفات حضرت ام کلثوم و حضرت زینب علیہما السلام بعد معاودت مدینہ از کربلا و شام واقع ہوی کہ دونو معظمہ نے اپنے بہائی سید الشہدا روحی لہ الفدا کی مصیبت مین رو رو کر جان دی اور چونکہ وفات ان دونون معظمہ کے اور عبد اللہ بن جعفر کے بہت ہی قریب زمانہ مین ہوی کسینے پہلے عبد اللہ کہا کسینے بعد عبد اللہ کہا حالانکہ منشا اون قائلین اور ناقلین کا تعین کرنا زمانہ کا تہا مگر نا واقفون نے بوجہ اپنی غلط فہمی کے اسکو بہی قریب معنات سمجہا او نکی زوجیت کے قایل ہوے هذا ما تیسر لی فی هذا المقام بفضل الله المفضل المنعام و لا فخر و انکم ترك الاوائل للاواخر و للارض نصیب من کاس الکرام و الحمد لله اولا و اخرا و الصلوة علی نبیه و اهل بیته الطاهرین ملتما قبت اللیالی و الایام

تمت

اعلان — یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے اہلسنت حضرات دیکہین نہ خرید کرین